سلسلۂ ندوۃ المصنفین دہلی

(۳۵)

تاریخِ ملّت

حصّہ چہارم

خلافتِ ہسپانیہ

جس میں خلفاءِ بنی اُمیّہ "اسپین" کے حالات اور اسپین میں مسلمانوں کے عروج اور زوال کی داستان "قدیم وجدید مستند تاریخوں" کی بنیاد پر نہایت کاوش سے جمع کی گئی ہے اور سلاطینِ اندلس کے دورِ حکومت اور ان کے محاسنِ علمی اور تمدنی کارناموں پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے:۔

تالیف

مفتی انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی

سنہ ۱۳۷۳ھ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۴ء

سنہ ۱۳۷۳ھ سنہ ۱۹۵۴ء

باردوم ایک ہزار

قیمت دوروپیہ ۲ر
مجلد دوروپیہ چار آنے ۲؍ ر

(ہمدرد پریس دہلی)

فہرست مضامین خلافت ہسپانیہ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مقدمہ	۹	راستے	۱۸	قرآن مجید	۲۳
کثرتِ فتوحات	۱۲	مہمان خانہ	۱۹	حفظ قرآن	//
نظامِ حکومت	۱۳	شفاخانہ	//	تفسیر	//
فوج	۱۴	بیکسوں کی امداد	//	تدوینِ حدیث	۲۴
نظامِ پولیس	//	تعمیرات	//	اصولِ لغت	۲۶
نظامِ مالیات	//	نئے شہر	۲۰	تاریخ	۲۷
جزیہ	//	انتظامِ ڈاک	//	یونانی علوم کے ترجمے	۲۸
عشر	۱۵	دیوانِ خاتم (مہر)	//	طب	۲۹
حقوقِ مساوی	//	ٹکسال	//	شعر وشاعری	//
دفاتر	//	ترقیِ صنعت وحرفت	//	عربوں کا تمدن شام میں	۳۰
عربی زبان	//	شاہی لباس	۲۱	تاریخ اندلس	۳۳
دربارِ شاہی	۱۶	کارخانہ کاغذسازی	//	اندلس	//
حجابت	//	رعایا کی خوش حالی	۲۲	قدیم تاریخ	//
محکمۂ قضاۃ	۱۷	رعایا کی خبرگیری	//	خلفاءِ بنوامیہ کے گورنر	//
انتظامِ ملک	//	علوم وفنون کی			
		ترویج واشاعت	۲۳	اندلس میں	۳۴

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
روئداد چھیالیس سال ۹۲ تا ۳۸ھ	۳۷	ہر دلعزیزی	۵۲	دربارۂ شام	۶۰
		خطبہ میں نام	،،	منبر	،،
امیر عبدالرحمٰن الداخل	۳۸	حاجب	۵۳	العادل	،،
تختِ حکومت پر اجلال	۴۵	عہدۂ خطابت	،،	مسلمانوں کا تمدنی اثر	،،
بغاوت اہلِ یمن	۴۶	حلیہ	،،	تعمیرات	۶۱
اہل خاندان کی دشمنی	۴۷	اولاد	،،	مدارس	۶۲
شام پر حملے کے ارادے	۴۸	قاضی کے تقرر کا واقعہ	،،	باغات	،،
خاتمہ بغاوت	۵۰	وفات	۵۴	شاعری	،،
سیرت	،،	عمارات	۵۵	معدلت گستری	۶۳
نماز جمعہ	،،	مسجد اعظم	۵۶	ولی عہدی	،،
دادرسی	،،	مدارس	۵۷	سیرت	۶۴
خطابت	۵۱	مہمان سرائے	،،	عبادت گذاری	۶۵
معاملہ فہمی	،،	دیوان	،،	حکومت	،،
استقلال	،،	امام	،،	وفات	،
لہو ولعب سے اجتناب	،،	سلطان ہشام بن	۵۸	سلطان الحکم	۶۶
نظام حکومت	،	عبدالرحمٰن الداخل	،	عدل گستری	۶۸
سخاوت		تخت نشینی		ایک واقعہ	۶۹
ایک واقعہ	۵۲	اندفاع	۵۹	وزراء	،،

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قاضی	۷۰	سلطان محمد اول	۸۱	نماز استسقاء	۱۰۰
خطیب	"	سلطان عبدالرحمن		ملکہ مرجانہ	۱۰۱
قاضی القضاۃ	"	ثالث	۸۵	خلیفۃ الحکم ثانی	
وفات	۷۴	تخت نشینی	"	المستنصر باللہ	۱۰۲
سلطان عبدالرحمن		فوج کشی	۸۶	تخت نشینی	"
ثانی	۷۵	نظام حکومت	۸۸	جنگیں	۱۰۵
اصلاحات	۷۶	قصر زہرا	۹۱	مذہب	۱۰۸
تعمیر عمارات	۷۷	سفرائے مغرب	۹۴	آثار	"
واٹر ورکس	"	علمی ترقی	۹۷	اخلاق	"
پل و مساجد	"	شاہراہ	۹۸	الحکم کا دربار علمی	۱۱۰
جہاز	"	روشنی	"	فقیہ	"
علماء کی قدردانی	"	آبادی	"	شعراء	۱۱۱
ایک واقعہ	۷۸	صفائی	"	مورخین	"
اخلاق	۷۹	آب رسانی	۹۹	سلطان ہشام ثانی	
رواداری	"	دروازے	"	المؤید باللہ	۱۱۲
ولی عہدی	۸۰	حلقہ	"	ابن ابی عامر المنصور وغیرہ	
فتنہ	۸۱	بعض محلے	"	ہشام ثانی	۱۱۳
وفات	"	قاضی منذر	"	مذہبیت	۱۱۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
منصور کی زندگی کے		فارس	۱۵۶	علماء اندلس	۱۸۷
چند واقعے	۱۱۹	طنطو	״	فلسفہ	۱۸۹
واقعہ (۱)	۱۲۱	غرناطہ	۱۵۹	قطب نما	۱۹۰
واقعہ (۲)	۱۲۲	بروج	۱۶۱	کاغذ	״
علماء کی قدردانی	۱۲۶	دیوان خاص	۱۶۲	توپ اور بارود	״
عبدالملک ملقب بہ المظفر		تاریخ غرناطہ	۱۶۳	بری بحری قوت	״
"حاجب"	۱۲۸	ابوالحسن شاہ غرناطہ	۱۶۶	ڈاک خانہ	۱۹۱
نوٹ	۱۳۰	مسلمانانِ غرناطہ پر مظالم	۱۷۳	عہدۂ قضا	״
امرائے اندلس	۱۳۳	اندلسی عربوں کا		صناع	״
مواحدین	۱۳۶	زمانۂ علوم وفنون		اصول سیاست	۱۹۲
علماء قرطبہ	۱۴۲	اور سائنس ۷۱۱ء تا ۱۴۸۵ء	۱۷۶	ترقی تجارت	״
تباہی کے اسباب	۱۴۶	علم نباتات	۱۷۹	تنعم وشان	۱۹۳
اقتدارِ نصاریٰ	۱۴۹	علم حیوانات	״	جہاز رانی	״
اشبیلہ	۱۵۲	فنِ طب	״	جنگی فنون	۱۹۴
علماء اشبیلہ	۱۵۴	ایجادات	۱۸۰	مذہبیت	״
طلیطلہ	۱۵۵	تعلیم نسواں	۱۸۲	مردم شماری	״
ممالک وقریہ اندلس	۱۵۶	تاریخ	۱۸۳	اخلاق وعادات	״
جزیرۃ الخضراء	״	شاعری	۱۸۴	رواداری	۱۹۵
طریقہ	״	فنونِ لطیفہ کی ترقی	۱۸۶	ختم کتاب	

تعارف

تاریخ اسلام کے ایک مختصر اور جامع نصاب کی ترتیب کا مسئلہ شروع ہی سے کارکنانِ "ندوۃ المصنفین" کے پیش نظر تھا اور وہ اس کی ضرورت محسوس کر رہے تھے چنانچہ ادارے کے قیام کے چند ماہ بعد ہی یہ خدمت قاضی زین العابدین صاحب فاضل دیوبند (قاضی شہر میرٹھ) کے سپرد کی گئی قاضی صاحب نے شوق، تن دہی اور خوش اسلوبی سے اس کام کی ابتدا کی اور ۳۹ء کے ختم پر اس سلسلہ کا حصۂ اول نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم مرتب ہو گیا جسے محسنین و معاونینِ ادارہ کی خدمت میں سنہ ۴۰ء کی مطبوعات کے ذیل میں پیش کر دیا گیا، دوسرا حصہ "خلافت راشدہ" ۴۲ء کے شروع میں تیار ہوا اس حصہ کا معیار مضامین، زبان اور حجم کے اعتبار سے پہلے حصے سے کافی بلند تھا تیسرا حصہ خلافت بنی امیہ بھی اسی معیار کے مطابق ترتیب دیا گیا، یہ دونوں حصے علی الترتیب سنہ ۴۲-۴۳ء کی مطبوعات میں شامل کر کے ممبروں کو دیئے گئے اور بہت سے اسکولوں اور انٹرمیڈیٹ کالجوں میں انھیں داخلِ نصاب کر لیا گیا۔

۴۳ء کے بعد سے کچھ ایسے موانع پیش آتے رہے کہ قاضی صاحب موصوف ارادے کے باوجود یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔

اور یہ مفید کام کئی سال تک نامکمل حالت میں یوں ہی پڑا رہا یہاں تک کہ ۱۵ اگست ۴۷ء کو ملک آزاد ہوا تو دہلی کے آسمان کا رنگ ہی بدلنے لگا اور ستمبر ۴۷ء کا آفتاب آفتابِ محشر بنکر افقِ دہلی پر کچھ اس طرح طلوع ہوا کہ صحیح معنی میں قیامت

بجز پا ہو گئی، ندوۃ المصنفین اور اس کے ارادوں کی بساط الٹ کر رہ گئی اور اس کی زندگی کا سارا نقشہ ہی منقلب ہو گیا۔

جنوری ۱۹۴۹ء میں جب کام کے بکھرے ہوئے سروں کو از سر نو جوڑنا شروع کیا تو دوسری اہم تالیفی ضرورتوں کے ساتھ "تاریخ ملت" کے اس ٹوٹے ہوئے سلسلہ کو مکمل کرنے کی ضرورت بھی سامنے آئی اور اس دفعہ یہ خدمت ملک کے مشہور مصنف جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی کو سونپی گئی، مفتی صاحب اپنی زود نویسی اور کثرتِ تالیفات کے لئے شہرت عام رکھتے ہیں اور جو کام کرتے ہیں محنت و انہماک سے کرتے ہیں، مجھے امید ہے کہ اس مشکل اور حد درجہ نازک وقت میں جناب مؤلف اس سلسلے کو جلد سے جلد مکمل کرنے کی کوشش کریں گے، یہ مبارک اور مفید خدمت آپ ہی کے قلم سے انجام پذیر ہو گی اور جس کام کو ایک "قاضی" نے شروع کیا تھا وہ ایک "مفتی" کے ہاتھ سے پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

تاریخوں کی عام ترتیب کے مطابق خلافت بنی امیہ کے بعد "خلافت عباسیہ" آنی چاہیے تھی لیکن فاضل مؤلف نے خلافت عباسیہ سے پہلے خلفائے بنی امیہ اندلس کا تذکرہ مناسب جانا تاکہ تاریخ ملت کے حصہ سوم و چہارم میں بنو امیہ شام اور بنو امیہ اندلس دونوں کی تاریخ پوری ہو جائے یقین ہے قارئین اس جدت کو پسند کریں گے۔

اب خدا نے چاہا "خلافت عباسیہ بغداد" کے دونوں حصے بھی جلد ہی طباعت کے مرحلے سے گذر کر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچیں گے اور بقیہ حصے بھی جلد جلد طبع ہوتے رہیں گے

عتیق الرحمٰن عثمانی
ناظم ندوۃ المصنفین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

سلاطین اندلس کی تاریخ لکھنے سے پہلے ان کے اسلاف کے جہاں بانی کے واقعات اور کارنامے اجمالاً ذکر کئے دیتے ہیں کیونکہ عموماً مورخین نے خلفائے بنی امیہ کے مثالب پر نظر زیادہ رکھی محاسن پر توجہ کم کی۔

شاہانِ عالم کے مقابلہ میں خلفاء بنی امیہ کا درجہ بہت ملند نظر آتا ہے مگر مورخین اسلام نے جب ان کا مقابلہ کیا خلافت راشدہ کو سامنے رکھا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ خلفائے بنی امیہ شہنشاہ تھے صحیح معنی میں خلفائے راشدین کے جانشین نہ تھے کیونکہ خلافت راشدہ حقیقی معنی میں "اسلامی حکومت" تھی۔ فاتحانہ سرگرمیوں کے ساتھ عدل و انصاف میں قیاصرہ روم و شاہان عجم سے بڑھے ہوئے تھے۔ یہ ضرور ہے کہ ان کا ساطمطراق نہ تھا یہ حد ان کی سادگی تھی دامن بیجا تمدنی تکلفات سے پاک صاف تھا۔ گو جائز حدود کے اندر شریعت اسلامیہ نے عیش و تنعم کی اجازت دی ہے لیکن ہر وہ شے جو سادگی اور جہاد و عمل کے خلاف ہو وہ اسلامی روح کے منافی سمجھی گئی خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم صحیح نمونہ تھے ان کے دور تک اسلام کی سادگی قائم رہی۔ باوجودیکہ اس عہد میں فتوحات کی کثرت سے اموال کی فراوانی بڑھی ہوئی

صحرائے عرب میں گنگا جمنی دریا بہنے لگے، ایران و روم کے خزانے کھنچ کھنچ کے مدینہ کی گلیوں میں آ گئے، مگر مسلمانوں کی سادگی میں کوئی فرق نہ آسکا، خلیفۃ المسلمین کے جسم مبارک پر پیوند لگا کرتہ ہوتا اور غذا میں جو کی روٹی جو روغن زیتون سے کھالی جاتی۔ دربار کے لئے کوئی قصر نہ تھا صرف مسجد تھی جہاں اصحابِ شوریٰ (جلیل القدر صحابہ) جمع ہوتے اس جگہ سے مفتوحہ علاقہ کا کل انتظام کیا جاتا۔ اس عہدِ خجستہ کے خاتمہ کے بعد جو حکومت قائم ہوئی وہ شاہنشاہی تھی صرف بیعت کا طریقہ ضرور قائم رکھا گیا امیر معاویہ حکومت بنی امیہ کے بانی مبانی تھے۔

خلفائے بنی امیہ میں خلافتِ راشدہ کی طرح اسلامی روح نہ تھی لیکن پھر بھی عربوں کی جملہ خصوصیات کے ضرور حامل تھے بلکہ انھوں نے اس کے تحفظ کا کلی لحاظ رکھا "بقول علامہ ابن خلدون ان میں عربی عصبیت پوری طرح موجود تھی"۔

بنی امیہ کا پایۂ تخت دمشق (شام) رومیوں کا ملک تھا مسلمان اس سے متاثر ہوتے مگر پھر بھی وہ بچے رہے۔ ان پر ان کے تمدن و تہذیب کا غلبہ نہ ہونے پایا بلکہ اپنا اثر ضرور ڈالا۔ البتہ بنی عباس عجمی تمدن سے اثر پذیر ہو گئے۔ بنی امیہ نے عربی خصوصیات و شعار کو بڑی حد تک برقرار رکھا۔

بنی امیہ کا نظامِ حکومت مخادعاتِ سیاسیہ سے بالکل ناآشنا تھا اور اس کی تمام تر بنیاد۔ قوت۔ بسالت اور عربی شجاعت پر قائم رہی گو دو ایک خلفائے بنی امیہ خلفائے راشدین کے قدم بقدم چلے زیادہ حضرات نے راستہ غلط اور آئینِ اسلام کے خلاف اختیار کیا۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اموی دور میں فتوحات کو جس قدر وسعت ہوئی اسلام کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خلافت

راشدہ میں اگرچہ اسلام کی فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا تاہم مجاہدین کرام کا قدم حدودِ عرب دیارِ شام اور مصر و ایران سے آگے نہ بڑھ سکا تھا لیکن خلفائے بنی امیہ کے دور میں طرابلس۔ طنجہ۔ اندلس۔ چین۔ ہند۔ قسطنطنیہ۔ عراق تونس مراکش۔ خراسان۔ فارس، توران۔ طبرستان۔ جرجان سجستان۔ افغانستان سبھی اسلام کے زیرنگین آگئے اور بحر و بر پران کا کوئی مدِ مقابل نہ رہا تھا اگر وہ آپس کی خانہ جنگی کا شکار نہ بنتے تو کیا عجب کہ تمام ربع مسکون پر مسلمان تسلط کر چکے ہوتے بقول لیبان جس طرح عرب تھوڑے عرصہ میں ملک کے بڑے حصہ پر متصرف ہو گئے اسی طرح علوم و فنون پر چھا گئے تھے۔"

آنحضرت صلعم کی وفات سے ایک سو برس کے اندر ہی اندر خلافتِ راشدہ اور خلفائے بنی امیہ کے دور میں تہذیب و تمدن، عدل و انصاف کے ساتھ علم و ہنر کی پرورش اور ترویج عرب قوم کا جزو لاینفک بن گئی تھی۔"

کثرت فتوحات

اولین خلفائے بنی امیہ میں ملکی فتوحات ہوئیں مگر ولید کا زمانہ خصوصیت رکھتا ہے۔ علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ:-

"اس نے اپنے زمانہ میں جہاد کو قائم کیا اور اس کی خلافت میں بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں[1]"

یہ فتوحات ہشام تک وسعت اختیار کرتی رہیں علامہ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ:-

"ہشام نے عمدہ لباس عمدہ فرش اور عمدہ آلات حرب تیار کرا کے فوجی کام کے لئے سپاہی تیار کئے اور سرحد کو مضبوط کیا[2]"

بحری جنگ بحری جنگ کا آغاز عہد امیر معاویہ سے شروع ہو گیا تھا اس کو ہر زمانہ میں خلفاء نے ترقی دی اور ساحلی قلعہ بندی کا انتظام کیا اور جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۴ [2] مروج الذہب ج ۵ صفحہ ۱۲۱

نظامِ حکومت

خلافت راشدہ میں خلفا "مجلس شیوخ" سے انتظامی امور اور حکومت کے نظم ونسق میں امداد لیا کرتے۔

اس مجلس کے عناصر ترکیبی میں جلیل القدر صحابہ داعیان مدینہ و سرداران قبائل داخل تھے مسجد نبوی میں اس مجلس کا اجلاس ہوتا تھا خلیفہ اس مجلس کے مشورہ کے بغیر کسی امر کا قطعی فیصلہ نہ کرتا تھا۔ اسلام کا نظام حکومت خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور میں بڑی حد تک جمہوری رہا "

خلافت راشدہ کے بعد زمام حکومت امیر معاویہ کے ہاتھ آئی انھوں نے خلافت کو حکومت کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ پہلا نظام سیاسی بدل کر شخصی حکومت کی بنا ڈال دی۔ ان کے بعد کے لوگوں نے سیاسی مصلحتوں کے سامنے مذہبی اصول ثانوی درجہ پر رکھ دیئے "

شہری نظام

عہد بنی امیہ میں اسلامی سلطنت کا دائرۂ عمل وسیع ہو گیا تھا اس لئے پانچ بڑے صوبے بنا دیئے گئے۔

(۱) حجاز یمن اور عرب وسطیٰ۔

(۲) مصر۔ مصر کا مرتفع حصہ۔ مصر کا نشیبی علاقہ۔

(۳) عراق عرب (بلاد بابل اور اشور قدیم) عراق عجم (بلاد فارس) عمان بحرین کرمان۔ سجستان۔ کابل۔ خراسان۔ باد۔ ماوراءالنہر اور سندھ پنجاب کے علاقے

بڑا صوبہ قرار دیا گورنر عراق کے ماتحت کیا گیا) کوفہ صدر مقام تھا۔

(۴) بلاد الجزیرہ - ارمینیہ۔ آذربائجان اور ایشیائے کوچک۔

(۵) شمالی افریقہ اس کے حدود مغربی مصر بلاد اندلس جزیرہ سسلی سردانیہ بلیارہ اس کا صدر مقام قیروان تھا۔ گورنر افریقہ طنجہ۔ بحر روم کے جزائر اور بلادِ اندلس پر حاکم مقرر کرتا تھا جس کا دار الحکومت قرطبہ ہوتا تھا۔[۵]

فوج بنی امیہ نے فوجی نظام کو کمال کی حد تک پہنچا دیا۔ عبد الملک نے جبری فوجی بھرتی کا قانون بنایا۔ اس کے عہد میں فوج میں عربی عنصر زیادہ تھا افریقہ اور بلادِ اندلس کی تسخیر کے بعد بربر قوم سے بھی خدمات لی گئیں"۔

نظامِ پولس پولس افسر کو صاحب شرطہ کہتے تھے۔ ہشام بن عبد الملک نے اس محکمہ کو بہت توسیع دی۔ ایک نیا محکمہ نظام احداث قائم کر کے اس محکمہ کو سپرد کر دیا"۔

نظامِ مالیات مالیات کا صحیح نظام اور آمد و صرف میں توازن ریاست کا اہم عنصر ہے۔ ابتدائی دور میں مالیات کا شعبہ (بیت المال) تھا

بیت المال کے اہم ذرائع آمدنی۔ خراج۔ جزیہ۔ زکوٰۃ۔ فَی۔ مال غنیمت اور عشر تھے۔ خراج وصول کرنے کے لئے باقاعدہ افسر مقرر تھے بنی امیہ نے خراج کا نظم و نسق اعلیٰ پیمانہ پر کیا تھا۔ عبد الملک خراج کے بددیانت افسروں کو برطرف کرنے کے بعد نہایت سختی سے ان کی ثروت کا جائزہ لیتا تھا۔

جزیہ جزیہ کی رقم ایک معین مقدار کا نام ہے جو ذمیوں سے حفظِ جان و مال پر لیجاتی خراج اور جزیہ میں فرق یہ تھا کہ خراج زمین سے لیا جاتا مسلمان ہونیکا

۵ مسلمانوں کا نظمِ مملکت صفحہ ۲۰۰۔

اس پہ کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جزیہ جانوں کا ٹیکس تھا اسلام لانے پہ معاف ہو جاتا، دولت مندوں سے ۴۸ درہم (بارہ روپیہ سالانہ) متوسط طبقہ سے ۲۴ درہم (چھ روپیہ سالانہ) ادنیٰ طبقہ سے ۱۲ درہم (تین روپیہ) غریبوں، بے بسوں (اپاہجوں مجنونوں اور مفروروں۔ عورتوں۔ بچوں۔ راہبوں سے نہ لیا جاتا جزیہ وصول کرنے میں عدل و انصاف اور نرمی کا برتاؤ کیا جاتا۔

عشر سامان کا ۱/۱۰ حصہ ان غیر مسلم تاجروں سے لیا جاتا تھا جو دارالحرب سے دارالاسلام میں تجارت کرنے آتے تھے سال میں ایک دفعہ لیا جاتا۔

حقوق مساوی عمر بن عبدالعزیز نے عرب و عجم کے مسلمانوں کے معاشی سیاسی اور تمدنی حقوق مساوی قرار دئیے تھے عربوں کی طرح عجمی مسلمانوں کے وظائف بھی مقرر کئے تھے۔

دفاتر عہد بنی امیہ میں حکومت کا نظام چار بڑے بڑے محکموں میں تقسیم تھا۔ دیوان خراج۔ دیوان رسل و رسائل۔ غلہ اور دوسری پیداوار کے انتظام کا محکمہ دیوان خاتم۔

عربی زبان تمام محکموں میں عربی زبان رائج نہ تھی عبدالملک نے تمام محکموں کی زبان عربی کر دی۔[1] حجاج بن یوسف کے دفتر میں صالح نامی تھا جس نے دفتر کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا "ورنہ فارسی یونانی میں دفاتر کے کام ہوتے تھے۔ عربی زبان قرار دینے سے سیاسی اور ادبی دونوں حیثیت سے اثر پڑا مناصب پہ عرب ممتاز ہوئے۔ ادبی اثر یہ پڑا کہ بہت سی فارسی اور رومی اصطلاحات

---

[1] ادب سلطانیہ صفحہ ۱۱۰

معرب ہو گئے۔ گورنروں نے بھی اس پر عمل کیا۔

ملک شام میں ولید کے زمانہ میں سلیمان بن سعید کاتب نے دفتر کو سریانی سے عربی میں منتقل کیا" مصر میں عہد ولید ۸۷ھ میں والی مصر عبداللہ بن عبدالملک نے ابن یربوع فزاری حمصی سے قبطی سے دفتر عربی میں ترجمہ کرائے[۱] غرضکہ اس طرح پر اسلامی حکومت کے کل دفتر عربی میں آ گئے"

دربار شاہی عہد خلفائے راشدین میں مسجدیں جائے دربار تھیں، اجتماعی اور سیاسی اغراض کا یہی مرکز تھا۔ عبدالملک بن مروان کے زمانہ سے بادشاہ کی شان وشوکت اور دربار کے جاہ وجلال کا آغاز ہوا۔ اس کے جانشینوں نے تمام درباری کر و فر اور لوازمات اختیار کر لئے۔ بلاذری لکھتا ہے:۔

"عبدالملک پہلا خلیفہ تھا جس نے جاہ وجبروت کے تمام لوازم اختیار کئے[۲] خلیفہ تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوتا تھا۔ دائیں جانب امراء کی نشست ہوتی تھی اور بائیں جانب سلطنت اور شاہی محل کے ممتاز افراد بیٹھتے تھے۔ سامنے کھڑے ہو کر سلاطین کے سفراء شعراء اہل قلم اور فقہاء وغیرہ اپنی اپنی عرض داشتیں پیش کرتے تھے"

حجابت خلفائے راشدین نے ملاقات کی عام اجازت دے رکھی تھی امیر معاویہ نے سب سے پہلے دروازہ پر حاجب مقرر کئے[۳] حاجب اعلیٰ عہدہ دار ہوتا تھا وہ خلیفہ اور ملاقاتی کا درمیانی تھا۔ حاجب کے ذریعہ خلیفہ تک استدعا پہنچائی جاتی تھی۔ عبدالملک نے حاجب مقرر کئے تو یہ ہدایت کر دی۔ موذن۔

۱؎ فہرست ابن ندیم ۲؎ فتوح البلدان از احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری (۲۰۹ھ)

۳؎ مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۰۶

ڈاکیہ اور کھانے کے لئے بلانے والے کو بھی میرے پاس ہر وقت آنے کی اجازت ہے۔[1]

عبد الملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز گورنر مصر کو نصیحت کی تھی دیکھو! حاجب کے فرائض اپنے اہل ترین آدمی کے سپرد کرنا وہ تمہاری زبان اور دل و دماغ ہے۔ اسے ہدایت کرنا وہ ملاقات کے خواہش کے مرتبہ پورے حالات اور ضروریات کی اہمیت سے پہلے آگاہ کرے اس کے بعد اگر تم ضرورت سمجھو تو بلالو ورنہ واپس کردو۔[2]

محکمہ قضاۃ بنی امیہ کے زمانہ میں قضاۃ کا عہدہ خلفائے راشدین کے عہد میں جیسا تھا وہی قائم رہا۔ پھر دارالخلافہ کے لئے قاضی کا انتخاب خود خلیفہ کرتے اور امراء منتخب کرتے یا دربار خلافت سے مقرر کر کے علاقوں میں بھیج دئے جاتے۔

انتظام ملک مفتوحہ ممالک میں پہلے سے بہت زیادہ رعایا کی فلاح و بہبود کا انتظام کیا گیا۔ تمدنی معاشرتی حالت درست کی۔ زراعت کا معقول انتظام۔ رفاہ عام کے متعلق ضروری خدمات انجام دیں۔ ملکوں کو ترقی کے راستہ پر لگایا۔

حضرت امیر معاویہ نے ذرائع آب پاشی کو نہایت ترقی دی چنانچہ خلاصۃ الوفا میں ہے۔

مدینہ شریف اور اس کے اطراف میں بہت سی نہریں جاری تھیں

---

[1] مقدمہ ابن خلدون [2] الفخری فی آداب السلطانیہ صفحہ ۱۱۵ (بحوالہ مسلمانوں کا نظم ملکت)

اور امیر معاویہ کو اس کا خاص اہتمام تھا۔

ان کے عہد میں نہر کظالہ۔ نہر ازرق اور نہر شہار وغیرہ بنیں[۱]۔

امیر نے پہاڑوں کی بعض گھاٹیوں کے گرد بند بندھوا کر ان کو بھی تالاب کی صورت میں بدل دیا جس میں پانی جمع ہوتا تھا اور ان سے زراعت کی پیداوار کو جو ترقی ہوئی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان نہروں کے ذریعہ سے ڈیڑھ لاکھ وسق خرما اور ایک لاکھ وسق گندم کی پیداوار ہوئی[۲]

سلیمان بن عبد الملک نے مکہ میں آب شیریں کا ایک چشمہ جاری کرایا جس کا پانی سیسے کے نل کے ذریعہ مسجد حرام تک پہنچایا جاتا تھا۔ پھر ایک فوارے کے ذریعہ سے ایک سنگی حوض میں گرتا تھا جو رکن اسود اور زمزم کے درمیان تیار کرایا گیا تھا"۔

ہشام نے بھی مکہ معظمہ کے راستے میں متعدد حوض و تالاب تیار کرائے تھے یزید نے بصرہ کے لوگوں کے لئے نہر کھدوائی جس کا نام نہر عمر تھا"۔

عمال بنی امیہ نے بھی نہریں بصرہ میں کثرت سے کھدوائیں جن کے نام فتوح البلدان میں تحریر ہیں۔

راستے ولید نے رفاہ عام کے جہاں اور بہت سے کام کئے اس سلسلہ میں عرب سے ریگستانی مقام میں راستے ہموار کر دئے اور جگہ جگہ کنوئیں کھدوائے[۳]

---

[۱] وفاء الوفاء صفحہ ۱۲۱ [۲] سیرت عمر بن عبد العزیز صفحہ ۱۷۶

[۳] ابن اثیر

مہمان خانہ خلفائے بنی امیہ نے مہمان خانے تیار کرائے[1]

شفا خانہ مورخ یعقوبی لکھتا ہے ولید پہلا شخص ہے جس نے مریضوں کے لئے شفا خانے بنائے۔

بیکسوں کی امداد ولید نے یتیموں اپاہجوں اور گداگروں کے لئے وظائف جاری کئے۔ یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے معلمین کا تقرر کیا۔ اندھوں کے لئے آدمی رکھے اپاہجوں کو خدام دئے جوان کی ضروریات کو پورا کرتے علامہ ابو الفرج ولید ثانی کے لئے لکھتا ہے :۔

جب ولید بن یزید خلیفہ ہوا تو اس نے شام کے اپاہجوں اور اندھوں کے لئے وظائف مقرر کئے اور ہر ایک کو کپڑے عطا کرتا تھا۔[2]

تعمیرات امیر معاویہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے اپنے عہد میں شاندار عمارتیں بنوائیں یعقوبی لکھتا ہے" انھوں نے نہایت شاندار عمارتیں بنوائیں[2]

عبدالملک بن مروان علاوہ فاتح ہونے کے فن تعمیر کا مربی تھا اس نے مدینہ کی مسجد اور یروشلم میں قبتہ الصخرا اور ایک دوسری مسجد (مسجد الاقصی) ۶۶ھ مطابق ۶۸۷ء سات سالہ خراج مصر کے صرف سے تعمیر کرائی۔ ان مساجد کی تعمیر کے لئے عبدالملک نے شاہ روم کو معماروں کے لئے لکھا[3] اس کے بیٹے خلیفہ ولید نے....

مسجد الاقصیٰ کو ترقی دی اور جامع مسجد دمشق پر آٹھ کروڑ ۴۳ لاکھ روپیہ صرف کئے اور مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کرائی۔ آداب السلطانیہ میں ہے۔

"اس کو عمارات اور قلعہ وغیرہ بنانے کا نہایت ذوق تھا"[5]

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ [2] مختصر الدول صفحہ ۲۰۳ [5] تمدن عرب صفحہ ۲۷ [3] آداب السلطانیہ صفحہ ۱۱۴

نئے شہر بسائے

حجاج بن یوسف ثقفی سا ظالم و جابر اس نے عہد عبد الملک میں کوفہ اور بصرہ کے درمیان میں واسطہ شہر بسایا سلیمان بن عبد الملک نے رملہ آباد کیا محل کی تعمیر ہوئی مسجد اور کنوئیں بنوائے تالاب کھدوائے عقبہ بن نافع نے قیروان (افریقہ) آباد کیا ایسے اور بھی شہر ہیں جو عہد بنی امیہ کی یادگار رہے ہیں۔

انتظام ڈاک

امیر معاویہ نے سب سے پہلے یہ بد صیغہ قائم کیا اس غرض سے مختلف مقامات پر تیز گھوڑے بارہ بارہ میل پر مقرر تھے جن کے ذریعہ سے خبر رسانی میں آسانیاں ہو گئیں۔

دیوان خاتم

امیر معاویہ نے خاص محکمہ قائم کیا اس محکمہ سے فرمان صادر ہوتے تھے اس کی باضابطہ دفتر میں نقل رہتی فرمان پر مہر لگتی"۔ زیاد نے اس محکمہ کو بڑی ترقی دی[1]۔ سرکاری کاغذات لکھنے کے لئے فصیح عرب اور موالی مخصوص کئے[2]۔

ٹکسال

عبد الملک نے رومی سکوں کے بجائے ۶۹۵ء میں سونے کا دینار اپنے نام سے اور چاندی کا درہم جاری کئے۔ ٹکسال دمشق میں پہلے پہل قائم کی دوسرے خلفائے عراق۔ واسط جزیرہ میں ٹکسالیں قائم کیں۔

ترقی صنعت و حرفت

عبد الملک کے زمانہ میں کارخانہ پارچہ بافی قائم ہو گئے تھے مگر سلیمان بن عبد الملک کے زمانہ میں پارچہ بافی کی صنعت کو بہت بڑی ترقی ہوئی چنانچہ مسعودی لکھتا ہے:۔

---

[1] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ [2] مروج الذہب صفحہ ۶۱۱

"اور اس کے زمانہ میں یمن۔ کوفہ۔ اسکندریہ میں رنگین اور عمدہ کپڑے
بنے گئے اور لوگوں نے ان کپڑوں کے جبے، چادریں، پاجامے
عمامے اور ٹوپیاں پہنیں [۱]"

شاہی لباس

عبدالملک کے زمانہ تک شاہی لباس روم سے بن کر آتا تھا پھر مصر سے آنے لگا لباس پر "اب ابن روح القدس" نقش و نگار کی شکل میں بنا ہوتا۔ عبدالملک کو اس کے معنی کا علم ہوا تو اس کو گراں گذرا۔ اس نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان گورنر مصر کو لکھا کہ "اب ابن روح القدس" کی جگہ لا الہ الا اللہ نقش و نگار کی شکل میں بنایا جائے اور اپنے حدود خلافت میں مصری پارچے پہننے اور خریدنے کی ممانعت کر دی اور خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں دی جانے لگیں پارچہ بافی کے کارخانے قائم کئے جانے لگے۔ بلکہ حکومت کی طرف سے ایک محکمہ دیوان طراز کے نام سے قائم کیا گیا۔"

یہ دفتر شاہی پارچہ بافی اور ان کے اسماء اور القاب کو خوشنما بننے کے لئے کارخانوں میں انتظام کرتا تھا[۲] اور اہل حرفہ کی تنخواہ کی تقسیم بھی اس دفتر سے متعلق تھی۔

کارخانہ کاغذ سازی

۳۰۰ھ میں یوسف بن عمر نے مکہ معظمہ میں قطن (روئی) سے کاغذ بنانے کا کارخانہ قائم کیا تھا۔ موسیٰ بن نصیر فاتح افریقہ نے مغرب کے علاقوں میں کتاں وغیرہ سے کاغذ بنانے کا طریقہ مروج کیا۔ ریشم سے بھی کاغذ بنایا جاتا تھا۔ انھیں ایام میں ایسے کاغذ تیار ہونے لگے تھے جس میں آدمی کو اپنا چہرہ تک نظر آ سکتا تھا۔

---

[۱] مروج الذہب صفحہ ۶۱۱ [۲] مسلمانوں کا نظم مملکت ۲۱۶ [۳] دنیائے الاسلام للشہاب المرجانی صفحہ ۳۳۷

رعایا کی خوشحالی

مذہب حکومت اخلاقی قانون غرض تمام اجتماعی چیزوں کا آخری نتیجہ صرف یہ ہے کہ دنیا فارغ البالی سے زندگی بسر کرے اور اس نتیجہ کے لحاظ سے عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت دنیا کے کل بادشاہوں سے زیادہ کامیاب رہا“

بیہقی دلائل میں لکھتے ہیں:-

عمر بن عبدالعزیز نے صرف ڈھائی برس خلافت کی لیکن اس مختصر زمانہ میں یہ حالت ہو گئی کہ لوگ ان کے عمال کے پاس بکثرت مال لے کر آتے تھے کہ فقرا کو دیدو لیکن ان کو اپنا مال واپس لے کر جانا پڑتا تھا۔

طبقات ابن سعد میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ مستحقین پر صدقہ تقسیم کیا جائے لیکن میں نے دوسرے سال دیکھا کہ جو لوگ صدقہ قبول کرتے تھے وہ خود صدقہ دینے کے قابل ہو گئے“

رعایا کی خبر گیری ولید خود رعایا کی خبر گیری رکھتا تھا ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ تھی اشیاء کے نرخ کی نگرانی خود کرتا تھا ولید خود بازاروں میں جا کر چیزوں کی قیمت طے کر کے ان کو مقرر کرتا تھا[۱]

---

[۱] تاریخ اسلام حصہ اوّل صفحہ ۲۱۴

علوم و فنون کی ترویج اشاعت

اسلامی علوم و فنون میں کوئی فن ایسا نہیں ہے جس کی ترتیب و تدوین تہذیب و پرداخت اور ترقی و اشاعت میں خلفائے بنی امیہ کی مساعی کو دخل نہ ہو۔

قرآن مجید

قرآن مجید پر اعراب بنی امیہ کے زمانہ میں لگائے گئے حجاج بن یوسف نے ابو اسود دولی سے امتیازی نقاط اور تحریری عبارتوں کے ساتھ اعراب لگوا کر مروج کیے[1]۔ ابو الاسود الدولی قاضی الکوفہ تابعی جلیل الذی نسب الیہ علم النحو ویقال انہ اول من تکلم فیہ قال ابن خلکان وقیل انہ توفی فی خلافت عمر بن عبد العزیز[2]۔

حفظ قرآن

حفظ قرآن کے طریقہ کو وسیع کیا۔ ولید لوگوں کو ہمیشہ حفظ قرآن کی ہدایت دیتا تھا۔ حفاظ کو فیاضانہ صلے عطا کرتا اور جو لوگ قرآن حفظ نہیں کرتے تھے ان کو سزا دیتا[3]۔

تفسیر

بنو امیہ کے زمانہ میں یہ فن مدون ہوا اور انھیں کے زمانہ میں بڑے بڑے مفسرین پیدا ہوئے۔ تفسیر کی پہلی کتاب جو سعید ابن جبیر اسدی کوفی متوفی ۹۵ھ نے لکھی وہ عبدالملک کے حکم سے لکھی گئی[4]۔

---

[1] ابن خلکان تذکرہ حجاج [2] البدایۃ والنہایۃ الجزء الثامن صفحہ ۲۱۲ [3] عقد الفرید اخبار ولید [4] میزان الاعتدال ذہبی۔

تدوین حدیث

علم حدیث کی تدوین و تالیف کا شرف بھی عہد بنو امیہ کو حاصل ہے۔ سعید بن جبیر شاگرد عبداللہ بن عباس کا تفسیر کے علاوہ مجموعہ حدیث بھی یادگار سے ہے[1]

امام ابو عمر بن العلاء عہد بنی امیہ میں تھے۔ بصرے میں قیام تھا۔ الیافعی نے لکھا ہے :-

کانت کتبہ التی کتب عن العرب الفصحاء قد ملأت بیتا له الی السقف (الیافعی ج ۱ ص ۳۲۵)	ابو عمرو بن العلا نے فصحائے عرب کی جن چیزوں کو لکھکر جمع کیا تھا ان کی کتابوں سے چھت تک کمرہ بھرا ہوا تھا۔

ابو قلابہ متوفی سنہ ۱۰۴ھ ان کے یہاں بھی علمی سرمایہ تھا۔ الذہبی کہتے ہیں۔

"ابو قلابہ کا جب انتقال ہوا تو وفات سے پہلے اپنی کتابوں کے متعلق انھوں نے وصیت کی تھی کہ ایوب سختیانی (ان کے شاگرد) کے سپرد کر دی جائیں۔ کتابیں جب ایوب کے پاس آئیں تو ایک اونٹ کا نصف بار تھیں[2]"

طبقات ابن سعد میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔

"ہمارے پاس عبداللہ بن عباس کے مولیٰ کریب نے ابن عباس کی کتابیں

---

[1] مسند دارمی باب من رخص فی کتاب العلم (نوٹ) سعید بن جبیر کے نام سے جو تفسیر ہے وہ عطا بن دینار کے نام سے مشہور ہوئی (معلومات قرآن از انتظام اللہ) [2] تذکرۃ الحفاظ الذہبی ج ۱ ص ۸۸

رکھوائی تھیں جو ایک بار شتر تھیں[1]

جب عمر بن عبدالعزیز سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے ابوبکر بن محمد بن عمر حزم[2] کو لکھا کہ رسول اللہ صلعم کی حدیث اور سنت آپ کو ملے تو اس کو لکھ بھیجئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم حدیث مٹ نہ جائے اور علما فنا نہ ہو جائیں اور آپس میں مجالست کرو تا کہ جو شخص نہیں جانتا وہ بھی جان جائے[3]

امام شہاب زہری کو بھی احادیث جمع کرنے کا حکم دیا باوجودیکہ شہاب زہری عبدالملک کے زمانہ سے احادیث کے جمع کرنے میں لگے ہوئے تھے اور اس کے کہنے سے ایک مجموعہ حدیث کا اس کے لڑکے کی تعلیم کے لئے تیار کر دیا تھا[4]۔ مغازی میں کتاب تالیف کی علامہ ابن عبدالبر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں کہ سعد بن ابراہیم محارث قاضی مدینہ کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو احادیث کے جمع کرنیکا حکم دیا۔ ہم نے دفتر کے دفتر لکھے۔ عمر نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا[5]۔ ابوبکر بن حزم نے رسول کی سنتیں جمع کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجا وفات انتقال کر چکے تھے[6] ابو قلابہ تابعی حسن کا ذکر پیشتر آ چکا ہے۔ بشیر بن نہاب صنعانی[7]

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶ [2] قاضی مدینہ منورہ کے تھے خاندان انصار سے تھے تابعی تھے حدیث و خبر کے بڑے امام مانے جاتے تھے (تاریخ و تدوین حدیث از انتظام اللہ) [3] بخاری کتاب العلم کیف یقبض العلم [4] تہذیب الاسماء جلد ۱ ص ۹۱ [5] زرقانی ص ۱۰ سطر ۹ و فتح الباری [6] تذکرۃ الحفاظ [7] مسند جلد ۱ ص ۴۸

خلابن معدان شامی کلاعی[۱] رجا بن حیاۃ فلسطینی تابعی[۲]۔ عبدالرحمان[۳] نبیرہ عبداللہ بن مسعود۔ جابر بن عبداللہ بخریری سلیمان بن قیس[۴]۔ صالح بن کیسان جامع سنن رسول[۵]۔ وہب بن منبہ کاہل الیمانی صنعانی[۶]۔ خلاص بن عمرو الہجری البصری متوفی ۱۱۰ھ ان سب کے احادیث کے مجموعے تھے۔

ولید بن یزید کے قتل کے بعد جب احادیث و روایت کا دفتر ولید کے کتب خانہ سے منتقل ہوا تو صرف شہاب زہری کی مرویات اور تالیفات گھوڑوں اور گدھوں پہ لاد کر لائی گئیں[۷]۔

(نوٹ) جابر بن عبداللہ کی روایتوں کا مجموعہ وہب تابعی مذکور نے تیار کیا تھا جو اسمٰعیل بن عبدالکریم کے پاس تھا۔

روات ابی ہریرہ کا مجموعہ ہمام بن منبہ نے تیار کیا تھا جو صحیفہ ہمام کے نام سے تھا[۸]۔

اصول لغت عہد بنی امیہ میں اصول لغت کی تدوین ہوئی ابو اسود دولی نے زیاد بن امیہ سے اجازت لے کر نحو کے قواعد وضع کیے[۹]۔ ان سے عنبسہ بن معدان المہری نے اس کی تعلیم حاصل کی اسی سلسلہ سے خلیل منسلک تھے[۹]۔

---

[۱] تہذیب ج ۶ ص ۲۱۳ [۲] تذکرۃ الحفاظ [۳] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۸ [۴] ابن سعد ص ۱۹۸ [۵] مقدمہ کشف الظنون ص ۲۶ [۶] تہذیب ج ۶ ص ۲۱۲ [۷] مسند امام احمد بن حنبل [۸] الفہرست ابن ندیم ص ۶۱ [۹] ابن خلکان ج ۲ ص ۳۰۰

تاریخ فن تاریخ کی تدوین و ترتیب عہد بنی امیہ میں ہوئی۔ سب سے پہلے انھیں کے زمانے میں تاریخی کتابیں تصنیف ہوئیں ایک طرف تو فن سیر و مغازی کے بڑے بڑے علماء مثلاً وہب بن منبہ محمد بن مسلم الزہری۔ موسیٰ بن عقبہ عوانہ جو اس فن کے متعلق کتابوں کی تدوین و تالیف میں مصروف تھے۔ دوسری طرف خلفائے بنو امیہ کو فن تاریخ کے ساتھ خود نہایت شغف تھا۔

علامہ مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ ہمیشہ عشاء کے بعد بیٹھکر تاریخی واقعات سنتے جب رات کا ثلث حصہ گذر جاتا تو سو جاتے پھر اٹھتے اور دوبارہ یہی مشغلہ شروع ہو جاتا۔ متعدد لڑکے تاریخی کتابیں لیکر آتے اور ان کو پڑھ پڑھ کر سناتے۔ جب اس پر قناعت نہ ہوئی تو یمن سے ایک عالم کو جس کا نام عبید بن شریہ تھا بلایا اور اس سے بہت سے تاریخی واقعات سنے اور ان واقعات کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کیا جس کا نام اخبار الماضیین [1] ہے صحار العبدی نے امیر معاویہ کے لئے کتاب الامثال لکھی [2]۔ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں عاس عبید بن شریہ نے کتاب الامثال لکھی اور کتاب الملوک لکھی (فہرست ابن ندیم ص ۱۳۲) عاش عبید بن شریہ الی ایام عبدالملک ولہ من الکتب کتاب الامثال کتاب الملوک اخبار الماضیین (ابن ندیم)

ہشام کے شوق و ایما سے عربی لٹریچر میں اور بھی مفید و تاریخی تصنیفات کا اضافہ

---

[1] فہرست ابن ندیم ص ۱۳۲ [2] اصابہ و کشف الظنون و تذکرۃ الحفاظ (بحوالہ سیرت عمر بن عبدالعزیز ص ۱۸۲)

ہوا۔ چنانچہ جبلہ نے اس کے لئے ایران کی بعض تاریخی کتابوں کا ترجمہ فارسی سے عربی میں کیا۔ ہشام نے اور بھی مترجمین کے ذریعہ سے کتاب "تاریخ الملوک الفرس" کا ترجمہ کرادیا جس میں ایرانی سلطنت کے قوانین اور مشاہیر ایران کے حالات تھے۔[1]

عبدالملک ابن محمد ابن ابی بکر بن عمر بن حزم الانصاری نے عہد بنی امیہ میں کتاب المغازی لکھی جس کو ہارون الرشید کی خدمت میں پیش کیا۔

یونانی علوم کے ترجمے

امیر معاویہ کا پوتا خالد بن یزید جس کی کنیت ابو ہاشم ہے اس کو حکومت سے لگاؤ نہ تھا۔ اس نے علوم دینی حاصل کرنے میں سعی بلیغ کی اس کے شیخ الحدیث حضرت وحبہ تھے۔ حضرت رجا بن حیاۃ اور امام شہاب زہری جیسے جلیل القدر محدث اس کے شاگرد تھے۔ ابن ندیم الفہرست میں لکھتا ہے:۔

"خالد بن یزید بن معاویہ کان خطیبا شاعرًا حازمًا فاذرائی
ھواول من ترجم لہ کتب الطب والنجوم وکتب الکیمیا"[2]

ابن خلکان لکھتا ہے کہ۔

خالد نے چند مصری علمائے طب کو بلا کر اپنے پاس رکھا انھوں نے دمشق میں رہ کر علمی کتابوں کے ترجمے کئے۔ ان علماء میں ایک پادری مریانوس تھا جس نے خالد کو علم کیمیا کی تعلیم دی اور اصطفان نے اس فن کی کتابیں عربی میں خالد کے لئے نقل کیں[3] اس نے ایک معمل (لیبورٹری) قائم کی، علماء ملازم رکھے۔ "آثار الباقیہ" میں ہے:۔

خالد نے معمل قائم کیا جہاں اپنے کیمیاوی تجربات کے نتائج معلوم کر کے چند رسائل میں محفوظ کر دیے

---

[1] کتاب التنبیہ والاشراف ص ۱۰۶ [2] المعارف ص ۱۲۰ الفہرست ص ۴۹۷ [3] ابن خلکان ج ۲ ص ۱۶۸

اس کو طب میں بھی دستگاہ کامل تھی۔ فنِ کیمسٹری کا بانی خالد کہا جاتا ہے محقق البیرونی خالد کو اسلام کا سب سے پہلا حکیم (فلسفی) قرار دیتا ہے[۱]۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

اول من یکلم فی علم الکیمیا ووضع فیھا الکتب وبین صفۃ الاکسیر والمیزان ونظر فی کتب الفلاسفۃ عن اھل اسلام خالد ابن یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان واول من اشتھر ھذا العلم عنہ جابر بن حیان الصوفی من تلامذۃ خالد کما قیل[۲]

خالد کا ۸۵ھ میں انتقال ہوا[۳]

طب یہ حقیقت ہے کہ یونانی علوم و فنون کے ترجمہ کی ابتدا بنی امیہ ہی کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ چنانچہ ابن اثال نے امیر معاویہ کے لئے یونانی زبان سے طب کی متعدد کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا اور یہ پہلا ترجمہ تھا جو اسلام کے دورِ حکومت میں کیا گیا۔

مروان بن حکم کے زمانہ میں سرجویہ نے سریانی زبان سے عربی زبان میں ایک طب کی کتاب کا ترجمہ کیا یہی کتاب تھی جس کو عمر بن عبدالعزیز نے شام کے کتب خانہ میں پایا اور ممالک محروسہ میں اس کے مختلف نسخے تقسیم کرے[۴]

ہشام کے زمانہ میں ایرانی تاریخ کے علاوہ بعض یونانی کتابوں کا ترجمہ بھی ہوا۔ چنانچہ ابو جبلہ نے ارسطو کے ان خطوط کا ترجمہ کیا جو اس نے سکندر کو لکھے تھے۔

---

[۱] آثار الباقیہ ص ۳۰۲ [۲] کشف الظنون ص ۱۴۹۳ [۳] کتاب الاغانی ج ۱۶ ص ۴۴ [۴] مختصر الدول ص ۱۹۲۔

غرضنکہ دوسری السنہ سے عربی میں عہد بنی امیہ میں کثرت سے کتابیں منتقل ہونے لگی تھیں۔

شعروشاعری عہد بنی امیہ میں عربی شاعری نے بھی فروغ پایا۔ ایام جاہلیت کے کلام میں جو خوبیاں تھیں وہ تھیں مگر اس عہد کے کلام میں بلند اور نازک تخیلات سے ایک عجیب قسم کی لطافت لچک اور سلاست پیدا ہو گئی تھی جریر۔ فرزدق[1]۔ اخطل وغیرہ نے بنی امیہ کے درباروں میں تربیت پائی تھی ادب کی کتابوں میں یہ تمام ذخیرہ محفوظ ہے اس جگہ تفصیل کی ضرورت نہیں غرضنکہ بنی امیہ کا دور علمی شاندار ہے اور ان کے بعض علمی آثار آج بھی باقی ہیں۔ یہ تھی عہد بنی امیہ کی علمی تمدنی ترقی جس کی طرف سے مورخین چشم پوشی کرتے رہے۔

---

[1] الفرزدق واسمہ ہمام بن غالب بن صعصعۃ بن ناجیۃ تیمی البصری طلق امرأتہ ثم ندم علی طلاقہا فقال فلوانی ملکت یدی وقلبی۔ لکان علی للقدر الخیار البدایۃ والنہایۃ الجزالتاسع ص ۲۶۵

تاریخ اندلس

عربوں کا تمدن شام میں

موسیو لیبان لکھتا ہے:-

خلفائے بنی امیہ کے زمانہ میں شام کا تمدن ایک اعلیٰ درجہ پر پہونچ گیا عربوں نے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت انصاف اور انسانیت سے برتاؤ کیا اور ان کو پوری آزادی مذہب کی دے رکھی تھی۔ ان کے عہد میں کلیسہ مشرقی و مغربی دونوں کے رئیس اساقفہ کو اس قدر آرام ملا جو انھیں اس وقت تک اپنی علوے حکومت میں ہرگز نصیب نہ ہوا تھا شام کے تمام بڑے شہر بیت المقدس۔ صیدون دمشق صور بہت ہی سرسبز ہو گئے اور حرفت اور فلاحت نے بے انتہا ترقی کی فتح ہونے کے ساتھ ہی اس ملک میں اعلیٰ درجہ کی ترقی شروع ہو گئی۔ عربوں کو علوم یونان و روم کا ایسا ہی جوش پیدا ہو گیا جیسا کہ انھیں لڑنے کا جوش تھا ہر طرف مدارس کثرت سے قائم ہو گئے اور چند روز میں شاگرد اُستادوں کا مقابلہ کرنے لگے اور علوم و شاعری و صنعت میں ترقی نمایاں ہونے لگی اور دمشق جو ان کا دارالسلطنت تھا مرکزی شہر تجارت کا بن گیا۔ یہاں علمی اور حرفتی ترقی کی شہرت دور دور تھی۔ طبی مدرسہ۔ قصور شاہی تمام عالم میں مشہور و معروف تھے [1]

از:- (انتظام اللہ شہابی)

---

[1] تمدن عرب ص ۱۴۹

تاریخ اندلس

اندلس جزیرہ نما ملک اندلس یورپ کے مغربی جنوبی حصے کی طرف واقع ہے اس کے اور ملک افریقہ کے درمیان صرف بارہ میل کا سمندر جو بحر ظلمات (بحر محیط) کو بحر متوسط سے ملاتا ہے جس کو آبنائے طارق کہتے ہیں، حائل ہے اس ملک کے مشرق کی جانب بحر متوسط اور شمال کی طرف جبل البرتات (پرانیز) جو ملک فرانس کے سرحد اندلس سے جدا کرتا ہے اور بے آف بسکے واقع ہیں۔ غرب کی جانب ملک پرتگال اور بحر ظلمات اور جنوب کی طرف آبنائے طارق اور ملک افریقہ اس کے حدود کو ختم کرتے ہیں"۔

قدیم تاریخ اندلس (اسپین) کے قدیم باشندے قوم سلیٹ سے تھے جن کا اصلی وطن فرانس تھا ان کے بعد اور بھی اقوام مثل آئی بیری۔ فینیقی قرطاجنی یہاں آئے اور رہ پڑے ۲۰۶ ق م اہل روم اس پر حملہ آور ہوئے۔ دوسری مرتبہ کی جنگ میں جو پیونک کے نام سے مشہور ہے۔ قرطاجنیوں کو شکست ہوئی چنانچہ ۴۰۵ء تک اہل روما قابض رہے۔ پھر شمالی وحشی قوموں نے اندلس پر قبضہ کر لیا ان کے بعد ایک دوسری بت پرست قوم گاتھ کو عروج حاصل ہوا مگر دو سو برس سے زیادہ ان کا اقتدار نہ رہا۔

گاتھ کے زمانہ میں اندلس کے باشندے نصف سے زیادہ غلامی کے پھندوں میں پھنسے ہوئے تھے ریاست چھوٹے بڑے جاگیرداروں میں بٹی ہوئی

تھی اور زمیندار غلاموں سے کاشت کا کام مثل جانوروں کے لیا کرتے تھے ذرا سی
خطا یا عدول حکمی پر نہایت بے رحمی سے یہ لوگ قتل کر دئے جاتے ان کے مذہبی
پیشوا بھی ایسے ہی تھے لاطینی عیسائیوں کا دور دورہ تھا۔ وٹیزا کو قوم نے تخت سے اتار کر
رزلیق (راڈرک) کو اپنا بادشاہ بنایا۔ کچھ عرصہ تک متانت اور سنجیدگی سے کام لیا
آگے چل کر عیاش اور کاہل بن گیا اور امراء کی بہو بیٹیوں کو تاکنے لگا۔ گورنر سبتہ
کونٹ جولین کی لڑکی فلورنڈا اس وقت طلیطلہ میں [illegible]
اس کو جبراً اپنے تصرف میں [illegible] کی خبر [illegible] ہو گئی [illegible]
کا رکن اعظم تھا اس واقعہ سے [illegible] اور یہی گورنر عربوں کو اندلس کی طرف
متوجہ کرنے کا باعث ہوا۔

شمالی افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر سے جولین ملا۔ انھوں نے خلیفہ ولید
بن عبد الملک کی منظوری لے کر جنرل طارق بن زیاد کو جولائی ۷۱۱ء میں
عرب اور بربریوں کی بیس ہزار فوج کے ساتھ ہسپانیہ روانہ کیا جس نے گاڈ
فرمانروا راڈرک کو دریائے باربیٹ کے دہانہ پر شکست دی۔ اس کے بعد آر
کاڈنیا۔ قرطبہ۔ ملاغہ۔ البودیرا اور ٹولیڈو (طلیطلہ) فتح ہو گئے۔

۷۱۵ء میں ولید نے شام میں موسیٰ بن نصیر کو طلب کیا یہ طارق کو لیکر
معہ گاتھک شہزادوں اور مال غنیمت کے دمشق پہنچا۔ ولید کے بعد سلیمان خلیفہ
ہوا اس نے موسیٰ کے ساتھ برا سلوک کیا۔ آخر میں موسیٰ [illegible]
وفات پا گئے اس جگہ خلفائے بنی امیہ کی طرف سے جو اندلس [illegible]
[illegible] ان کے نام لکھ دیتے ہیں۔ تفصیلی حالات [illegible]

(۲۴ امرائے اندلس جو منجانب ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبد العزیز۔ یزید۔ ہشام مقرر ہوئے)

نام والی	مدت حکومت	کیفیت
طارق ابن زیاد	شوال سنہ ۹۲ تا سنہ ۹۳ جمادی الاول	
موسیٰ بن نصیر	سنہ ۹۳ تا سنہ ۹۵	
عبد العزیز بن موسیٰ	سنہ ۹۵ تا سنہ ۹۷ھ	
ایوب بن حبیب اللخمی	سنہ ۹۷ تا سنہ ۹۸ھ	بغیر حکم خلیفہ منجانب فوج حاکم ہوا
الحر بن عبد الرحمن الثقفی	سنہ ۹۸ تا سنہ ۱۰۰ھ	
السمح بن مالک الخولانی	سنہ ۱۰۰ تا سنہ ۱۰۲ھ	
عبد الرحمن بن عبد الغافقی	سنہ ۱۰۲ تا سنہ ۱۰۳ھ	
عنبسہ بن سحیم الکلبی	سنہ ۱۰۳ تا سنہ ۱۰۷ھ	
عذرہ بن عبد اللہ الفہری	شعبان سنہ ۱۰۷ تا شوال سنہ ۱۰۷ھ	
یحییٰ ابن سلمۃ الکلبی	سنہ ۱۰۳ تا سنہ ۱۰۷ھ	
عثمان ابن ابی عبیدہ	شعبان سنہ ۱۰۷ تا شوال سنہ ۱۰۷ھ	
عثمان ابن ابی نصح القیصی	سنہ ۱۰۷ تا سنہ ۱۰۸ھ	
حذیفہ بن الاحوص القیسی	سنہ ۱۰۸ تا سنہ ۱۰۹ھ	
الہیثم بن عبد اللہ الکلابی	سنہ ۱۰۹ تا سنہ ۱۱۰ھ	
محمد بن عبد اللہ اشجعی	سنہ ۱۱۰ تا سنہ ۱۱۱ھ	
عبد الرحمن بن عبد اللہ الغافقی	سنہ ۱۱۱ تا سنہ ۱۱۳ھ	
عبد الملک بن القطن الفہری	سنہ ۱۱۳ تا سنہ ۱۱۳ھ	چہار ماہ
عقبہ بن الحجاج	سنہ ۱۱۳ تا سنہ ۱۱۴ھ	

نام والی	مدت حکومت	کیفیت
عبدالملک بن القطن الفہری	سنہ ۱۱۴ تا سنہ ۱۱۶ھ	
عقبہ بن الحجاج	سنہ ۱۱۶ تا سنہ ۱۲۳ھ	
عبدالملک بن القطن الفہری	سنہ ۱۲۳ تا سنہ ۱۲۳ھ	دوبارہ حاکم مقرر ہوئے
بلج ابن بشر العیاض القشیری	سنہ ۱۲۳ تا سنہ ۱۲۴ھ	
ثعلبہ بن سلامۃ العاملی	سنہ ۱۲۴ تا سنہ ۱۲۵ھ	
ابو العطا بن ضرار الکلبی	سنہ ۱۲۵ تا سنہ ۱۲۷ھ	
ثوابہ بن سلامہ الجزائی	سنہ ۱۲۷ تا سنہ ۱۲۹ھ	
یوسف بن عبدالرحمن الفہری	سنہ ۱۲۹ تا سنہ ۱۳۸ھ	یہ آخری حاکم منجانب شام مقرر ہوا

روداد چھیالیس سال

سنہ ۹۲ تا سنہ ۱۳۸ھ

طارق بن زیاد کی فتوحات سنہ ۹۲ھ سے آخری گورنر اندلس یوسف بن عبدالرحمن الفہری تک اندلس میں حمیری شامی اور عراقی عرب قبائل کثرت سے آکر آباد ہو گئے تھے اور افریقہ سے بھی بربری پہنچ گئے تھے۔ عرب بربریوں کو حسد سے دیکھتے ان ہردو کی آپس میں اور شامی۔ عراقی۔ حمیری دمینی کی باہمی سیاسی مسابقت رہتی اس سے خانہ جنگی کی نوبت پہونچ جاتی نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس بدنظمی کا شکار ہو گیا اس کے سوا حکام کا طریقہ بھی اچھا نہ تھا ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گروہ عظیم اس امر کے لئے مستعد ہو گیا کہ اسپین میں کوئی جدید حکومت قائم کیجائے اس زمانہ میں وہاں یہ شہرت اڑ گئی کہ خلیفہ ہشام کا پوتا سفاح کے ہاتھ سے بچکر افریقہ آگیا ہے اور قبیلہ زناتہ کے یہاں مقیم ہے۔ الداخل کے پہونچنے پر میدان موافق تھا جلد برسر اقتدار ہو گیا اور نئی حکومت قائم ہو گئی۔

امیر عبدالرحمٰن الداخل

امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خلیفہ ہشام اموی۔ معاویہ نے ٢١ برس کی عمر میں سنہ ١١٨ھ میں انتقال کیا عبدالرحمٰن سنہ ١١٣ھ میں پیدا ہوئے۔ خلیفہ ہشام کے زیر سایہ عبدالرحمٰن کی پرورش و تعلیم ہوئی۔ خلیفہ کا یہ خیال تھا کہ عبدالرحمٰن کو ہی اپنا ولی عہد مقرر کریں اس وجہ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور تربیت اس شہزادہ کو دی گئی[١] اپنے کنبہ میں عبدالرحمٰن ملنسار خوش مزاج شہزادہ تھا۔

عبدالرحمٰن کی عمر دس برس کی تھی کہ ایک دن اپنے بھائیوں کے ساتھ رصافہ گیا رصافہ قنسرین کے علاقہ میں ایک بڑا عالی شان قصر تھا جہاں خلیفہ ہشام اکثر سکونت رکھا کرتے تھے یہ بچے جب قصر کے دروازے کے پاس پہنچے تو ادھر سے مسلمہ برادر ہشام گھوڑے پر سوار آرہے تھے بچوں کو دیکھ کر گھوڑے کو روکا اور پوچھا کہ کس کے بچے ہیں؟ جب معلوم ہوا کہ معاویہ مرحوم کے ہیں تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یہ کہہ کر "معاویہ کے یتیم ہیں" ملازم کو حکم دیا کہ دو دو بچوں کو قریب سے دکھاؤ۔ سب بچوں میں عبدالرحمٰن سب سے بھلا لگا اسے اپنے سامنے کاٹھی پر بٹھا کر بہت پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اسی وقت اتفاق سے خلیفہ مشام محل سے نکلے مسلمہ سے کہا یہ کس کے بچے کو لئے ہوئے گھوڑے پر ٹہلا رہے ہو۔ مسلمہ بولے آپ کے معاویہ مرحوم کا بچہ ہے اور ہشام کی طرف جھکے اور کہا

---

[١] خلافت اندلس ص ۷۵

وہ امراب عنقریب پیش آنے والا ہے جس کا ذکر آزروئے نجوم میں کر چکا ہوں اور یہی بچہ وہ مرد نکلے گا جس کی نسبت آپ کو مجھ سے خاص خاص باتیں معلوم ہو چکی ہیں۔ خلیفہ ہشام نے پوچھا کیا واقعی تم کو اس کا یقین ہے؟ مسلمہ بولے میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اس بچے کے چہرہ اور گردن پر صاف صاف علامتیں اس بات کی موجود ہیں

مسلمہ بن عبدالملک علوم سری کا بڑا ماہر تھا اس نے عبدالرحمٰن کے بشرہ کو دیکھ کر پیشین گوئی کر دی تھی کہ یہ عظیم المرتبت انسان ہو گا۔

خلیفہ ہشام کی نظریں التفات کی اس پر زیادہ رہنے لگیں [۵۴] ہشام بچوں کو جو چیزیں بھیجتا ان میں ہمیشہ عبدالرحمٰن کے لئے خاص اشیاء بھیجتا تھا"۔

ہشام کے بعد شیرازہ حکومت بنی امیہ بکھر گیا جب مروان ابن محمد کے ہاتھ میں زمام حکومت آئی رہی سہی قوت بھی ٹھکانے لگ گئی ابوالعباس عبداللہ نے حکومت سے ٹکراؤ کا ارادہ کیا ادھر ہشام کی رعایا یزید اور مروان کے ظلم و ستم سے عاجز اور بد دل ہو گئی تھی اہل کوفہ نے ادھر ابوالعباس کی اطاعت اور فرماں برداری قبول کر لی تھی اور سلطنت کا ان کو حق دار سمجھ لیا تھا۔ اہل کوفہ بغاوت کر بیٹھے خلیفہ نے فوج بنی عباس کے مقابلہ کے لئے روانہ کی لیکن آخر کو فتح و نصرت بنی عباس ہی کو نصیب ہوئی۔ ابوالعباس مروان کی فوج کو متواتر شکستیں دیتا ہوا دمشق میں داخل ہوا۔ مروان مصر کو چلتا بنا۔ قبل اس کے کہ یہ مصر میں داخل ہو ابوالعباس کے بھائی صالح نے مروان کو شہر بضیرہ میں گرفتار کر لیا اور جمادی الثانی ۱۳۲ھ / ۷۵۰ء میں یہ قتل کر دیا گیا سلطنت بنی امیہ کا اس کے بعد خاتمہ ہو گیا اور دور خلافت عباسیہ شروع ہوا۔

---

[۵۴] جنت نامہ اندلس ص ۲۵۷۔

اب خلیفہ اموی کے اہل خاندان کو تباہی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ عباس نے تاج و تخت حاصل کیا تو ممالک محروسہ میں حکم دیا کہ بنی امیہ کے خاندان کا ایک شخص زندہ نہ رہنے پائے جہاں کہیں اس خاندان کا کوئی آدمی نظر آتا وہ نہایت بیرحمی سے قتل کیا جاتا۔

عبدالرحمن بن معاویہ کسی ترکیب سے اپنے دشمنوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی بی بی اور لڑکے کے ساتھ دریائے فرات کے قریب ایک خطرناک جنگل میں پناہ گزیں ہوا مگر یہاں بھی بنی عباس کے جاسوس پہنچ گئے تو فرات میں کود پڑا اور دریا سے پار ہو گیا اور افریقہ کی طرف روانہ ہوا۔

عبدالرحمن افریقہ پہونچکر اپنے غلام بدر اور سالم اور اپنی بہن ام الاسباغ سے ملا مگر یہاں بھی فضا خراب تھی والی افریقہ عبدالرحمن بن حبیب الفہری بنی عباس کا حامی اور بنی امیہ کا دشمن تھا اس نے بھی ظلم و ستم شروع کر دئے ۔ ہمراہیوں کو لے کر بنی رستم کے پاس فروکش ہوا۔ یہ شخص قبیلہ بربر کا تھا۔ عبدالرحمن نے یہاں مقیم ہو کر اندلس کے حالات کی جستجو کی۔ اس کے اہل خاندان سے اندلس میں علم برداری کے عہدہ پہ مامور تھے چنانچہ اپنے غلام بدر کے ہاتھ ابو عثمان عبیداللہ بن عثمان اور عبداللہ بن خالد کو خطوط روانہ کئے جن میں وہ احسانات درج تھے جو خلفائے بنی امیہ نے بنی عباس کے ساتھ کئے تھے۔ اس کے بعد اپنے حقوق سلطنت کا اظہار کیا اور ان سے دریافت کیا کہ وہ معاون ہو سکتے ہیں یا نہیں اور جن امور پر ان کی کامیابیاں منحصر ہیں ان کا تذکرہ بھی کیا اور یہ بھی یقین دلایا کہ آج کل اہل یمن اور بنی مضر میں نزاع پھیلی ہوئی ہے اور یہ آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہیں اگر تم ہماری معاونت کروگے تو ہم کامیاب

ہو جائیں گے۔"

ابو عثمان نے خط پڑھنے کے بعد مدد دینے کا وعدہ کر لیا اور امیر جمیل ابن حاتم سے بھی مشورہ کرنا چاہا۔ امیر یوسف اندلس کا خودمختار گورنر تھا اس سے اور حاتم سے کشیدگی تھی۔ ابو عثمان نے ابن حاتم سے اس واقعہ کا اظہار کیا ابو الجوشن حاتم نے امیر یوسف کی شکایت کی اور کہا ہم تمہاری مدد کو موجود ہیں۔ شہزادہ عبدالرحمٰن کو یہاں آنے کا مشورہ دو میں اندلس میں داخل ہوتے ہی امیر یوسف کو اس امر پر آمادہ کروں گا کہ وہ عبدالرحمٰن کو شاہانہ استقبال سے شہر میں لائے اور اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اگر امیر اس پر راضی ہو گیا تو بغیر کشت و خون کے ہی تمہارا مطلب نکل آئیگا اور اگر وہ راضی نہ ہوا تو اسے عہدۂ حکومت سے جدا کر کے تمہارے دوست کو خلیفہ بنا دیں گے۔

اس قرارداد کے بعد ابو الجوشن صوبہ طلیطلہ کو روانہ ہوا۔ ابو عثمان اور عبداللہ ابن خالد شہر البیرۃ آئے اور انھوں نے راہ میں یہ طے کیا کہ یمانیہ سے مل کر بنی معد سے باہمی چپقلش کرا دی جائے اس اثنا میں جمیل بن حاتم نے ان کو مطلع کیا کہ میری رائے اب وہ نہیں ہے مگر ابو عثمان نے ہمت نہ ہاری اس کے ساتھ ۵ موالی جو بنی امیہ کے یہاں آباد تھے ان کو اپنا لیا۔ ان ہر دو نے یہ ارادہ مصمم کر لیا کہ انجام کچھ ہو عبدالرحمٰن کو اندلس میں بلانا ضروری ہے۔ یمانیہ اور بنی معد میں کچھ دن پہلے نقندہ پر جنگ ہو چکی تھی یمانیہ کو شکست ہوئی اس بنا پر وہ بھی معد سے انتقام لینا چاہتے تھے۔

امیر یوسف گورنر اندلس اور جمیل شمالی علاقہ میں مصروف پیکار تھے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر موالی بنی امیہ نے اپنے آقا عبدالرحمٰن کو اندلس میں مدعو کرنیکا

ارادہ کرلیا چنانچہ انھوں نے ایک جہاز خرید کر ابو غالب تمام بن علقمہ کو گیارہ آدمیوں اور پانسو دینار کے ساتھ بدر کی ہمراہی میں افریقہ کو روانہ کر دیا۔

بدر کا عبدالرحمٰن انتظار کر رہا تھا قبیلہ نفرہ سے علیحدہ ہو کر بربنیانہ" میں چند روز سے جو بحر متوسط کے ساحل پر ہے قیام پذیر تھا۔

ایک دن عبدالرحمٰن بعد نماز عصر سمندر کے کنارے چہل قدمی کر رہا تھا کہ ایک جہاز کنارہ پر نظر آیا اور ایک شخص کود کر جلد اس کے پاس پہنچا چاہتا تھا عبدالرحمٰن نے تیزاک کو پہچان لیا کہ بدر کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے وہ قریب آیا اس سے پوچھا کیا خبر لائے ؟ اس نے کہا اچھی خبر لایا ہوں" اور کل حالات شہزادے کو سنادے اور ان سرداروں کے نام بتائے جو دل سے شہزادے کی نصرت پر آمادہ تھے اور کہا یہ جہاز آپ کو لینے کے لیے آیا ہے ہمراہیوں کو شہزادے کے سامنے پیش کیا اور ان کے سردار کو کہا کہ ان کا نام ابو غالب تمام بن علقمہ ہے۔

نفح الطیب میں ہے :-

بدر نے (اپنے آقا کے پاس) پہونچ کر معاملہ کے مستحکم و استوار ہونے کی بشارت دی اور تمام بن علقمہ نے بڑھ کر اس کی تائید کی۔ عبدالرحمٰن نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے ؟ کہا تمام، عبدالرحمٰن نے پھر پوچھا کنیت کہا ابو غالب" شہزادہ بولا اللہ اکبر اب ہمارا تمام کام پورا ہو گیا اور ہم اللہ کے حول اور قوت سے غالب آئے"۔

اپنے ملنے والے بربریوں میں روپیہ تقسیم کیا گیا اور شہزادہ کو جہاز میں سوار کر کے اندلس روانہ ہوئے۔ جہاز کو رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے سجایا تھا۔ چند روزہ سفر

کے بعد جہاز ساحل اندلس المنکب (بنا بر المنقاب) کی بندرگاہ میں خیریت سے پہونچ گیا یہ غرہ ربیع الاول ۱۳۸ھ کا دن تھا۔

اندلس کے ساحل پر شہزادہ کا خیر مقدم شایان شان کیا گیا ابوعثمان ابوخالد یوسف ابن بخت ابو عبیدہ جبیتن ابن مالک کلبی اور دوسرے امرائے بنی امیہ لب دریا موجود تھے۔ سب سے زیادہ عبید اللہ اور ابن خالد کو بیحد مسرت تھی۔

باغ الفنیتق میں جو عبید اللہ بن خالد کا نشست گاہ ارجذونہ اور البیرہ کے درمیان شہر لوشہ سے قریب واقع تھا شہزادہ اقامت پذیر ہوا کچھ دن بعد قلعہ طرش میں یہ سب لوگ آ گئے۔ شہزادہ کے تشریف لانے کی خبر دور دور پہنچ چکی تھی

امیر یوسف کو جو خبر لگی اس نے کچھ تحفے روانہ کئے اور اپنے کنبہ میں شادی کا پیغام دیا مگر ایک ناگوار واقعہ نے صورت پلٹ دی۔ یوسف نے امیر حاتم سے مشورہ کیا اس نے کہا دہیں چل کر شہزادہ سے دو دو ہاتھ کر کے فیصلہ کر لو اس نے کہا پہلے قرطبہ میں فوج درست کی جائے پھر نپٹا جائے۔ چنانچہ طلیطلہ سے امیر یوسف قرطبہ روانہ ہوا ادھر شہزادہ عبدالرحمٰن سات سو سواروں کے ہمراہ ریّہ آیا۔ یہاں کے لوگ معاونت پہ آمادہ ہو گئے۔ حاکم شہر علیسی ابن مساود نے بحلف اطاعت قبول کر لی۔ یہاں سے شذونہ اور مورود ہوتے ہوئے یہ لوگ اشبیلیہ میں داخل ہوئے ان شہروں کے حاکم عتاب ابن علقمہ اور ابو الصبا ابن یحییٰ سردار اہل یمن بھی باظہار اطاعت فرمانبرداری اپنی اپنی فوج کے ہمراہ شہزادہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ شہزادے نے تمام سرداروں سے مشورہ کیا سب نے قرطبہ پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ چنانچہ قرطبہ پہ یورش کر دی گئی۔ امیر یوسف مقابلہ

کے لئے شہر سے باہر نکلا دونوں فوجیں وادی الکبیر کے متصل میدان مصارۃ میں نبرد آزما ہوئیں۔ مگر امیر یوسف کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ عبدالرحمٰن بن یوسف گرفتار ہوا۔ ابن حاتم ابوالجوشن یوسف نہری بچ کر نکل گئے ابو العباد غا پر آمادہ ہوا مگر شہزادہ بہادر اور بلند اقبال تھا ابو العباد کی چلی نہیں۔ شہزادہ عبدالرحمٰن دارالسلطنت قرطبہ کی جانب روانہ ہوا شہر میں داخل ہوا اور اعلان کیا گیا جو شخص اطاعت کرے گا اس کی خطا معاف ہے اور لوٹنے والوں کو روک دیا اور محل امیر یوسف میں داخل ہوا محل میں مستورات جس قدر تھیں ان کی حالت بھی خطرناک تھی یمانیہ کے فوجی کچھ لحاظ نہ کرتے تھے۔ یوسف کی بیوی ام عثمان اور اس کی دو لڑکیوں نے عبدالرحمٰن سے امان چاہی ام عثمان نے کہا یا بنی عم ہمارے ساتھ ایسا ہی اچھا سلوک کرو جیسا خدا نے تمہارے ساتھ کیا ہے عبدالرحمٰن نے جواب دیا یقیناً آپ کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے"۔ اس وقت صاحب الصلوٰۃ کو حکم دیا جو موالی یوسف تھے ان کو بلا کر تمام بیگمات کا سامان دلوایا اور اس کے بعد یہ ان کے مہمان رہے غرضکہ چند روز میں شہزادہ ہر دلعزیز ہو گیا حتیٰ کہ اس ملک کے بڑے بڑے حاکموں نے اطاعت قبول کر لی[1]

امیر یوسف اور ابی حاتم پھر مقابل آئے مگر شہزادہ نے ان کو رام کر لیا اس کے بعد ۱۳۲ھ سے خلافت اندلس شروع ہوئی۔

---

[1] عبرت نامہ اندلس ص ۲۹۶ ج اول

تختِ حکومت پر اجلال

شہزادہ، سلطان عبدالرحمٰن کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یوسف فہری، ابن حاتم قرطبہ میں رہنے لگے۔ سلطان انصرام سلطنت اور استحکام مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے عرصہ میں ایسا انتظام کیا کہ رعایا کو اطمینان ہو گیا۔ چند امراء بانی فساد کے سوا تمام ملک نے بطیب خاطر غاشیہ اطاعت عبدالرحمٰن کا اپنے دوش پر رکھا۔

امیر یوسف نے پھر بغاوت کی مگر امیر عبدالملک عمر بن مروان نے اسکی مزاج پرسی ایسی کی کہ طلیطلہ بھاگا وہاں ابن عمر انصاری کے ہاتھوں اس کی شمع حیات ہی گل ہو گئی۔ سلطان بھی مرتدہ معہ فوج کے امیر عبدالملک کی اعانت کے لئے گیا ہوا تھا یوسف کے فرار کے بعد سلطان مرتدہ میں داخل ہوا یہاں خبر لگی کہ اس کی ملکہ سخت علیل ہے۔ چنانچہ عبدالملک کو صوبہ کا حاکم مقرر کر کے قرطبہ لوٹا۔ پہونچنے کے چوتھے روز اس بیگم سے فرزند وارث تخت و تاج پیدا ہوا اس کا نام ہشام رکھا گیا۔

سلطان عبدالرحمٰن نے بخیال رفع فساد ابن حاتم اور یوسف کے لڑکوں ابو الاسود محمد الفہمی اور عبدالرحمٰن کو نظربند کر دیا کچھ روز بعد ابن حاتم زیادہ شراب پینے کی وجہ سے مر گیا[1]۔ چند ماہ بعد یوسف کے لڑکے نگرانوں کو دھوکہ دے کر

---

[1] عبرت نامہ اندلس۔

چلتے ہوئے عبدالرحمٰن گرفتار ہوا اور قتل ہوا۔ ابوالاسود ۱۶۹ھ تک سلطان کا مقابلہ کرتا رہا اور بالآخر اپنی موت سے مر گیا۔

خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی نے ۱۴۶ھ میں اندلس پر فوج کشی کی اور اپنے ایک امیر العلاء ابن مغیث الیحصبی کو مع فوج کثیر اندلس روانہ کیا۔ اس امیر نے سرحد پر قدم رکھتے ہی شہر بتیرا (بیجہ) کو فتح کیا۔ سلطان کو خبر لگی وہ فوج جس قدر ممکن ہوئی لے کر اشبیلیہ پہنچا۔ مغیث تسخیر اشبیلیہ کے لیے آچکا تھا دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مغیث مع اپنے افسران فوج کے گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے ان قیدیوں کے سر کاٹ کر دمشق اور مکہ بھیج دیے۔ اس وقت خلیفہ ابوجعفر حج کی غرض سے مکہ آیا ہوا تھا ایک روز صبح کو دربانوں نے خلیفہ کے خیمہ کے سامنے صندوق رکھا پایا تو خلیفہ کے سامنے پیش کیا۔ کھولا گیا تو اس میں خلیفہ کے سپہ سالار حاکم افریقیہ کا سر تراشیدہ رکھا ہوا تھا اس امر کے مشاہدہ سے خلیفہ کو بے حد رنج ہوا۔

بغاوت اہل یمن

۱۵۱ھ میں یمنیوں نے بغاوت کر دی اور قرطبیہ پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ سلطان نے عبدالملک بن عمر حاکم اشبیلیہ کو حکم دیا کہ باغیوں کی سرکوبی کو روانہ ہو۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے امیہ کو ہراول لشکر کر کے آگے جانے کا حکم دیا اور عقب میں خود روانہ ہوا۔

امیر امیہ باغی فوج کے پاس جلد پہونچ گیا جب دیکھا فوج مخالف کی تعداد زیادہ ہے تو گھبرا کر پیچھے ہٹنا شروع کیا [illegible] عبدالملک نے کہا بیٹا باغیوں کے سامنے سے [illegible] اور امیہ سے کہا پست ہمت کیا [illegible] فوج کا ہراول مقرر کیا تھا [illegible]

اندلس اور افریقہ یہ نہیں جانتے کہ ہم نے کس محنت و مشقت سے خون بہا دے کر جان عزیز کے عوض اس ملک کو خریدا۔"

یہ کہہ کر بیٹے کو قتل کر دیا اور خود مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور ایک جگہ اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور عزیزان فوج کو جمع کر کے یہ کہا کہ :-

"کیا ہم حقیقت میں ملک کی انتہا تک بغیر محنت و مشقت کے پہنچ گئے ہیں کیا ہم ان سخت مشکلات کو فراموش کر گئے جو ہم کو اپنی فتوحات میں ہمیں پڑی تھیں کیا ہمارے جسم میں وہ گرم خون عزم کی باقی نہیں رہا جس نے ہم کو ہمیشہ فتوحات اور اپنے ارادوں میں کامیاب کیا تھا اپنی اپنی تلواروں کو غلاف سے نکالو اور مردانہ وار میدان جنگ میں مرنا قبول کرو۔"

اس تقریر کے بعد ہی اہل مبت پر حملہ بول دیا ہر دو طرف کے ۳۰ ہزار افراد قتل ہوئے مگر کامیابی عبدالملک کو ہوئی۔ اتنے میں سلطان فوج لے کر پہنچا اس خبر سے بیحد خوشی ہوئی اور زخمی عبدالملک سے مخاطب ہوا۔

"اے بھائی میری یہ خوشی ہے کہ میں اپنے بیٹے ولی عہد ہشام کے ساتھ تیری بیٹی کی شادی کر دوں!!"

اس جنگ کے صلہ میں سلطان نے اپنے وفادار امیر کو وزیر اور مشیر سلطنت مقرر کیا اور دولت دنیا سے مالا مال کر دیا۔

اہل خاندان کی دشمنی

سلطان نے اپنے خاندان کے افراد کو بنی عباس کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے اپنے پاس بلالیا

تھا مگر وہ ایسے کم ظرف نکلے کہ بنی عباس کے مقابل تو آئے نہیں سلطان کی حکومت کا تختہ الٹنے کے درپے ہو گئے۔ سلطان کو سازش کا پتہ لگ گیا۔

عبدالسلام بن یزید بن ہشام اس کا بھانجہ عبداللہ بن معاویہ بن ہشام کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔ ابو عثمان جس کو پہلی خدمت کے صلہ میں وزارت کا عہدہ عطا کیا تھا وہ بھی سازش میں شریک تھا مگر بلحاظ حقوق خدمات اس کی جان بخشی کی۔ المغیرہ ابن الولید بن معاویہ اور ہزیل بن حاتم بھی سازش کے رکن تھے ان کو کچھ دن بعد قتل کرا دیا۔ ایک عرب نے سفارش کی تو سلطان نے کہا۔

"کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ جن کی جان و مال بچانے میں میں نے اپنی جان و مال کی پرواہ نہیں کی ایسے احسان فراموش بلکہ محسن کش نکلے کہ آخر کار میرے ہی مخالف اور دشمن بن گئے جب کہ یہ لوگ دشمنوں کی تلواروں کے خوف سے دربدر اور تباہ حال پھر رہے تھے میں نے ان کی ہر طرح اعانت اور مدد کی اور ان کے واسطے اس ملک میں آرام و آسائش کا سامان مہیا کر دیا۔ مقام مقام شکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے حالات کو ظاہر کر دیا اور ہر ایک نے اپنی بدنیتی اور بداعمالی کی سزا پائی"[۵۷]

شام پر حملہ کے ارادے

۱۶۳ھ میں سلطان کا ارادہ ہوا کہ بنی عباس سے بھی اپنے خاندان کی تباہی کا بدلہ لے اور اپنے بیٹے شہزادہ سلیمان کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے اندلس سے روانہ ہوا۔ دفعتہً سرقسط

[۵۷] خلافت اندلس ص ۶۶۔

میں حسین الانصاری کی بغاوت کی خبر لگی۔ سلطان نے سفر ملتوی کیا۔ دیگر امرائے عرب حیات ابن صلابس حاکم اشبیلیہ عبدالغفار بن حامد حاکم نبلیہ اور عمر حاکم ہنیر اقشتر کہ طاقت سے فوج کثیر کے ساتھ قرطبہ پر حملہ آور ہوئے مگر سلطان نے ان سب کو ایسی شکست دی کہ یہ لوگ گرفتار ہو کر قتل کر دئے گئے۔ ان واقعات سے امرائے عرب پہ بھروسہ جو تھا سلطان کو وہ جاتا رہا اور اس نے اہل بربر کو اندلس آنے کی ترغیب دی چالیس ہزار فوج بربریوں کی بھرتی کر لی گئی بربریوں کو بڑے بڑے عہدے بھی عطا کئے گئے“۔

سلطان اندرونی بغاوت کے فرد کرنے میں لگا ہوا تھا۔ فرو یلہ بن الفانزو (الفانسو) عیسائی نے سرحدی قلعوں و شہروں پر قبضہ کر لیا اس طرح رفتہ رفتہ عیسائی لوگو پر ”تفال“ ”قسطلہ“ پر قابض ہو گئے۔

ادھر چند امرائے عرب نے شارلیمین کو آمادہ کیا کہ وہ اندرونی بغاوت سے فائدہ اٹھائے چنانچہ شارلیمین (فرانس) نے بھی حملہ سرحد پر بول دیا۔ سلطان نے ڈٹ کر مقابلہ کیا شارلیمین کو ناکام ہو کر واپس جانا پڑا۔

المقری کہتا ہے شارلیمین نے اندلس پر حملہ کیا لیکن عربوں نے فرانسیسیوں کو شکست دے کر اندلس سے خارج کر دیا“۔

پھر دوبارہ ۷۵۶ء میں شارلیمین حملہ آور ہوا مگر کچھ سوچ کر سلطان کے پاس سفارت روانہ کی اور اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی درخواست اور صلح کی خواہش کی۔ سلطان نے شادی کو نامنظور کیا اور صلح پر آمادہ ہو گیا[1]

---

[1] ہسٹری آف دی سارا سینس ص ۸۰، ۱۴ از امیر علی۔

نشاریمین خود بدکار تھا اور اس کی لڑکیاں علانیہ عصمت فروشی کیا کرتیں اس وجہ سے حرم سرا میں داخل نہ کی گئیں (تاریخ ہسپانیہ)

خاتمۂ بغاوت سلطان نے اپنی حسن تدبیر سے چند سالوں میں بغاوت کا ایک حد تک خاتمہ کر دیا تھا دو چار امیر ایسے رہ گئے تھے جن سے خطرہ تھا مگر وہ ایسا انتظام کر چکا تھا کہ فتنہ اٹھتے ہی دبا دیا جائے۔

سیرت سلطان نہایت نیک سیرت اور منصف مزاج تھا اقربا تو کجا اگر رعایا میں سے کوئی مر جاتا تھا تو وہ کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو، سلطان جنازہ میں شریک ہوتا اور بذات خود نماز جنازہ کی امامت کرتا تھا۔

۲۱۵ھ میں معاویہ بن صلح قرطبہ کے قاضی القضاۃ نے انتقال کیا سلطان شریک میت تھا اور بذات خود نماز جنازہ کی امامت کی۔[1]

اگر کوئی شخص بیمار ہوتا عیادت کو خود تشریف لے جاتا غرضیکہ اپنی رعایا کی شادی اور غم میں برابر کا شریک تھا۔

نماز جمعہ نماز جمعہ خود پڑھاتا اور خطبہ بڑی فصیح عربی میں پڑھتا۔ اس کا خطبہ شجاعانہ جذبات کا برانگیختہ کر دینے والا ہوتا۔

دادرسی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان بعد شرکت میت واپس ہو رہا تھا کہ اتنا راہ میں ایک معمولی آدمی نے گھوڑے کی باگ کو پکڑ لیا اور کہا اے امیر قاضی نے میرے حق میں ناانصافی کی ہے جس کی داد میں تجھ سے چاہتا ہوں۔ سلطان بولا اگر تو سچا ہے تو میں تیرے حق میں انصاف کروں گا۔ چنانچہ وہیں کھڑے

---

[1] نیس ان اسپین مصنفہ کونڈح ا ص ۲۱۳

کھڑے قاضی کو بلا کر سختی سے ان سے کہا - قاضی صاحب اس شخص کا انصاف ہونا چاہیے

خطابت سلطان کی تقریر نہایت شستہ اور دلآویز تھی۔

معاملہ فہمی عبدالرحمٰن نہایت سنجیدہ اور معاملہ فہم اور منتظم تھا کسی کام کے کرنے میں جلدی نہیں کرتا تھا اور جب کام کا قصد کر لیتا تو پھر اس کو بغیر ختم کئے ہرگز نہ چھوڑتا تھا۔

استقلال مستقل مزاج ایسا تھا کہ بڑی سے بڑی مصیبت کو ہنس کے ٹال دیا افریقہ کے دوران قیام میں پانچ برس گذرنے پر ہمت نہیں ہارا ارادہ کر چکا تھا کہ اندلس کو زیر نگیں کرنا ہے - باوجودیکہ گورنر افریقہ حبیب نے ہشام کے دو لڑکوں کو قتل کرا دیا اور سلطان کے درپئے آزار تھا مگر اپنی کوشش میں لگا رہا

لہو و لعب سے اجتناب سلطان تمام عمر کبھی لہو و لعب میں مبتلا نہ ہوا - اس سے بڑھ کر ضرورت سے زیادہ آرام کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا - ہر وقت حکومت کے کاموں میں لگا رہتا۔

نظامِ حکومت سلطان حکومت کے معاملات میں زیادہ تر اپنی رائے پر بھروسہ کرتا تھا مگر مشکل معاملہ میں اپنے لائق اور خیر خواہ مشیروں کی رائے بھی ضرور لے لیا کرتا[۱]

سخاوت سلطان فیاض کمال درجہ کا تھا - اس کی سخاوت کی دور دور شہرت تھی - خلق اور فیاضیاں عام طور پر ضرب المثل بن گئی تھیں - جس وقت یوسف الفہری اور دوسرے مخالفوں پر کامیاب ہوا اور اطمینان سے سریر آرائے

---

[۱] خلافت اندلس ص ۷۱ -

سلطنت ہوا تو ملک اندلس کے ہر صوبہ اور شہر سے حاکم اور رئیس اطاعت قبول کرنے قرطبہ آئے ان کی تواضع و مدارات خوب کی اور ہر رئیس سے خلوت میں خلق سے پیش آیا اور اس قدر مال و دولت سے ان کو نوازا جو واپس ہوا وہ مطیع و فرمانبردار تھا۔"

ایک واقعہ | ایک روز ایک غریب عرب بنی قناصرین سے دربار میں آیا اور سلطان سے کہا:-

"یا سلطان خدائے تعالیٰ نے تجھ کو بادشاہ اور بے انتہا خزانوں کا اس لئے مالک کیا ہے کہ تو غریب اور یتیم اور بیواؤں کے حق میں انصاف اور مدد کرے"

سلطان نے کہا تمہاری ہی مدد ہوگی اور ہر ایسے شخص سے کہہ دو جو تمہارے مثل ہوں ان کے لئے دربار کھلا ہے وہ درخواست میرے سامنے پیش کریں تاکہ میں بذات خود ان کو ہر قسم کی مدد دوں اور ان کو پریشانیوں سے نجات دوں۔ غرض کہ اس عرب کو خوش و خرم روانہ کیا اور حکم دیا کہ ضرورت مند خود درخواست لے کر میرے سامنے فوراً پیش ہوا کریں۔

کھانے کے وقت کوئی اہل غرض آجاتا تو اس کو اپنے ساتھ شریک طعام کر لیتا پھر اس کی غرض خوش اسلوبی سے پوری کرتا"

ہر دلعزیزی | سلطان نے اپنے طریقہ عمل سے ہر ایک کو گرویدہ کر لیا تھا ایسے ہر دلعزیز بادشاہ کم گذرے ہیں۔

اہل خاندان کے لوگوں کو بلا کر جاگیریں دیں، فوجی اور دیوانی خدمات عطا کئے اور ان کو انتظام سلطنت انصرام مملکت میں مشیر بنایا۔

خطبہ میں نام | دس برس تک خطبہ میں سلطان ابوجعفر عباسی کا نام خود لیتا رہا

مگر عبدالملک بن عمر نے کہا۔ سلطان آپ کا نام خطبہ میں آنا چاہیے کیونکہ صحیح معنی میں آپ خود امیر المومنین ہیں۔ چنانچہ اس دن سے تمام اندلس میں عبدالرحمٰن کا نام خطبہ میں لیا جانے لگا۔

حاجب | عبدالرحمٰن کے تمام بن علقمہ۔ یوسف بن بخت عبدالکریم ابن مہران عبدالرحمٰن بن مغیث ابن عبید تھا منصور خواجہ سرا یہ حاجب تھے۔

مجلس شوریٰ | سلطان نے ایک وزیر کے بجائے مجلس امراء مقرر کی ان کے مشورہ سے ضروری امور مملکت طے کرتا۔ ارکان مجلس شوریٰ میں ابوعثمان شیر اول۔ عبداللہ بن خالد۔ ابوعبیدہ حاکم اشبیلیہ۔ شہید ابن عیسیٰ ثعلبہ ابن عبید حاکم سرقسطہ۔ آثم ابن مسلم تھے۔

عہدۂ خطابت | سلطان کے عہد میں ابوعثمان۔ عبداللہ بن خالد۔ امیہ بن زید یکے بعد دیگرے عہدۂ خطابت پر مامور ہوئے۔

عہدہ قضات پر یحییٰ ابن زید۔ ابوعمر۔ معاویہ مقرر تھے۔

حلیہ | سلطان نہایت خوبصورت اور وجیہہ تھا۔ رنگ بہت صاف بال بھورے اس کی صرف ایک آنکھ کام دیتی تھی قوت سامعہ سے بے بہرہ تھا۔

اولاد | بیس بچے تھے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں[1]

قاضی کے تقرر کا واقعہ | سلطان نے قرطبہ کے قاضی کے لئے ندیموں سے مشورہ کیا دونوں شہزادے سلیمان و ہشام بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا مصعب کو کیا جائے ہر ایک نے ان کا تقرر پسند کیا مصعب

[1] خلافت اندلس ص ۵۷

جب آئے تو ان سے کہا تو انھوں نے کہا "میں ضعیف ہوں قضاۃ کا کام سنبھال نہ سکوں گا" بادشاہ کو یہ جواب گراں گذرا اور ان سے کہا جائیے اور لعنت ہو ان پر جو آپ کو یہاں لائے۔[1]

صرف یہ تھا غصہ کا اظہار ایک منصور عباسی تھا جس نے عہدۂ قضا کے پیچھے امام اعظم کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا۔

انتقال سلطان کا ۱۷۲ھ میں عہد خلیفہ ہارون رشید میں انتقال ہوا اور قرطبہ میں دفن ہوا۔

---

[1] عبرت نامہ اندلس ص ۳۲۰

عمارات

عبدالرحمن نے ملک اندلس میں عربی صنعت اور دست کاری کی بنیاد ڈالی قرطبہ میں مشہور و معروف عمارات مسجد اور قصر باغ رصافہ کی تعمیر شروع کی جس کی تکمیل ہشام نے کی۔

سلطان نے اس ملک کی ایک سال کی آمدنی کا پانچواں حصہ (اسی ہزار دینار طلائی) اس عمارت پر صرف کئے تھے۔ قصر کی چھت میں اس قدر سونا چڑھایا گیا تھا کہ اس کی چمک سے دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔

عبدالرحمن اس قصر میں رہتا تھا۔ قصر کا باغ بھی لاجواب تھا میوہ دار درختوں میں اپنے وطن کی یادگار خرمہ کا درخت بھی لگایا تھا۔ عبدالرحمن نے بہت سی عمارتیں مساجد اور حمام پل قلعے ممالک محروسہ میں عامہ خلائق کے آرام و آسائش کے واسطے بنائے تھے

اس نے دوران حکومت میں سب سے بڑا کام یہ کیا عرب اور بربر میں تعلقات خوشگوار قائم کرا دئے اس دن سے ایک دوسرے کے معاون ہو گئے۔

امن | یہ زمانہ امن و عافیت سے اہل اندلس پر گذر رہا تھا تعلیم بھی عام کر دی تھی ہر مسلم و غیر مسلم تا علم تحصیل کر سکتا تھا کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ دوسری اقوام کے ساتھ سلطان کے ایسے سلوک تھے جس نے ان کے خیالات پر بڑا اثر کیا اور بہت سے عیسائی آغوش اسلام میں آ گئے۔

غیور طبیعت | بغاوت کے سلسلہ میں اپنے بھائی ولید کے لڑکے کو جو سلطنت

نے قتل کرا دیا تھا، اس کا اس کو بڑا افسوس تھا۔ چنانچہ اپنے ملازم سے کہا تم اسی وقت ولید کے پاس جاؤ اور میری طرف سے عذر خواہی کر کے پانچ ہزار دینار دے کر ان سے کہنا آپ کسی دوسری جگہ تشریف لے جائیں کیونکہ میرا اس واقعہ سے صلۂ رحم ختم ہو گیا بھائی اگر سامنے ہو گا میں آنکھ نہیں ملا سکوں گا۔ چنانچہ ولید افریقہ چلا گیا۔[1]

مسجد اعظم | میر یا کا لیکٹ "تاریخ اسپین" میں لکھتا ہے :۔

"عبدالرحمٰن اپنے ہمراہ مشرق سے علم معماری اور مذاق عمارت کی عالی شان اور خوشنمائی کو لایا تھا اور یہ صرف نقشہ جات ہی کے بنانے میں واقف کار اور ہوشیار نہیں تھا بلکہ عمدہ معمار بھی تھا اور یہ مذکور ہے کہ مسجد اعظم کارڈاوا (قرطبہ) کو اپنے ہاتھ سے بنانا شروع کیا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر میں دو لاکھ سکہ طلائی سے زیادہ صرف کیا تھا اور وہ مسجد چھ سو فٹ طول اور ڈھائی سو فٹ عرض میں تھی اور شمال سے جنوب تک انیس محرابیں تھیں اور ایک سو ترانوے ستون سنگ مرمر کے نہایت خوبصورت تھے اور انیس کلاں دروازے جانب جنوب کے پیتل کے ڈھلے ہوئے تھے پچھم کے دروازے میں بالکل سونے کے پتر جڑے ہوئے تھے اور نو دروازے شرق اور نو دروازے غرب میں تھے۔ منار مسجد کا دو سو چالیس فٹ بلند تھا اور تین سنہرے گولے مینار پر تھے اور گویوں پر بشکل انار مخروطی کلس طلائی تھا۔ روزانہ روشنی

---

[1] عبرت نامہ اندلس ۳۲۳۔

کے لئے چار ہزار چھ سو فتیل سوز روشن کئے جاتے تیل کا خرچہ تین سو من سالانہ تھا۔ عنبر۔ عود اور لوبان خوشبو کے لئے جلتا رہتا اور امام کی جگہ سونے کا چراغ دان جلتا تھا اس میں نہایت درجہ کار سازی اور عمدہ صناعی تھی[1]

مدارس سلطان نے مساجد سے متعلق مدارس قائم کئے تھے حکومت کی طرف سے گراں قدر رقم ان پر صرف ہوتی تھی اور ان مدارس کے لئے سلطان نے جاگیر وقف کر دی تھی اساتذہ نامی گرامی عالم مقرر کئے۔

قرطبہ کے مدارس میں طلباء کثرت سے تعلیم حاصل کرنے لگے تھے یہ طلباء عمدہ لیاقت اور قابلیت رکھتے تھے سلطان نے یہ حکم عام دے رکھا تھا کہ امرا کے لڑکے لڑکیاں نامی گرامی قضات کے درباروں میں بعد تعلیم کے حاضر ہوا کریں اور علم مجلسی حاصل کریں جب ہوش مند ہو جائیں تو خلیفہ کے دربار شاہی میں شریک ہوں[2]۔

مہمان سرائے سلطان نے ہر مسجد کے قریب ایک مہمان سرائے تعمیر کرائی تھی ان میں چند روز تک نہ ائرین اور مسافر اور سیاح کی... مہمان داری بھی ہوتی تھی اور جب کسی کو ان میں سے ضرورت ہوتی تھی اس کو نقد بھی بطور خیرات کے عطا ہوتا[3]۔

دیوان مسجد سے ہی ملحق "دیوان" تھا۔ یہاں امرا اور رؤسا آ کر امورات ملکی پر مشورہ کیا کرتے تھے۔

امام قاضی امامت بھی کرتا اور جمعہ کی نماز خود سلطان پڑھاتا تھا۔

---

[1] تاریخ اسپین ص ۲۶۴ و تمدن عرب از لی بان [2] تاریخ اسپین ص ۲۶۰ [3] تاریخ اسپین ص ۲۵۹

سلطان ہشام بن عبدالرحمن الداخل

ہشام سلطان الداخل کی تمام اولاد میں پیارا تھا اس کی کنیت ابوالولید تھی عبدالرحمن نے اپنے حین حیات میں ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس کی ماں کا نام "حلیل خاتون" تھا جو ملکہ دوران تھی ۱۳۹ھ میں پیدا ہوا بچپن ہی سے علماء اور اہل کمال کی صحبت میں رکھا گیا۔ ابتدائے عمر سے ہی خصائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے متصف تھا۔[۱]

سلطان نے تمام اپنے بچوں کی تعلیم کا خاص طور سے انتظام کیا تھا ہشام اور سلیمان دونوں کو حکم تھا کہ دارالقضاۃ میں جاکر کام سیکھا کریں۔

اور جس وقت مجلس امراء کا انعقاد ہوتا تو شہزادے تا ختم مجلس وہاں موجود رہتے شعراء علماء سلطان کی سالگرہ کے روز نظم و نثر سلطان کی تعریف میں لکھ کر شہزادوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور جس کی نظم یا نثر سب سے عمدہ ہوتی تھی۔ اس کو انعام دیا جاتا۔[۱]

تخت نشینی

سلطان عبدالرحمن کی زندگی میں ہشام صوبہ مریدہ کا گورنر تھا وہیں اس کو باپ کے انتقال کی خبر گئی اعیان سلطنت کو جمع کرکے اپنی حکومت کا اعلان کیا اور عنانِ حکومت اسی وقت سے ہاتھ میں لی۔ رعایا نے بلا عذر عبدالرحمن کا جانشین تسلیم کیا وہاں سے قرطبہ آکر تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ باپ

---

[۱] عرب ان اسپین از لونڈ ص ۲۱۳ ج ۱۔

کے عہد کے افسران کو برقرار رکھا اہلِ خاندان کی توقیر و منزلت میں کمی نہ کی مگر شہزادے سلیمان نے اپنے دوسرے بھائی عبداللہ کو لے کر فوج کثیر کے ساتھ قرطبہ پر حملہ کیا اور سلطنت کا دعویٰ کیا۔ سلطان ہشام خود مقابل آیا اور ہر دو بھائی شکست یاب ہوئے۔ سرحد پر اس باہمی جنگ و پیکار کی خبر پہنچی وہ بھی ہاتھ پیر مارنے لگے سلطان خود فرانس کی طرف متوجہ ہوا اور شہر اربونیہ دوبارہ فتح کیا۔ صوبہ جلیقیہ کے ماتحت عیسائی امراء نے عجز کے ساتھ ہشام سے صلح کی درخواست کی سلطان نے باین شرط قبول کیا کہ اربونیہ کی شکستہ دیواروں کے ملبہ کو ڈھو کر قرطبہ پہنچائیں، جس کی تعمیل امراء نے کی۔

اس ملبہ سے مسجد باب الجنۃ کے محاذی حصہ کی تعمیر کی۔[۵۰]

اندفاع ۱۷۵ھ میں البہ اور ارض القلاع کے عیسائی باغی ہو گئے۔ سلطانی فوج نے ان کا خاتمہ کر دیا اس سال سلطان نے اپنے وزیر یوسف ابن بخت کو فوج کثیر کے ساتھ صوبہ جلیقیہ کے لئے روانہ کیا تاکہ ان کی شورش ختم کی جائے۔ یوسف نے رئیس صوبہ برمیوڈو" کے مزاج صحیح کر دئے اور وہ اس قدر پامال ہوا کہ اپنا بڑا علاقہ چھوڑ گیا جو ممالک مفتوحہ میں شریک کیا گیا البہ اور ارض القلاع کے عیسائی پھر ۱۷۶ھ میں بغاوت کر بیٹھے ان کی سرکوبی کے لئے وزیر عبدالملک ابن عبدالواحد ابن مغیث کو جانا پڑا۔ عبدالملک نے گوشمالی اچھی طرح کر دی واپس قرطبہ آکر معلوم ہوا کہ اربونیہ اور جرندہ کے لوگ مائل بہ فساد ہیں۔ ہشام نے اس مہم کے لئے عبدالملک کو ہی روانہ کیا جس نے جاکر خود سر عیسائیوں کو صحیح الدماغ کیا۔

۵۰ المقری (وفی ایامہ نخت اربونیہ)

دربار ہشام
دربار علماء و فضلا اور بہادران و مدبران وقت اور صاحب کمال لوگوں سے معمور تھا۔ بعض درباری علماء اور فقہا حج کی نیت سے مکہ معظمہ گئے فرعون ابن العاس عیسیٰ ابن دینار سعید بن ابی ہند ہ حجاج کا امیر تھا شام میں یہ حضرات امام مالک ابن انسؒ سے فیضیاب ہوئے اور وہاں سے آکر انھیں خیالات (مالکی عقائد) کی اندلس میں اشاعت کی۔

مخبر
تمام ممالک محروسہ میں مخبر پھیلے ہوئے تھے جن کے ذریعہ سے سلطان ہشام کو عمال کی طرز حکومت کی خبر دم بدم پہنچتی رہتی تھی۔"

العادل
ہشام کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے اپنی محنت اور جفاکشی عدل وجود و سخا کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھا رعایا نے ہشام کو العادل کا خطاب دیا

مسلمانوں کا تمدنی اثر
سلطان عبدالرحمٰن اور ہشام کے عہد حکومت میں اسپین کے اصلی باشندوں پر بھی بڑا اثر پڑا۔ میریا کالیکٹ کہتا ہے۔

"جب خلفائے امیہ کی حکومت اسپین میں قرار پائی تو اسپین کے باشندوں کی اوضاع اور اخلاق درست ہوئے خاندان بنی امیہ اس ملک میں اپنے ہمراہ علوم اور فنون کا مذاق لائے اور زیب و زینت صرف مساجد اور عمارات کے واسطے مخصوص نہیں تھی بلکہ عام آدمیوں کے مکانات میں بھی مثل محل کے آرام کی چیزیں ہوتی تھیں اور لوگ اپنے مکانات میں حوض اور فوارے اور باغات اور کتب خانے بہت کچھ صرف کر کے بناتے تھے اور جو بزم ضیافت

عالی شان اور پر رونق ہوتی تھی اس کا اصل مقصد اور منشا صرف تفریح ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ شاعری اور علم موسیقی کا مشغلہ ہوتا تھا اور گفتگو بھی علماء اور فضلا میں ہوتی تھی اور نوعمر اطفال مختلف شہروں سے ملک اسپین کے مدارس شرقیہ اسلامیہ میں تعلیم پانے آتے تھے اور جب تعلیم پاکر واپس جاتے تھے تو اپنے ملک میں مدرسے جاری کرتے تھے اور مدارس شرقیہ اسلامیہ میں عربی میں علم فقہ اور فن شاعری اور علم ہیئت اور ہندسہ اور طب سکھایا جاتا۔

ہشام نے تعلیم کا افسر اعلیٰ ستانو بن سلیما کو کیا تھا جو انڈالوشیا کا رہنے والا تھا جس نے قرطبہ میں علم تحصیل کرکے یہ فضل و کمال حاصل کیا۔

اس عالم نے مطابق رائے مشہور عالم و فاضل ایاز دمشقی اور آیات احکامی کی تفسیر لکھی یہ عالم ان ائمہ اربعہ سے پہلے گذرا ہے جن سے چار فرقے قائم ہوئے[۵۱]

تعمیرات ہشام کو بھی مثل اپنے باپ کے عمارات سے دلچسپی تھی مسجد اعظم کی تکمیل ہشام نے کرائی۔

قرطبہ میں ایک جدید پل شان وار بنوایا فارقد بن علین العدنی میر عمارت نے خلیفہ کے حکم سے ایک شاندار حوض تعمیر کیا تھا یہ حوض علین الفارقد کے نام سے

۵۱ تاریخ اسپین ص ۲۵۸۔

مشہور تھا۔

مدارس — مثل اپنے باپ کے مدارس عربی تعمیر کرائے اور ان کے مصارف کا خود کفیل تھا علماء اور اطباء کی سرپرستی کرتا تھا اطباء عموماً یہودی تھے لاطینی زبان کے بجائے عربی کی ترویج مدنظر رکھتا تھا۔ ہشام کو علم نجوم کا شوق بہت تھا۔

باغات — باغات سے سلطان ہشام کو دلچسپی تھی بڑے بڑے باغات قرطبہ میں لگوائے خود بھی پودے لگاتا اور میوہ کے درخت عرب سے منگاکر اپنے باغ میں لگائے تھے[۱]

شاعری — ہشام علم وفضل کے ساتھ شعروشاعری کا ذوق رکھتا تھا۔ شعراء کا قدردان تھا۔

خود شعر اعلیٰ درجہ کے کہتا تھا اور ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا مطرب اپنے شوق سے گاتیں[۲]

ہشام کو علمی ذوق اوائل عمر سے تھا ایک دن اپنے باپ کے دربار میں بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر تھے سلطان نے یہ دو شعر پڑھے ؎

وَتَعْرِفُ فِيْهِ مِنْ اَبِيْهِ شَمَائِلاً ۔ وَمِنْ خَالِهٖ وَمِنْ يَزِيْدَ وَمِنْ حُجْر

سَمَاحَةَ ذَا وَبِرَّ ذَا وَوَفَاءَ ذَا ۔ وَنَائِلَ ذَا اِذَا صَحَا وَاِذَا سَكِر[۳]

(ترجمہ) اس کے باپ اور ماموں کی یا یزید کی و حجر کی شمائل سے تو اس کو معلوم کرسکتا ہے کہ وہ صاحب بخشش و نکوئی و صاحب وفا و صاحب جود ہے

---

[۱] تاریخ اسپین ص ۴۴۳ [۲] صفحہ ۴۴۲ [۳] کتاب شعرا النصرانیہ الجزالاول ص ۲۰

صحت و نشہ کی حالت میں "۔

سلطان نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کس کے شعر ہیں۔ ہشام نے فوراً کہا امراؤ القیس کے ہیں اور آپ کی شان میں لکھ گیا ہے۔ سلطان بیٹے کی حاضر جوابی سے بہت خوش ہوا۔

معدلت گستری ہشام کی فیاضی اور معدلت گستری کی نظیروں سے تاریخ بھری ہوئی ہے اس نے اپنی بیدار مغزی اور دانشوری سے سلطنت کو ایسے مستحکم اصول پر قائم کیا کہ اگر ان کی پابندی اس کے جانشین کرتے تو اس وقت یورپ کا مغربی کونہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہوتا[1]

ولی عہد بیماری کی حالت میں ہشام نے ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سے الحکم کے لئے قسم لی کہ اس کے ساتھ وفادار رہیں گے "۔

خلیفہ نے حالت نزع میں الحکم کو بلایا۔ اس کی عمر بائیس سال کی تھی نہایت حسین اور ذہین و طباع تھا۔ خلیفہ ہشام نے الحکم کو خطاب کیا کہ :۔

" اے میرے بیٹے میری نصیحتیں اپنے دل میں رکھنا تقاضائے محبت سے تم کو سناتا ہوں ان باتوں کو گرہ میں باندھ لینا بیٹا یہ خیال رکھ کہ سلطنت اور حکومت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور جب وہ چاہتا ہے چھین لیتا ہے پس جس وقت خداوند تعالیٰ اپنے عطایائے ربانی سے اختیار اور دبدبہ شاہی عطا فرمائے تو ہم کو اس کی نعمت کا شکر ادا کرنا اور اس کی پاک مرضی کا پورا کرنا

---

[1] خلافت اندلس ص ۸۰

واجب ہے اور وہ اصلی غرض یہ ہے کہ ہم تمام مخلوقات کے ساتھ
نیکی کریں اور خصوصًا اس کے ساتھ جنکو ہماری حفاظت میں تفویض کیا
ہے امیر اور غریب کیساتھ برابر عدل کرو ظلم روا مت رکھو اس لئے کہ ظلم دروازہ تباہی کا
کھولتا ہے اپنی رعایا اور نوکروں پر مہربان رہو اس لئے کہ ہم سب ایک خالق کی مخلوق
ہیں اور حکومت ممالک انحصار کی انہیں اشخاص کے سپرد کرو کہ جو
صفات پسندیدہ رکھتے ہیں اور ایسے وزراء کو بے رحمی سے
سزا دینا چاہیے جو بے فائدہ اور بے قاعدہ محصولات سے
رعایا کو تنگ کریں - اور نرمی اور مستقل مزاجی سے فوج پر حکومت
کرو اور جب لشکر کشی پر مجبور ہو تو ہمارا لشکر محافظ ملک ہو نہ
غارت گر ملک اس لئے ہمیشہ فوج کے آدمیوں کا روزینہ ادا کرنے
کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان سے جو اقرار ہو وہ پورا ہو اور
رعایا کی رضا جوئی سے غافل مت ہو اس لئے کہ ان کی محبت
سے حفاظت ملک کی ہے اور ان کی ناراضگی میں ضرر ہے اور
ضرور ان کی حقارت باعث زوال سلطنت ہے اور کاشتکاروں
کی خبر گیری رکھنا چاہیئے جو ہماری روزی کے واسطے زمین سے
غلہ نکالتے ہیں اور ان کی زراعت اور باغات کا پائمال ہونا
روا نہ رکھنا چاہیئے خلاصہ یہ کہ اپنا طریقہ ایسا رکھنا چاہیئے
کہ رعایا دعا گو رہے اور ہماری حفاظت کے سایہ میں بخوشی
زندگی بسر کرے اور ہم بھی حلاوت زندگی کا مزا آسودگی میں

پادیں۔ پس اس طریقہ میں سلطنت اچھی رہتی ہے اور اگر تم اس پر عمل کرو گے جو
میں نے بیان کیا ہے تو تم خوش حال رہو گے اور جو نامور روئے زمین کے بادشاہ
ہیں ان کے مانند تم کو دبدبہ اور سطوت حاصل ہوگا۔"

سیرت

ہشام میں مذہبیت بہت تھی اپنے بزرگ خلیفہ عمر بن عبد العزیز
کے طریقہ کا لحاظ بہت رکھتا تھا۔ نیک کاموں میں زیادہ مصروف
رہتا۔ نہایت سیدھا سادھا لباس پہن کر قرطبہ کے گلی کوچوں میں پھرا کرتا غریبوں
سے ملتا بیماروں کی عیادت کو جاتا۔ مفلسوں کے گھر پہنچتا اور نہایت دردمندی
سے ان کی تکلیفوں اور ضرورتوں کو معلوم کر کے ان کو رفع کرنے کی کوشش کرتا

اکثر ایسا ہوا ہے کہ بارش ہو رہی ہے زیادہ رات گئے ہشام قصر امارت سے
چپکے سے نکل گیا کسی غریب بیمار کے لئے کھانا ساتھ لیتا گیا اس کے گھر جا کر بیمار
کے پاس تنہا بیٹھا اس کی تیمارداری کی اور صبح چلا آیا۔

عبادت گذاری

ہشام اوقاتِ نماز کے نہایت پابند تھے۔ لوگوں کو بھی
نماز پڑھنے کی ہدایت کرتے اور جب اندھیری راتوں
میں بارش کا طوفان ہوتا اور دیکھتے کہ نمازی باوجود موسم کی خرابی کے نماز کے لئے
مسجد میں وقت پر آ گئے ہیں تو ان کو انعام دیتے۔[۵۱]

امام مالک بن انس سے بے حد حسنِ عقیدت تھی۔ چنانچہ مالکی عقائد کی ہشام
کے عہد میں اندلس میں اشاعت ہونے لگی تھی۔ ادھر یحییٰ ابن یحییٰ بربر قبیلہ مصمودہ
کے نوجوان امام کے شاگرد تحصیل حدیث کے بعد قرطبہ آ گئے تھے۔

---

[۵۱] عبرت نامہ اندلس ص ۲۶۸ ج ۱

حکومت ہشام نے سات سال آٹھ ماہ حکومت کی۔

وفات سنہ ۱۸۰ھ ۷۹۶ء میں ہشام نے انتقال کیا اور قرطبہ میں دفن ہوا ہشام نے صرف چالیس سال عمر پائی۔ خلیفہ کے جنازے کے ساتھ خلائق کا نہایت ہجوم تھا۔ الحکم نے خود باپ کی نماز جنازہ پڑھائی بعد اس کے الحکم کے خلیفہ ہونے کی شہرت دی گئی اور خطبہ اس کے نام کا مساجد میں پڑھا گیا۔

۱؎ خلافت اندلس

سُلطان الحَکم

سلطان الحکم اپنے باپ سلطان ہشام کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا ذی علم
تھا مگر تلون مزاجی بہت زیادہ تھی۔ باپ کے عہد کے عہدیدار قائم رکھے وزارت
کے عہدہ پر اپنے استاد اور حاجب امیر عبد الکریم بن مغیث کو سرفراز کیا۔ سلیمان
اور عبد اللہ نے الحکم کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہا اور ہر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر
سرحدی عیسائی شورش پر آمادہ ہو گئے۔ الحکم نے وزیر کو گراں قدر فوج کے ساتھ
سرحد بھیجا جہاں امیر عبد الکریم نے فتنہ کو دبا دیا۔ فرانسیسیوں نے ۱۸۵ھ میں
برشلونہ پر حملہ کر کے قبضہ کیا۔ عبد الکریم نے ان کو مار بھگایا۔ ادھر الحکم نے ہر دو چچا
کو اچھی طرح سے کچلا۔ سلیمان مر گیا عبد اللہ کو معافی دے دی گئی۔ اندرونی بغاوتوں
میں فقہا بھی کود پڑے۔ حضرت یحییٰ ابن یحییٰ اللیثی شاگرد امام مالک نے الحکم
کو حکومت سے بیدخل کرنا چاہا مگر سازش کا پتہ چل گیا۔ الحکم لہو و لعب میں مبتلا
نہ تھا جو اس سازش کا شکار ہوتا اس نے فقہا کی گرفتاری کا حکم دیدیا جو ہاتھ
لگے جرم بغاوت میں سزاوار ہوئے۔ یحییٰ اللیثی روپوش ہو گئے۔ یہ قصہ ختم
ہو گیا تو الحکم سرحد کی درستی اور حفاظت کی طرف مائل ہوا۔ قلعہ جات سرحد کو
اور مستحکم کرایا۔ ۱۹۲ھ میں شاہ فرانس کی سازش سے لذریق نے طرطوشہ
کا محاصرہ کر لیا۔ الحکم خود روانہ ہونے کو ہوا۔ پہلے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن ثانی کو بھیجا
شہزادے نے لذریق کو پہلے حملہ میں شکست دے دی اور اپنی حدود سے

باغی عیسائیوں کو نکال باہر کیا۔ اس واقعہ کے چار برس بعد سنہ ۲۰۰ھ میں الحکم نے جنگ کا عزم کیا اور وزیر عبدالکریم کو فرانسیسیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا اس نے جلیقیہ پر بلامزاحمت قبضہ کیا اور قرطبہ لوٹ آیا۔

اس زمانہ میں اندلس میں قحط عظیم پڑا۔ سلطان کو خواب و خور حرام ہوگیا اس نے بہت کچھ خزانے سے غربا کی مدد کی اور رعایا کی خبر گیری میں دن رات ایک کر دئے۔

عباس ابن ناصح الجزائری نے اس واقعہ پر یہ شعر کہے۔

نَكَدَ الزَّمَانُ فَآمَنَتْ أَيَّامُهُ ۔۔۔ مِنْ أَنْ يَكُونَ بِعَصْرِهِ عُسْرُ
ظَلَمَ الزَّمَانُ بِأَزْمَةٍ فَجَلَتْ لَهُ ۔۔۔ تِلْكَ الْكَرِيهَةَ جُودَةُ الْغَمْرُ

(ترجمہ) زمانہ خراب ہوگیا تھا مگر اس کے ایام نے اس بات سے بچایا کہ اس کے عہد میں تنگی و پریشانی ہو مصیبتوں کی کثرت سے زمانہ تنگ ہو رہا تھا مگر اس کی دریا دل بخشش نے اس رنج کو دور کر دیا۔

عدل گستری الحکم میں قبل اپنے باپ کے عدل گستری تھی اور اس بادشاہ کو ضد نہ تھی۔ اگر کوئی غلطی کرتا تو اعتراف بھی کر لیا کرتا۔ اتفاقاً خلیفہ الحکم کے محل کی توسیع میں ایک غریب بیوہ کی جائداد آگئی۔ اس سے کہا بھی گیا کہ اس جائداد کو معقول داموں میں علیحدہ کر دے مگر موروثی جائداد کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر میر عمارت نے زبردستی وہ زمین لے لی اور بنگلہ تعمیر ہوگیا اس عورت نے قاضی کے روبرو استغاثہ پیش کیا۔ قاضی نے فرمایا کہ تو تامل کر میں انصاف سے کام لوں گا۔

جس روز خلیفہ الحکم پہلے پہل مکان اور باغ ملاحظہ کرنے گیا، قاضی بھی خبر پاکر پہونچ گئے۔ ایک گدھا معہ خالی بورے کے ہمراہ لیا۔ الحکم کا سامنا ہوا تو قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین اس زمین کی مٹی مجھے چاہیئے اجازت ہو تو لے لوں۔ خلیفہ نے مسکراکر اجازت دے دی۔ قاضی نے بورا مٹی سے بھر لیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ مجھ کو اس بورے کو گدھے پر رکھنے میں حضور ذرا معاونت فرمائیں

خلیفہ قاضی کی اس حرکت کو مزاح سمجھ رہا تھا چنانچہ بورا سپردوا اٹھانے لگے۔ مگر بھاری وزن تھا اٹھ نہ سکا خلیفہ ہانپ گئے۔ قاضی نے کہا سرکار اس بوجھ کو تو آپ اٹھا نہ سکے تو انصاف کے دن (یوم قیامت) کو یہ جو زمین بڑھیا کی ضبط کرلی گئی ہے وہ کس طرح اٹھائیے گا۔ کیونکہ خدا کے سامنے وہ بڑھیا دعویٰ ضرور کرے گی۔

شاہ الحکم آبدیدہ ہوگیا اور میر عمارت کو حکم دیا فوراً بڑھیا کی زمین اس کو واپس کرو اور محل کا وہ حصہ جو ہے معہ ساز و سامان کے میں نے اس کو دے دیا...

غرضکہ بڑھیا مالا مال ہوگئی۔

واقعہ خلیفہ کی بہن الکنہ دھتی وہ اصفا چچازاد بھائی کو منسوب تھی۔ اصفا کا جھگڑا الحکم سے ہوگیا۔ بہن نے آکر بھائی سے کہا مجھ کو طلاق دلوا کر گھر بٹھواؤگے؟ خلیفہ نے بہن کی بات کا اثر لے کر اصفا سے تعلقات قائم کرلئے۔

وزراء الحکم کے گرد و پیش جو مشیر اور ارکان سلطنت تھے وہ اپنے فن میں وحید عصر تھے۔

علامہ اسحاق ابن المنذر۔ علامہ عباس ابن عبداللہ۔ عبدالکریم ابن مغیث سعید ابن حسین۔

قاضی شہر قرطبہ کی قضات پر عمر ابن بشیر۔ بشیر ابن قطن۔ عبداللہ ابن موسیٰ اور حمید ابن محمد ابن یحییٰ۔ یہ حضرات علم فقہ کے اعیان سے تھے یکے بعد دیگرے عہدۂ قضاۃ پر مامور ہوئے۔

خطیب حجاج ابن العقیلی۔ قطیس ابن سلیمان اور عطاف ابن یزید تھے

قاضی القضات ابن عمران کے انتقال کے بعد محمد ابن بشیر کو قاضی الجماعت کا عہدہ تجویز ہوا۔ محمد ابن بشیر کا باپ سعید ابن بشیر وہ مشہور واجب التعظیم عالم علم فقہ اور حدیث تھا جس کو سلطان عبدالرحمٰن اول نے اس عہدے کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس کا انصاف صرف اندلس ہی میں نہیں بلکہ کل ممالک اسلام میں ضرب المثل ہوگیا تھا[۱]

المقری نے نفح الطیب میں ابن بشیر کے ایک انصاف کا واقعہ لکھا ہے :۔

الحکم کے چچا سعید الخیر ابن عبدالرحمٰن الداخل نے ایک دعویٰ کیا۔ اس کے مختار نے ایک دستاویز جائداد متنازعہ کی نسبت قاضی محمد بن بشیر کے سامنے پیش کی۔۔۔۔۔۔

[۱] خلافت اندلس ص ۸۵۔

اس دستاویز پر مختلف لوگوں کی شہادت موجود تھی لیکن ان میں سے صرف سلطان الحکم زندہ تھے باقی گواہ مر چکے تھے فریق ثانی نے یہ عذر پیش کیا کہ جب تک دستخطوں کی تصدیق نہ ہو دستاویز منظور نہیں کی جاسکتی۔

قاضی نے الحکم کو حکم بھیجا وہ عدالت میں آیا اور اپنے دستخطوں کی شناخت کی سلطان الحکم میں جہاں نرمی تھی وہاں بعض وقت مجبوری درجہ سختی بھی برتتا تھا مغربی غیر منصف مورخین اس سختی کو ظلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ طلیطلہ کے باشندے بلا وجہ سرکشی پر آمادہ ہوگئے۔

طلیطلہ شاہان قوط کا ایک زمانہ تک دارالسلطنت رہ چکا تھا یہاں پر پادریوں کی ایک جماعت رہتی تھی جو عیسائیوں کو ورغلا کر حکومت سے بھڑوانے کی ترغیب دیا کرتی......

طلیطلہ کے ارد گرد علاقوں میں عرب امراؤ بربر آباد تھے۔ خاص شہر میں عیسائی اور مولدین زیادہ آباد تھے۔

اہل طلیطلہ کی شورش کی خبر الحکم کے کانوں تک پہنچی اس نے عمروس بن یوسف جو ثقہ کا باشندہ تھا اور عیسویت سے تائب ہو کر داخل اسلام ہوا تھا اس کو یہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس کو کچھ ہدایتیں دیں جس کے مطابق اس نے غداران حکومت کو لالچ دے کر اپنا کر لیا اور ان سے کہا کہ یہاں جو حکومت کے فوجی دستے رہتے ہیں ان کی وجہ سے ہی آئے دن بدمزگی رونما ہوتی ہے۔ لہٰذا شہر سے باہر ان کے لئے مکانات بنوا دیے جائیں اس رائے کی سب نے تائید کی جب عمارت تیار ہوگئی اس میں فوجی آباد کر دیے گئے الحکم کو اطلاع دی گئی اس نے سرحد کے لئے فوج بھیجا کر کے

اپنے ولی عہد عبدالرحمٰن ثانی کی سرکردگی میں روانہ کی یہ فوج طلیطلہ پہنچی تھی کہ سرحد کی شورش کرنے والے راہ فرار اختیار کر گئے شہزادہ طلیطلہ میں مقیم ہو گیا عمائد اور رؤسا سامنے آئے. ظاہرہ تو اطاعت تھی مگر باطن میں کھوٹ تھی شہزادے نے رنگ دیکھ کر سب کی ایک دن ضیافت کر دی جب سب محل میں آ گئے اور غدار حکومت میں سے کوئی باقی نہ رہا ان کو ایک ایک کر کے عمارت میں داخل کر لیا گیا اور وہاں کے گورنر نے پہلے سے انتظام کر رکھا تھا سب کو تلوار کے گھاٹ اتار کر ایک گڑھے میں ڈالکر پھونک دیا۔

اس واقعہ کا اثر اہل طلیطلہ پر یہ پڑا کہ خود سری بھول گئے. پادریوں نے یہ رنگ دیکھ کر راہ فرار اختیار کی۔ اگر الحکم یہ صورت نہ کرتا اور جو آگ طلیطلہ میں سلگائی گئی تھی اگر وہ ختم نہ کی جاتی تو اس کے شعلے قصر عمارت کو بھی جلا دیتے پھر آٹھ برس تک کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

اب کے قرطبہ کے لوگوں نے شورش مچانا شروع کر دی. شہر کے جنوبی حصہ میں جس کو بعض شقندہ کہتے ہیں وہاں چار ہزار فقیہہ اور طلبا نومسلم عیسائی آباد تھے یہ لوگ سب سے زیادہ شورہ پشت تھے. کوئی سرکاری آدمی ان کے علاقہ سے گذرتا تو اس کو ذلیل کرتے. حتیٰ کہ الحکم پر بھی آوازے کسے گئے۔

الحکم پہلے تو طرح دے گیا. مگر امام یحییٰ بن یحییٰ فقیہہ صاحب فضل و کمال ہوتے ہوئے وہ بھی بغاوت میں حصہ لے رہے تھے یہ حضرت طلیطلہ سے قرطبہ تشریف لے آئے تھے ڈوزی لکھتا ہے :-

وہ وعظ اور خطبوں اور زیادہ تر اپنی شہرت و ناموری کے اثر سے

سرکشی کی تحریک کو قوت دینے لگے بلکہ خود رہنما بن گئے۔ [1]

حضرت یحییٰ کے ساتھ فقہا کی بڑی جماعت تھی۔ سب نے مل کر شہر میں آتش مخالفت بھڑکا دی۔ ایک دن محل کو ہزارہا آدمیوں نے گھیر لیا۔ الحکم دیکھ رہا تھا اس نے زنطو غلام سے کہا حرم سرا میں سے بیگم سے عطر لاؤ وہ عطر لایا تو تمام چہرہ پر ملا اور اپنے عم زاد بھائی عبداللہ سے کہا کہ تم چند چیدہ شہسواروں کو ہمراہ لیکر بلوائیوں کے ہجوم سے نکل جاؤ اور ربض شقندہ کے گھروں میں آگ لگا دو چنانچہ عبداللہ نے وہاں آگ لگا دی۔ بلوائیوں نے جو سنا گھبرا کر بھاگے۔ الحکم نے فوج جو محل میں تھی اس کو حکم دیا کہ ان کی مدارات اچھی طرح کر دو۔ سامنے کے رخ سے عبداللہ حملہ کرتا ہوا بڑھا۔ عقب سے الحکم کی فوج نے خبر لی ہزارہا بلوائیوں کا کھیت رہا۔ فقہائے کرام روپوش ہو گئے کچھ گرفتار کئے گئے پھر تو جو بقیہ باغی تھے۔ وہ ... بال بچے لے کر افریقہ چلے ہوئے اور جہاں موقعہ ملا آباد ہو گئے۔ جب یہ فتنہ ختم ہو گیا تو فقہائے کرام کو بھی چھوڑ دیا اور ان کی بیحد خاطر و مدارات کی [1] فقیہہ طالوت کو بھی الحکم نے بلا کر ان کو بھی معاف کر دیا۔

۲۰۶ھ میں سلطان الحکم نے اپنے امرا اور اراکین سلطنت کو جمع کر کے کہا کہ :۔

"اب میری زندگی کے بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں میری خوشی ہے کہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن ثانی کو اپنا ولی عہد مقرر کر دوں۔

[1] عبرت نامہ اندلس ص ۲۰۹

پس تم سب اس کی اطاعت کو بحلف قبول کرو۔"

سب سے پہلے شہزادوں نے اور ان کے بعد حاجب اور قاضی القضاۃ اور دیگر ارکان سلطنت نے عبدالرحمٰن ثانی کے ہاتھ پر بوسہ دے کر اطاعت و فرماں برداری قبول کی۔ چونکہ ملک میں امن و امان تھا اس واقعہ سے عام طور پہ خوشی اہل شہر نے منائی۔ سلطان نے بقیہ عمر آرام سے گذاری۔

وفات | سلطان الحکم نے ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۲۰۶ھ روز پنجشنبہ کو انتقال کیا۔

سُلطان عبدالرحمٰن ثانی

سلطان الحکم کی وصیت پر عبدالرحمٰن ثانی سریر آرائے خلافت ہوا حکومت کو ہاتھ میں لیتے ہی سرحدی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے جلیقیہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کا بڑا حصہ اندلس میں شریک کر لیا۔

سنہ ۲۰۸ھ میں امیر عبدالکریم ابن عبدالواحد کو معہ فوج "قسطلہ اور "البہ" کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ امیر نے البہ کے قلعوں پر قبضہ کیا اور والی سے خراج دینے کا وعدہ لیا اور جو مسلمان قید تھے ان کو آزاد کرا کر واپس آ گیا۔ اہل قسطلہ کی شورش کے رفع کرنے کے لئے عبداللہ البلنسی کو سنہ ۲۲۴ھ میں بھیجا اور جلیقیہ والوں کی سرکوبی کے لیے ابن موسیٰ روانہ کیا گیا۔ ان دونوں جرنیلوں نے سرحد اندلس سے باغی گروہ کو نکال باہر کیا۔

سنہ ۲۲۶ھ میں عبدالرحمٰن ثانی نے موسیٰ کو فرانسیسیوں کی سرکوبی کو بھیجا۔ موسیٰ اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں سے موسیٰ بن نصیر نے فرانسیسیوں کو شکست دی تھی چنانچہ اس موسیٰ نے بھی معرکہ کو جیتا۔ وہاں سے واپس آ کر سلطان کے مصاحب خوز بن موفق سے رو و کد ہو گئی۔ سلطان نے خوز بن موفق کی طرف داری کی۔ موسیٰ بن موسیٰ ناراض ہو کر غرسیہ بادشاہ نبلونہ سے سازباز کر گیا۔ غرسیہ نے حملہ کر دیا اس کے مقابلہ پر الحریث گیا جو دھوکے سے گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے اپنے بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن ثانی کو فوج کثیر دے کر روانہ کیا۔ اس نے شہر تطلیہ (ڈیوڈلہ) کو گھیر لیا۔ موسیٰ عیسائی فوج

کے ساتھ تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر موسیٰ نے عفو قصور کی استدعا کی شہزادہ محمد نے درخواست منظور کرلی اور پھر غرسیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ شہزادہ نے ایسا حملہ کیا کہ عیسائی بہت سے مارے گئے بادشاہ بھی کام آیا۔ اس فتح عظیم سے جو ۲۲۹ھ میں حاصل ہوئی تھی عربوں کو بیحد فائدہ پہنچا۔ سلطان نے غرسیہ کے بعد جلیقیہ کے بادشاہ کی گوشمالی کا ارادہ کیا مگر وہ بھاگ گیا سرکاری فوج قرطبہ لوٹ آئی مگران حملوں نے عرب کی طرف سے تمام سرحدی علاقہ کو خوف زدہ کردیا۔ جتنے حکمراں یورپ کے تھے وہ متوحش تھے۔ آخر میں طوفیلس بادشاہ قسطنطنیہ نے دوربینی سے کام لے کر عبدالرحمٰن سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہے۔ خلیفہ المامون اور المعتصم کی طرف سے یونان پر فوج کشی ہوئی۔ طوفیلس نے اس معاملہ میں مدد چاہی چنانچہ فوج اور روپیہ کی مدد سلطان نے دی۔ گمان یہ تھا کہ اس طرح شام پر کسی وقت قبضہ ہوسکے گا۔

سلطان نے اپنے وزیر یحییٰ الغزال کو معہ تحائف کے طوفیلس کے پاس بربنائے دوستی روانہ کیا۔ طوفیلس نے نہایت اعزاز و اکرام سے یحییٰ کا خیر مقدم کیا دعوت و مہمان نوازی میں بادشاہ یونان نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا یحییٰ کامیاب ہوکر اندلس آیا سلطان مسرور ہوا۔"

اس زمانہ میں مجوس (نارمنز) نے اندلس پر حملہ کیا۔ مگر ان کو جواب معقول دیا گیا وہ ایسے فرار ہوئے پھر پتہ نہ لگا کہاں گئے اس واقعہ کے بعد سمندر کے کنارے کے حملوں کے خیال سے قلعہ مستحکم کئے گئے اندرونی و بیرونی شورش ختم ہوچکی تھی۔

اصلاحات خلیفہ عبدالرحمٰن نے ملک کی اصلاح کی طرف قدم بڑھایا۔ تھوڑے

عرصہ میں ملک آراستہ ہوگیا اور اس کی مالی حالت درست ہوگئی۔ بہ نسبت سلاطین سلف کے اس کے عہد حکومت میں اب ملک کے بیرونی حملوں اور خانہ جنگی کا امکان نہ رہا امن وامان سے باشندے زندگی گذار رہے تھے جس سے اندلس کی آمدنی پہلے سے دو چند ہوگئی۔

جس وقت سلطان عبدالرحمٰن تخت نشین ہوا تھا چھ لاکھ دینار سرخ کی آمدنی تھی۔ اس کے حسن انتظام سے دس لاکھ دینار تک پہنچ گئی۔ یہود و نصاریٰ سے ان کی حیثیت کے موافق جزیہ وصول ہوتا تھا۔

مسلمانوں پر البتہ جدید ٹیکس لگائے گئے۔ یہ رقم مستخلاص اور جبایہ کہلاتی تھی یہ محاصل سات لاکھ پینسٹھ ہزار دینار سالانہ ہوتے تھے۔ بقیہ رقم جزیہ وغیرہ کل ملا کر دس لاکھ ہو جاتے تھے

تعمیر محلات محلات اور باغات پر روپیہ کافی صرف کیا گیا۔

واٹر ورکس اس عہد میں ایک ایسی یادگار قائم ہوئی جس سے عبدالرحمٰن کی روشن خیالی کا پتہ چلتا ہے۔ سلطان نے آب رسانی کا محکمہ قرطبہ میں جاری کیا اور پانی کے متعدد خزانے بنا کر نلوں کے ذریعہ شہر میں پانی پہنچایا

پل و مساجد ملک بھر میں جہاں جہاں ضرورت تھی پل بنوائے۔ سڑکیں نکلوائیں۔ مساجد تعمیر کرائیں اور قرطبہ کی مسجد کو اور وسیع کیا۔

جہاز ایک جنگی جہاز کا بیڑا سلطان نے تیار کیا جو ساحلی علاقہ پر گشت کرتا تھا۔۔۔

عبدالرحمٰن ثانی خود عالم تھا علماء کی بڑی قدر کرتا تھا

امام یحییٰ ابن یحییٰ اللیثی شاگرد امام مالک بن انس کو اپنا مشیر کار بنایا اور ان کے صاحبزادے عیسیٰ بن یحییٰ کو قرطبہ کا قاضی القضاۃ کیا۔ اس عہد میں ابو مروان عبدالملک ابن حبیب تھا جو سلطان کے مشورہ میں شریک رہتا تھا، عقیل و دانا شخص تھا۔

واقعہ ایک دن سلطان نے علماء کے سامنے امام یحییٰ سے مخاطب ہو کر کہا مجھ سے یہ سخت خطا سرزد ہوئی ہے کہ میں رمضان میں دن کو محل میں چلا گیا اس کا کفارہ کس طرح ممکن ہے۔ یحییٰ نے تمام علماء کے سامنے کہا دو ماہ روزے متواتر رکھو تو البتہ تمہاری بخشش کی صورت ہو سکتی ہے۔ حاضرین یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ جب علماء دربار سے اٹھ آئے تو یحییٰ سے پوچھا گیا امام مالک نے اس کفارہ کا بدل بھی کوئی بتایا ہے جواب دیا کہ ہاں وہ ضرور ہے لیکن اگر میں سلطان کو اس سخت سزا کا مصداق نہ بناتا تو ان کو پھر اس گناہ کے کرنے کی جرأت ہوتی۔ اس پابند شرع بادشاہ کی ہمت کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے امام یحییٰ کے حکم کی پوری تعمیل کی۔

عبدالرحمٰن کی قدردانی کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا۔ اصحاب ہنر و اہل سیف و اہل قلم سلطنت عباسیہ کو چھوڑ کر اندلس پہنچ آئے۔ ان میں علی بن نفع معروف بہ زریاب تھا جو فن موسیقی میں اس دور کا یگانہ شخص تھا علاوہ اس کے علم نجوم، ادب، ہیئت اور جغرافیہ دانشت پر حاوی، بڑا زکی، علمی کمال و دستگاہ رکھتا تھا۔ ایک ہزار غزلیں حفظ تھیں نہایت مہذب و بااخلاق خلیفہ ہارون الرشید کی صحبت میں رہ چکا تھا۔ سلطان نے اس کو اپنا ندیم بنایا اور بڑی قدردانی کی۔

غرضیکہ عبدالرحمٰن ثانی کے تاج میں علم و فضل و کمال کے ایسے بے بہا جواہر

لہ خلافت اندلس ص ۵۵

جڑے ہوئے تھے جن کی آب و تاب پر شرق و غرب غشش کرتا تھا ان ہی علمار کی فیضان صحبت کی بدولت اس کی شوکت اور دبدبہ نے دنیا کو اپنا مرعوب کر لیا تھا اور ہر بادشاہ اس سلطنت سے اتحاد اور دوستی بڑھانا باعث عزت و فخر تصور کرتا تھا "

تاریخ ہسپانیہ میں میریا کالیگٹ لکھتا ہے کہ

" عبدالرحمٰن دوم دانا اور مدبر اور نامی سپہ سالار تھا گو چہ شروع سلطنت میں ہنگامے اور فتور برپا رہے لیکن اس کی رعایا دولتمند اور خوشحال تھی اور علوم کا شائق تھا اور فلسفہ اور فن شاعری کا زیادہ شوق رکھتا تھا اور جب وقت اس کو معاملات سلطنت سے فرصت ہوتی تھی تو علمار فضلا اور شعرار کی صحبت میں بہت وقت صرف کرتا تھا فن موسیقی کا بھی شوق رکھتا تھا

اخلاق عبدالرحمٰن کا حلم اور فیاضی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ جب اس کی ایک کنیز حسینہ و جمیلہ نے اس سے آزردہ ہو کر اپنا دروازہ بند کر لیا اور سلطان کو آنے سے روکا تو سلطان نے چاندی کی اینٹوں سے دروازہ بند کرا دیا اور کہا جب ان اینٹوں کو خود گرا کرے لے گی تب اس کی سلطان صورت دیکھے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رواداری سلطان نے یہود و نصاریٰ کے محصولات کو معاف کر دیا اور خراج بھی ملک کا آخریں کم کر دیا ہر قوم کے محتاجوں کو شاہی عمارت

کے کام میں لگایا۔ نہر۔ حوض۔ تالاب بنوائے تاکہ آئندہ خشک سالی ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ . . . ؟

دریا کے کنارے پر باغ عام باشندگان شہر کی تفریح کے لئے بنوائے۔ صرف قرطبہ ہی کو زیب و زینت نہیں دی بلکہ تمام سلطنت میں محتاجوں کو کام میں لگایا۔ مساجد عام حلبوں کے مکانات۔ مدارس۔ شفاخانے اور حمام تعمیر کرائے

ولی عہدی ۸۳۶ء کے موسم بہار میں اس نے تمام حکام سلطنت کو جمع کیا اور محمد اپنے بیٹے اور صحیح وارث سلطنت کے ساتھ وفادار اور خیر خواہ رہنے کی قسم لی اور اس موقع پر خلیفہ نے تمام حکام کی نہایت تزک و احتشام سے دعوتیں کی تھیں اور زرہ اور جوشن اور قیمتی گھوڑے سرداروں کو بطور تحفہ دئے تھے اور تمام دستہ محافظان کو نہایت رونق دار لباس پہنائے تھے اور محتاجوں نے بہت کچھ خیرات پائی تھی اور نہ صرف شہروں میں بلکہ دور دراز شہروں اور دیہاتوں میں خیرات تقسیم کرائی گئی اور کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جس نے کہ انعام اور اکرام اور خیرات نہ پائی ہو اور خلیفہ کے ساتھ خوشی حاصل نہ کی ہو۔[۱]

دوزی لکھتا ہے :۔

"سلاطین اسپین کے دربار کو جیسی رونق عبدالرحمن بن حکم کے زمانہ میں ہوئی ایسی کبھی پہلے نہ ہوئی تھی۔ شان و شوکت میں خلفائے بغداد کی ہمسری کے خیال سے اس نے بڑا خادم و حشم

---

[۱] تاریخ ہسپانیہ ص ۲۸۷

اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور قرطبہ کو بڑی زیب و زینت بخشی تھی ۔"

فتنہ سلطان کے آخری زمانہ میں یولوجیوس نے ایک فتنہ کھڑا کیا۔ عیسائیوں کو قاضی اور بادشاہ کے سامنے بھیجا جاتا اور وہ آکر اسلام اور داعی اسلام کے خلاف جو منہ میں آتا کہتے۔ مگر سلطان نے ٹھنڈے دل سے اس حماقت کا مقابلہ کیا۔

وفات سلطان عبدالرحمن ثانی نے اکتیس سال تک حکومت کر کے ۲۳۸ھ - ۸۵۲ء میں انتقال کیا۔

یہ نہایت نیک نیت ہر دلعزیز اور بیدار مغز بادشاہ تھا اس کی عظیم الشان فتوحات سے رعایا اس کو المظفر کے لقب سے یاد کرتی تھی۔ قیافہ شناس بے مثل تھا اور کہا کرتا کہ۔

"حکومت اور اعزاز کی خواہش ایسے لوگوں کو رہتی ہے کہ جن کو ان کی قدر نہیں۔ پس بادشاہ کو چاہیئے کہ اجزائے حکومت کے انتخاب میں از حد احتیاط اور دور اندیشی سے کام لے اور کم ظرف سے اجتناب کرے ۔"

سُلطان محمد اوّل

سلطان عبدالرحمن ثانی کے بعد ۲۳۸ھ میں اس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا

بقول "لین پول"۔

"یہ شخص مزاج کا سخت اور سنگ دل اور خود بین تھا" یہ فقرہ لین پول نے اس وجہ سے لکھا کہ سلطان محمد نے پادریوں کی مجنونانہ حرکت اور اسلام و داعی اسلام پر جو رکیک حملے وہ کرتے تھے اس نے باپ کی طرح چشم پوشی نہیں کی بلکہ اس نے اس فتنہ کو بقوت دبایا۔ کیونکہ پرجوش خبطی عیسائیوں نے اسلام اور داعی اسلام پر جو توہین کی بوچھاریں کی تھیں ان کا پورا انتقام لیا۔ اس نے گرجے جو فتنوں اور راہبوں کی خوش فعلیوں کے مرکز بن گئے تھے گرادئے۔ عیسائیوں کو اچھی طرح سے کچلا یولی جیس جس نے ایک مسلمان لڑکی فلورا کا اغوا کیا تھا ۱۱ مارچ ۸۵۹ء میں قتل کرادیا گیا۔ اس واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا عیسائی اپنی حماقت پر شرمندہ ہوئے شہادت کے ڈھونگ سے انکو ایسی نفرت ہوئی کہ مذہب عیسویت کو چھوڑ بیٹھے مگر اندلس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ملک کا انتظام سلطان سے نہ سنبھل سکا۔ آخر سنہ صفر ۲۷۳ھ ۸۸۶ء میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان المنذر ۸۸۶ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں پہلے سے زیادہ اندلس کی حالت خراب ہو گئی امرائے عرب اور بربری رؤسا خودسر ہو گئے سرحدی عیسائیوں نے آپس کی خانہ جنگی دیکھ کر سر اٹھایا ان کو سلطان المنذر کی نااہلیت سے سرحدی قلعے مل گئے آخر سنہ ۲۷۵ھ میں المنذر قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس کا بھائی سلطان عبداللہ

تخت نشین ہوا۔

عبداللہ بن محمد کا زمانہ بھی اندلس کے لئے خیر و خوبی کا نہ تھا۔ وہ بذات خود ایسا دنی الطبع بے رحم تھا کہ اس کی مملکت کے کل فرقے اس سے نفرت کرنے لگے اور اس کی حکومت کو بالائے طاق رکھدینے پر یک دل و یک زبان ہوگئے اس کو سلطنت کرتے ہوئے تین سال بھی نہ ہوئے تھے کہ اندلس کا بہت بڑا حصہ خود بخود خود مختار ہوگیا اس کا بیٹا محمد اور اس کا بھائی قاسم بن عبداللہ باپ سے باغی ہوگئے مگر مقابلہ پر گرفتار ہوئے اور قید کئے گئے عرب امرا نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی خود مختار ریاستیں قائم کرلیں۔

اشبیلیہ قرطبہ کا ہولناک رقیب ہوگیا۔ اور قاشر قسطہ حکومت قرطبہ سے الگ ہوگئے بربری امرا نے بھی اطاعت کا جوا اتار پھینکا۔ ہسپانیہ (اندلس) کے مغربی اضلاع مثل اسٹر یمیڈ ورا اور پرتگال کے دکھن رخ کے ضلعے اب بربریوں کے خود مختارانہ قبضہ میں تھے اور وہ خود بربری اندلس میں مختلف اہم عہدوں پر مامور تھے۔

اس سے بڑھ کر ذوالنون بن موسیٰ نے ایک سرگرم لیٹروں کا بنا رکھا تھا جو چاروں طرف لوٹ مار اور غارت گری کر رہا تھا۔ ان سب سے بڑھ کر سرحدی ڈاکو ابن حفصون نصرانی تھا جس نے غرناطہ کے کوہی علاقہ پر اپنی ریاست قائم کرلی تھی۔ سلطان عبداللہ نے بار بار اس پر حملے کئے اور ہر مرتبہ شکست کا منہ دیکھنا پڑا آخرش ابن حفصون سے سلطان نے صلح کرلی۔

مرثیا پر ایک نو مسلم خود مختار فرمانروا تھا اس نے اپنی رعایا پر عاقلانہ حکومت کی رعایا اس سے خوش تھی وہ شاعرانہ دل و دماغ رکھتا تھا اس نے فوج بھی بھرتی کی

جس میں صرف پانچ ہزار سوار تھے۔

طلیطلہ بھی باغی ہو گیا تھا۔

اشبیلیہ کا عربی بادشاہ ابن الحجاج نے سلطان سے تعلقات اچھے قائم رکھے اور اس نے اپنے غیر محدود اقتدار کو نہایت شریفانہ طور پہ نبھایا اور کام میں لایا اس نے حکومت قابل مدح کی۔ امن وامان کا بے خلش دور دورہ تھا۔ اس نے سلطان عبداللہ کے مقابلہ میں بہتر اپنی حکومت کا انتظام کر رکھا تھا جب سواری ابن الحجاج کی نکلتی پانچ سو سوار اس کے جلو میں ہوتے اور اس کی قبائے شاہی زربفت کی ہوتی تھی جس پہ اس کا نام وخطاب سونے کے کلابتون سے منقش رہتا تھا۔ سمندر پار کے سلاطین اس کے پاس تحائف بھیجتے تھے۔

مصر سے ریشمی کپڑے آئے مدینہ سے علمار اور بغداد سے مفتی اس کے دربار میں آ جمع ہوئے اس کے عہد میں ایک فاضلہ خاتون قمر نامی تھی حسن صورت و سیرت میں بے عدیل تھی۔ اس پہ طرہ یہ کہ شاعرہ تھی۔ بلاغت کلام اور دل سوز نظم میں شہرۂ آفاق تھی ابن الحجاج کی تعریف میں کہتی ہے۔

مانی المغارب من کریم یر تجی الاحلیف الجود ابراھیم

انی حللت لدیہ منزل نعمہ کل المنازل ماعداہ ذمیم

ترجمہ

نیست در مغرب کریمے کز وے دار چشمہا جز بابر اہیم کو ہم عہد باشد باسخا

نزد او در منزل نعمت فرو کش گشتہ ام غیر آں ہر منزلے زشت ست دیر از عیبہا

غرضکہ ابن الحجاج نے سلطان عبداللہ کے مقابلہ میں وہ کار ہائے نمایاں

گئے کہ قرطبہ سے شعرا اور علما راس کے دربار کی جا کر زینت بنے۔

باینہمہ تہذیب و شائستگی کی یہ شعاعیں جو چمک رہی تھیں اندلس کے عصر حکومت کے ضعف سے زیادہ دقیع معلوم نہ ہوتی تھیں قرطبہ سرحدی خلفشار سے پریشان حالی کو پہونچ گیا تھا۔ سلطان کی کاہلی اور کمزوری حد کو پہونچ گئی تھی خزانہ خالی تھا فوج کو تنخواہیں دیر میں ملتی تھیں کیونکہ اضلاع کے محاصل نہ رہ چکے تھے تجارت کو بھی فروغ نہ تھا۔

بالآخر سلطان ۱۵ ر اکتوبر ۹۱۲ء ۳۰۰ھ کو اڑسٹھ برس کی عمر میں چوبیس سال کی ناخوش و بے مزہ سلطنت کو خیرباد کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

سلطان عبدالرحمٰن (ثالث)

عبدالرحمٰن ثالث بن محمد اموی

تخت نشینی جس دن سلطان عبداللہ کو دفن کیا اسی روز عبدالرحمٰن سوم تخت نشین ہوا ان کی والدہ مریم نامی ایک امیر نصرانی خاندان کی صاحبزادی تھیں[1] جس دن عبدالرحمٰن نے حکمرانی شروع کی اس وقت اس کی عمر بائیس سال کی تھی۔

سلطان کی حصلت اور طبیعت نیک تھی اس کے ساتھ بڑا عالم اور فاضل تھا اس کی دانائی بلحاظ عمر کے بہت زیادہ تھی۔ چہرہ سلطان کا باتمکنت اور شاندار تھا موزون قد اور گورا رنگ خوب صورت، نیلگوں آنکھ اور گفتار شیریں و نرم تھی حلیم الطبع اور رحم دل تھا۔

ان صفات کی وجہ سے اپنی رعایا کو اس قدر عزیز تھا کہ جس دن وہ تخت نشین ہوا تمام سلطنت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہر ایک نے خوشی منائی۔

عبدالرحمٰن نے اولاً فوج کی تربیت شروع کی اور تمام ممالک محروسہ میں حکم بھیجا کہ جو شاہی حکم سے انحراف کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ امراء اور عہدیدار جو باغی ہو گئے تھے وہ فوراً طلب کئے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر امیر اور صوبہ دار جو خودسر تھے رام ہو گئے تھے۔

[1] تاریخ اسپین ص ۳۴۹

سلطان نے فوج کی آراستگی کے ساتھ باڈی گارڈ مقرر کیا جس میں عیسائی اور مسلمان بھرتی کئے گئے۔

فوج کشی سلطان نے فوج کی آراستگی کے بعد باغی علاقہ کی طرف توجہ منعطف کی۔

اسٹینلی لین پول مورس ان اسپین میں لکھتا ہے کہ :-

"عبدالرحمٰن نے باغی علاقوں پر فوج کشیاں شروع کیں تو باغیوں کو اطاعت قبول کرنے پر آدھے سے زیادہ رضامند پایا اس کے سپاہی اپنے بہادر نوجوان بادشاہ کو اپنے سروں پر دیکھکر پھولے نہیں سماتے تھے"۔

غرضکہ دکھلاوے کی مزاحمت کے بعد عبدالرحمٰن کے لئے دروازے کھول دئے گئے۔ یکے بعد دیگرے اندلس کے بڑے شہروں نے سلطان کو اپنی دیواروں کے اندر بلا لیا۔ اشبیلہ کی طرف عبدالرحمٰن متوجہ ہوا وہاں کے لوگ خود ہی قدموں پر آگرے۔ اس کے بعد جہم کے بربری سردار سر کئے گئے اور العرب کا رئیس خود خراج دینے کو دوڑ آیا۔ اس کے بعد سلطان عبدالرحمٰن ضلع رگیبور کے عباسیوں کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور اس کو حسن تدبیر سے قبضہ و تصرف میں لایا اس کے بعد اس کے قدم آگے بڑھتے رہے۔ بوباسٹرو تک فوج اسلامی پہنچ گئی۔ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر اپنی فتوحات کا جائزہ لیا اور عظیم الشان فتح پر دو رکعت نماز خدا ئے قادر کے شکر کی ادا کی۔ اس کے بعد وہ مہربانی اور معافی کے کاموں کی طرف متوجہ ہوا جب تک اس قلعہ میں رہا خلوص سے خدا کے لئے روزے رکھتا رہا۔

حاکم شنبہ نے بھی اس وقت آکر سلطان کی اطاعت قبول کی اس کے بعد طلیطلہ پر بھی قبضہ جمایا۔ غرضکہ سنہ ۹۳۰ء سنہ ۳۱۸ھ میں اپنی پوری وسعت کو عبدالرحمٰن کی حکومت پہنچ گئی[۵۱]

سلطنت کے جتنے حصے باپ دادا نے کھوئے تھے ان کو پھر سے حاصل کرنے میں اٹھارہ برس صرف کئے لیکن یہ کام پورا ہو گیا اور شاہی اقتدار مضبوطی کے ساتھ عربوں بربریوں اسپینوں، مسلمانوں، عیسائیوں پر یکساں قائم ہو گیا اس کے بعد عبدالرحمٰن نے کسی فریق کو خاص فوقیت حاصل کرنے نہ دی۔"

سلطان نے اندلس کی حالت کو سدھارنے کے بعد افریقہ کے علاقہ پر نظر ڈالی کیونکہ اس طرف بنی فاطمہ کا اقتدار دن بدن بڑھ رہا تھا اور خلفائے بنی فاطمہ کے ارادے تھے کہ اندلس پر بھی قبضہ جمائیں حتیٰ کہ سبتہ" پر ان کا قبضہ تھا سلطان نے فقہا کی جماعت سے کام لیا انھوں نے بربریوں میں اپنی تقریروں سے شیعہ سنی کا فتنہ کھڑا کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نے فوج جو روانہ کی اس نے ساحل کے علاقہ کو تسخیر کر لیا اور سبتہ کا عالیشان قلعہ قبضہ میں لے لیا اس کی آمدنی شاندار بیڑے بنوانے میں صرف کر دی گئی جس نے تھوڑے عرصہ میں بحر روم میں گشت کرنا شروع کر دیا ادھر سرحد کے عیسائیوں نے شورش بپا کی ان کی سرکوبی کے لئے افسر کو روانہ کیا اس نے لیون کے بادشاہ پر حملہ کیا اور اس میں کام آیا اس کا سر اتار کر قلعہ پر لٹکایا گیا۔ اس واقعہ سے سلطان کو سخت طیش آیا۔ اس نے سنہ ۹۲۰ء

---

[۵۱] مورس ان اسپین ص ۸۵

سنہ ۳۰ھ میں فوج گراں ہمراہ لے کر سین اسیٹون پر حملہ کیا اور اس کو تباہ کر دیا۔ اور آگے النوار کی طرف متوجہ ہوا۔ ویلڈ بھینگر کے درے پر مقابلہ عیسائیوں سے ہوا جن کو شکست اٹھانا پڑی۔ مسلمانوں میں بر بریت عود کر آئی کہ قلعہ میونز کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیا۔ غرضکہ اس کامیاب جنگ سے منظفر و منصور سلطان واپس قرطبہ ہوا۔

سنہ ۳۱۷ھ ۹۲۹ء میں الناصر الدین اللہ خطاب سے سلطان سرفراز ہوا۔

سنہ ۹۳۷ء میں سرقسطہ کو سر کیا تھا اور النوار پر دھاوا بولا تھا اس ہیبت سے ملکہ نائبۃ السلطنۃ تھوڈا نے فوراً عبدالرحمٰن کے آگے سر اطاعت خم کیا۔ مگر امیر و ملکہ کی اطاعت گزینی کا شریک نہ تھا اس نے بغاوت کر دی۔ سنہ ۳۲۸ھ ۹۳۹ء میں بمقام الخندق والہندیگا، مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ یہاں پچاس ہزار مسلمان کام آئے اور سلطان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

اہل قرطبہ نے اس واقعہ کا بڑا سوگ منایا مگر پھر جو عبدالرحمٰن نے انتقام لیا تو سرحدیوں کی خودسری کا خاتمہ ہی کر دیا جس کا یہ اثر قرب وجوار پر پڑا کہ بقول لین پول اس کی خوشامد کرنے کو قسطنطنیہ کے شاہنشاہ اور فرانس جرمنی اور اطالیہ کے شاہوں کے سفیر حاضر ہوئے[1]

نظام حکومت

عبدالرحمٰن نے فتوحات حاصل کرنے کے بعد مختلف ذرائع آمدنی کے ایجاد کئے۔ چون لاکھ اسی ہزار دینار اصل مالگذاری داخل خزانہ عامرہ ہونے لگی۔ علاوہ اس کے، لاکھ ۶۵ ہزار دینار مختلف ذرائع سے

---

[1] موریس ان اسپین ص ۹۸۔

وصول ہوتے تھے یہ تمام آمدنی ملک کی ملک اور رعایا ہی پر خرچ کی جاتی تھی علاوہ
اس کے جو روپیہ کہ بطور خراج وجزیہ عیسائیوں اور یہودیوں سے وصول ہوتا تھا
وہ خاص ذاتی خزانہ شاہی میں داخل کر دیا جاتا تھا۔ اس آمدنی کی کوئی تعداد معین
نہ تھی نہ کوئی باضابطہ حساب اس کا رکھا جاتا تھا اس میں سے ایک ثلث فوج اور
اعیان وملازمان سلطنت پر خرچ ہوتا تھا۔ ایک ثلث خاص سلطان کی جیب
خاص کے لیے مقرر تھا۔ باقی کل رقم عمارات اور پلوں اور ملک کی سڑکوں پر خرچ
کی جاتی تھی اس کے زمانہ حکومت میں شہر قرطبہ خوبصورتی اور خاص قسم کی آرائش
میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن کو ہر طرح کی عمارت کا کمال شوق تھا جن کے
آثار اس وقت تک اس زمانہ کی بے نظیر صنعت وحرفت کو ظاہر کر رہے ہیں۔
قرطبہ کی مشہور مسجد اور قصر الزہرا دو عمارتیں ہیں جو دنیا میں حسن وخوبصورتی اور
صنعت معماری میں بے مثل وبے عدیل ہیں۔

اس زمانہ جدید میں اگرچہ اہل یورپ ہر چیز میں معاذ اللہ خدائی کا دعویٰ
کرتے ہیں تاہم ان عمارات کو عجوبہ روزگار سمجھتے ہیں۔ مسجد کی تعمیر فی الحقیقت عبدالرحمن
اعظم کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور ہشام نے اس کو اختتام تک پہنچایا تھا لیکن ان
کے بعد بھی ہر بادشاہ نے مسجد کے بڑھانے اور شاندار بنانے میں دولت کی
پرواہ نہیں کی۔

اس مسجد کا طول شرق سے غرب تک قریب قریب پانچ سو فٹ کے تھا اور
اس کی خوشنما محرابیں ایک ہزار چار سو سترہ سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم تھیں جن
پر سنہرا کام کیا ہوا تھا۔ محراب اس مسجد کی سات سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم اور اس

قدر بلند اور خوب صورت تھی کہ صرف اس کے دیکھنے کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ محراب کے قریب ایک بلند ممبر خالص ہاتھی دانت اور چھتیس ہزار مختلف رنگ اور وضع کی لکڑی کے ٹکڑوں سے بنا اور ہر قسم کے جواہرات سے جڑا ہوا رکھا تھا۔ اس ممبر ہی کی قیمت (۳۵۰،۰۵) دینار تھی اور سات برس میں تیار ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن ثالث نے قدیم میناروں کو گرا کر ایک نیا مینارہ ایک سو آٹھ فٹ بلند تیار کرایا جس میں چڑھنے اترنے کے دو زینے تھے اور ہر زینہ میں ایک سو سات.... سیڑھیاں تھیں۔ اس مسجد میں دس ہزار جھاڑ روشنی کے چھوٹے بڑے جلا کرتے تھے جن میں سے تین سب میں بڑے جھاڑ خالص چاندی کے اور باقی پیتل کے تھے۔ بڑے سے بڑے جھاڑ میں ایک ہزار چار سو اسی پیالے روشن ہوتے تھے اور ان تین چاندی کے جھاڑوں میں چھتیس سیر تیل جلا کرتا تھا۔ تین سو ملازم اور خدام اس مسجد پر متعین تھے جو بخور دان میں عود و عنبر جلاتے تھے۔ مسجد کے متعلق جو جدید تعمیر اس عہد میں کی گئی اس پر دو لاکھ اکسٹھ ہزار پانچ سو تیس دینار سرخ خرچ ہوئے تھے۔

قصرِ زھرا

عبد الرحمن نے علاوہ مسجد مذکور کے قرطبہ سے چار میل کے فاصلہ پر جبل العروس کے پر فضا دامن میں ایک رفیع الشان قصر تیار کیا اور اس کو اپنی محبوبہ کنیز الزہرا کے نام سے موسوم کیا۔ یہ اس قدر وسیع عمارت تھی کہ اس کو قصر نہیں بلکہ مدینۃ الزہرا کہتے تھے اور فی التحقیق یہ ایک چھوٹا شہر تھا جس میں علاوہ شاہی مکانات اور متعدد باغات کے ہزاروں ملازمین اور فوج شاہی کیلئے علیحدہ عمارتیں تیار کی گئی تھیں۔ اس محل کی وسعت کا صرف اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکے حدود کی دیواروں میں پندرہ ہزار بلند اور شتین دروازے نصب تھے جس وقت یہ قصر ایک کروڑ پچاس لاکھ دینار سرخ کی لاگت سے تیار ہوا اور سلطان مع الزہرا کے اس میں رونق افروز ہوا اور دونوں نے اس مرغزار کو جھروکوں سے دیکھا سامنے قصر شاہی سنگ مرمر کی عمارات اور برجوں اور میناروں سے آراستہ مثل موتی کے دکھائی دیتا تھا اور اسکی پشت پر ایک کوہ سیاہ سر بفلک کشیدہ اپنا لطف علیحدہ دے رہا تھا الزہرا نے جس وقت اس بے نظیر سماں کو دیکھا قصر اور سیاہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا یا امیر المومنین یہ قصر مثل ایک معشوقہ نازنین کے ہے جو بصد ناز و انداز اس حبشی کے پہلو میں متمکن ہے۔" عبد الرحمن نے یہ جملہ سنکر حکم دیا کہ یہ پہاڑ اسی وقت بیخ و بن سے کھود ڈالا جائے۔

یہ سنکر امرائے دربار نے خلیفہ سے کہا کہ انسان کی کیا مجال کہ کوہ کو جنبش دے سکے اسکا اس مقام سے علیحدہ کرنا اسی خالق حقیقی کے دست قدرت میں ہے جس نے اس کو اور ہم کو پیدا کیا اس تقریر سے عبد الرحمن بھی اپنے دل میں قائل ہوا اور یہ حکم دیا کہ اس کوہ کو فوراً صاف کر کے نہ سے چوٹی تک درختہائے میوہ دار مثل بادام اور انجیر وغیرہ کے نصب کئے جائیں۔ چنانچہ

ایسا ہی ہوا اور اس حبشی نے سبز پوشاک زیب بدن کی درختہائے میوہ دار نے اپنی خوشبو سے دشت کو معطر کر دیا۔ طول اس قصر کا تقریباً چار میل اور عرض قریب تین میل کے تھا سنہ ۳۲۵ھ میں اسکی تعمیر شروع ہوئی تھی اور پچیس سال میں ختم ہوئی۔ دس ہزار معمار اور مزدور اور قریب قریب چار ہزار اونٹ اور خچروں سے روزانہ اس کے بنانے میں کام لیا جاتا تھا۔ قصر چار ہزار تین سو سولہ برجوں اور ستونوں پر جو اقسام کے پتھروں مثل سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوئے تھے، قائم تھا۔ ان ستونوں میں سے بعض ستون بادشاہان یورپ مثل فرانس اور قسطنطنیہ وغیرہ نے تحفتہً عبدالرحمٰن کو بھیجے تھے باقی خاص اندلس سے فراہم ہوئے تھے کچھ سنگ مرمر معمار عبداللہ اور حسن ابن محمد اور علی ابن جعفر کی نگرانی اور ذریعہ سے افریقہ سے بھی منگایا گیا تھا۔ ان ستونوں کو اندلس پہنچانے کی اجرت دس دینار سرخ فی ستون مقرر کی گئی تھی۔ قصر میں دو فوارے نصب کئے گئے تھے ایک جو سب سے بڑا تھا بجرس کا تھا اور اس پر اس قدر ملمع کیا گیا کہ خالص سونے کا معلوم ہوتا تھا اور اس پر نہایت خوشنما انسانی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ احمد الیونانی اور ربیع پادری اس فوارے کو قسطنطنیہ سے لائے تھے چھوٹا فوارہ سنگ سبز کا شام سے منگوایا گیا تھا۔ یہ اس قدر خوبصورت تھا کہ خلیفہ نے اس کو قصر المونس میں نصب کرنیکا حکم دیا تھا۔ بارہ پرند اور چرند جانوروں کی صورتیں مختلف جواہرات اور سونے سے بنی ہوئی اس میں لگائی گئی تھیں اور ہر جانور کے منہ اور چونچ میں سے پانی کا فوارہ جاری ہوتا تھا اس فوارے میں کاریگر نے وہ دستکاری ظاہر کی تھی کہ جن اہل یورپ سیاحوں نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بیان کرتے ہیں کہ دیکھنا اور سننا تو ایک طرف خواب و خیال کو بھی مجال دخل نہ تھی۔

قصر کا ایک اور حصہ قصر الخلفاء بھی قابل دید تھا اس کی چھت طلائی بے غش اور سنگ مرمر سے جو ایسا صاف و شفاف تھا کہ دوسری طرف کی چیز مثل آئینہ کے نظر آتی تھی

بنی ہوئی اور باہر کی جانب سونے اور چاندی کے سفالوں سے سجی ہوئی تھی۔ اسکے وسط میں ایک خوبصورت مرصع فوارہ نصب تھا جسکے سر پر وہ مشہور موتی جڑا تھا جس کو شہنشاہ یونان نے بطور تحفہ کے عبدالرحمٰن الناصر کو بھیجا تھا۔

سوائے اس فوارے کے قصر کے درمیان میں ایک فوارہ نما طشت پارہ سے لبریز رکھا تھا اور اسکے دونوں جانب آٹھ دروازے فیل دندان۔ آبنوس کے منڈھے ہوئے تھے جو جواہرات سے مرصع تھے جس وقت ان دروازوں میں سے آفتاب کی شعاعیں آتیں اور پارے کے حوض میں جنبش پیدا ہوتی تھی تو سارا کمرہ بجلی جیسی چمک سے بھر جاتا تھا اور اہل دربار اپنی چکاچوند لگی ہوئی آنکھوں کو چھپا لیتے تھے۔

اس قصر میں تیرہ ہزار سات سو پچاس خدام تھے اور ملکہ زہرا کی پیش خدمتیں چھ ہزار تین سو چودہ تھیں۔ غلام و خواجہ سرا تین ہزار تین سو پچاس تھے۔ الزہرا کے تالاب (بحیرۃ الزہرا) کی مچھلیوں کو روزانہ بارہ ہزار روٹیاں ڈالی جاتی تھیں۔ غرضکہ یہ قصر کیا تھا ایک طلسمی کارخانہ تھا قصر الزہرا کے علاوہ قصر المعشوق و قصر السرور قصر التاج قصر الدمشق یہ ایسے محلات تھے جن کا ثانی روئے زمین پر نہ تھا۔

مقری لکھتا ہے :۔

"ومن قصورھا المشہورۃ وبساتینھا المعروفۃ الکامل والمجدد والحائر والروضۃ والزاھر والمعشوق والمبارک والرستق وقصر السرور والتاج والبدیع"

قصر دمشق بنی امیہ کے پرانے وطن کی یاد تازہ رکھتا تھا اس قصر کی چھتیں سنگ مرمر کے ستون پر قائم تھیں اور اس کے فرش پچیکاری کا کام تھا اور یہ اس قدر حسین تھا کہ ایک شاعر اس کی تعریف میں کہتا ہے ۔

کل قصر بعد الدمشق یذم	فیہ طاب الجنی ولذ المشم

نفح الطیب جلد اول ص ۲۱۶

منظر رائق وماء نمیر | وثری عاطر وقصر الشیم
بتّ فیہ واللیل والفجر عندی | عنبر اشہب ومسک رقیم

(ترجمہ)

ہر قصر بجز دمشق زشست است | از میوہ و بوئے خوش بہشت است
منظر عجیبے و آب صافی | خاکش خوشبو و قصر عالی!
از صبح و شبش بہ نزد دانا! | با عنبر و مشک ہست مانا

سفرائے مغرب

سرزمین اندلس سے ملحق خود مختار بادشاہوں نے سلطان عبدالرحمن کی خوشنودی مزاج اور رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے سفیر قرطبہ بھیجے۔ چنانچہ ۳۳۶ھ م ۹۴۷ء میں قسطنطین شہنشاہ قسطنطنیہ نے بیش بہا تحائف بذریعہ سفیر بھیجے خلیفہ نے سفیر کا نہایت اعزاز و احترام کیا۔ شہر کثرت آئینہ بندی اور آرائش سے مثل دلہن معلوم ہوتا تھا۔ نئے ساز و سامان و اسلحہ سے آراستہ قصر اور دربار کی آراستگی کی تعریف نہیں ہو سکتی تھی تخت پر خلیفہ رونق افروز گرد و پیش شہزادے اور والیان ملک اور ارکان سلطنت دست بستہ حاضر جس وقت سفیر اور اس کے ساتھی سامنے پیش ہوئے تو رعب و داب شاہی اور دربار کی شان و شوکت دیکھ کر دنگ ہو گئے اور سر جھکائے تخت کے قریب کر اپنے بادشاہ کا نامہ پیش کیا۔

عبدالرحمن نے علماء حاضر دربار کو حکم دیا کہ وہ اسلام کی شان و شوکت اور بزرگی اور خلفائے اندلس کی فتوحات بیان کریں۔ لیکن حاضرین دربار کے دلوں پر کچھ ایسا رعب چھایا ہوا تھا کہ ان مشہور علماء میں یکے بعد دیگرے ہر شخص نے تقریر شروع کی لیکن دو چار لفظوں سے زیادہ نہ کہہ سکے۔

خلیفہ نے ولیعہد الحکم کے اتالیق ابو علی القالی کی طرف اشارہ کیا یہ حال ہی میں عراق سے اندلس آیا تھا اور علم و فضل میں بے نظیر سمجھا جاتا تھا مگر اس کو بھی یارائے گویائی نہ ہوا۔

یہ حالت دیکھ کر منذر ابن سعید اپنے مقام پر کھڑا ہوا۔ گو مثل علمائے دیگر کے اس کا علم و فضل اس قدر مشہور نہ تھا لیکن اس نے اس خوش اسلوبی اور نہایت شستہ تقریر میں خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور ایک ایسا پر جوش برجستہ قصیدہ پڑھا کہ اہل دربار کی زبانوں پر تعریف جاری ہو گئی خلیفہ اس قدر خوش ہوا کہ اسی کو اسی وقت قاضی القضاۃ کے عہدے پر سرفراز کیا۔

اس دربار کے بعد عبدالرحمٰن نے کئی روز تک سفیروں کی مہمانداری کی اور ہشام بن ہذیل کو اپنی جانب سے بصیغہ سفارت یونانی سفیر کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ دونوں سلطنتوں میں دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک معاہدہ لکھوائے۔ ہشام دو سال کے بعد کامیاب واپس آیا اس کے بعد ذو تو بادشاہ سلاونیہ اور شاہان المانیؔ اور فرانس نے یکے بعد دیگرے اپنے سفیر عبدالرحمٰن کے پاس بھیجے خلیفہ ان سب سے نہایت اخلاق و مروت کے ساتھ پیش آیا اور مناسب جوابات اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ان سب کو رخصت کیا۔

لین پول لکھتا ہے :۔

"عبدالرحمٰن کی سلطنت کا نصف دور بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ اس نے سارے ممالک اسلامیہ میں اس سرے سے اس سرے تک امن و امان و نیک عملی قائم کر دی فرقوں کی حکومتیں دور کیں اور اپنی رعایا کی ساری جماعتوں پر سلطان کا ہی اقتدار تھا اور ان کے قلوب پر سکہ بیٹھ گیا تھا۔ دوسرے نصف میں اس نے بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی سلطنت کی عزت قائم کی اور اندلس کو صاحب عظمت اور مرفہ الحال بنا دیا قرطبہ کبھی ایسا مالامال اور خوشحال نہیں ہوا تھا جیسا کہ عہد عبدالرحمٰن ثالث ہوا۔

غرضکہ قرطبہ عہد سلطان عبدالرحمٰن میں معراج کمال پر پہنچ گیا تھا جہاں متعدد قصور رفیعہ مساجد۔ عدالتیں۔ شفاخانہ۔ دارالخیرات۔ پل فصیل۔ نہر۔ رصدگاہ خانقاہ۔ رباط قلعے وغیرہ تعمیر تھے

ل‌ہ مورس ان اسپین صفحہ ۹۹

علمی ترقی

شہر قرطبہ میں مدارس ثانیہ کی تعداد آٹھ سو کی تھی سب سے بڑی جامعہ (یونیورسٹی) جامع مسجد اعظم تھی۔ یہی وہ جامعہ ہے جہاں سے حکیم ابن رشد۔ ابن سعد۔ ادریس۔ ابن بشکوال۔ ابن زاہر۔ ابن طفیل۔ اسقوطبیہ ابن حزم ابن زیدون۔ المنصور ابو القاسم اولین موجد طیارہ اور ابن عمار جیسے باکمال و یگانہ روزگار افراد نکلے۔

اس جامعہ میں فلسفہ منطق، ریاضی، طبیعات، طب، قانون، فلکیات الہیات حدیث و فقہ کی تعلیم ہوتی تھی۔ صرف مسلم طلبا ہی نہیں بلکہ فرانس اطالیہ جرمنی اور انگلستان کے طالب علم علمائے عرب سے علوم تحصیل کرتے تھے نصرانیت کے سب سے بڑے پیشوا سلوستر پاپائے روم نے بھی اس جامعہ میں تعلیم پائی۔

قرطبہ میں جامعہ کے سوا خلفائے اندلس کا دربار خود ایک جداگانہ کالج تھا جہاں ہر وقت علماء مبصرین کے مناظرے ومباحثے ہوا کرتے تھے۔

دربار خلافت کے علاوہ ہر والی کا دیوان خانہ علماء و فقہا اطباء و مہندسین شعرا و محققین کے گھر اور درسگاہ بنی ہوئی تھی۔

شہر کے ایک حلقہ میں ۷۰ تعلیم یافتہ زاہدہ عابدہ خوشنویس خواتین ایسی رہتی تھیں جو خطِ کوفی میں کلام مجید لکھا کرتی تھیں۔

لین پول مورس ان اسپین میں لکھتا ہے کہ :۔

"سائنس (علوم) کی ہر شاخ کی قرطبہ میں تعلیم ہوتی تھی اور علم طب میں جتنی ترقی جالینوس کے زمانہ سے اس وقت تک کل صدیوں میں ہوئی تھی اس سے کہیں زیادہ اور عمدہ اضافہ یہاں کے حکماء و اطبا

کی تحقیقاتوں اور تجربوں سے ہوا۔ ابوالقاسم جس کو اہل مغرب البوکیسس کہتے ہیں ایک نامور سرجن تھا ابن زہیر (اون زور) بھی موجد علم جراحی تھا۔ ابن بیطار علم نباتات کا ماہر وہ بھی یہیں کا تھا۔[۵]

نفح الطیب میں ہے :۔

" فنون میں اندلس بہت فائق تھا۔ قرطبہ میں ایک لاکھ بتیس ہزار حریر باف تھے۔ علوم وفنون تہذیب میں مسلمانوں کا شہر قرطبہ فی الحقیقت ساری دنیا کا سب سے زیادہ چمکیلا و پر رونق تھا۔"

وادی الکبیر پر پل تعمیر کیا گیا تھا۔ سترہ محرابیں اس پل کی تھیں۔ سارا قرطبہ عالی شان عمارتوں سے معمور تھا۔ پچاس ہزار سے زیادہ امراو عہدے داروں کے ایک لاکھ سے زیادہ عوام کے مکان تھے۔ سات سو مسجدیں اور نو سو حمام تھے ۸۰۴۵۵ دوکانات تھیں۔

شاہراہ	پتھر کی سڑکیں دونوں جانب راہرو کے لئے پٹریاں تھیں۔
روشنی	بقول علامہ ابوالولید اسمٰعیل شقندی رات کو دس میل تک قرطبہ کے چراغوں کی روشنی میں مسافر جا سکتا تھا۔
آبادی	قرطبہ کی آبادی گیارہ لاکھ اور اندلس کی چھ کروڑ تھی۔
صفائی	قرطبہ میں بدرو نالیاں بکثرت تھیں۔

[۵] مورس ان اسپین ص ۱۰۳

نصبۃ المریہ میں ابریشمین کپڑوں و قالینوں کے بڑے بڑے کارخانہ تھے مجورقہ میں کاسہ گری کے کارخانے تھے شیشے کے ظروف وہاں بنتے تھے پیتل اور لوہے کے ظروف المریہ میں بنتے تھے.....

آب رسانی جبل قرطبہ سے تین میل کے فاصلے سے تمام شہر میں حبستا کے نلوں کے ذریعہ سے پانی لایا گیا تھا۔ امراء کے محلات میں سنگ مرمر کے سناپے تھے ٹوٹیاں سنہری اور روپہلی لگی تھیں۔ فوارے جا بجا نصب تھے۔

فصیل قرطبہ عبدالرحمٰن الداخل نے تعمیر کرائی تھی دور فصیل کا چودہ میل کا تھا۔

دروازے نو دروازے فصیل میں تھے باب المقنطرہ باب جزیرۃ الخضرا باب سرقسط۔ باب ابن عبدالجبار۔ باب رومیہ باب طلبیرہ باب عامر القرشی باب بطلیوس باب العطار۔

حلقہ شہر پانچ حلقوں میں منقسم تھا۔ ربض شنقندہ۔ ربض الیہود ربض مسجد ام مسلمہ۔

ربض محلہ ربض رصافہ۔ ربض البیع۔ ربض الرقافین۔ ربض مسجد الثقار۔ ربض المرد غنة ربض مسجد مسرور مشہور محلے تھے۔

قرطبہ سے باہر بارہ دری سید یحییٰ ابن ابو یعقوب قصر المصحفی۔ قصر السرادق باغ سدہ تعمیر تھے۔

قاضی منذر مدینۃ الزہرا کی دلچسپی نے عبدالرحمٰن کو ایسا الجھائے رکھا کہ جمعہ کی نماز وہیں کی مسجد میں ادا کی۔ ایک جمعہ کو جامع مسجد نماز پڑھنے کے لئے چلا۔ جامع اعظم میں قاضی المنذر[1] نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ جب عبدالرحمٰن قاضی کے

---

[1] القاضی منذر البلوطی رحمہ اللہ القاضی قضاۃ الاندلس کان اماماً فصیحا خطیبا شاعرا ادیبا کثیر الفضل جامعاً لصنوف من الخیر والتقوی والزہد ولہ مصنفات۔ البدایۃ والنہایۃ للحافظ عماد الدین ابی الفداء دمشقی الجزء الثامن ص ۲۸۹

سامنے آئے تو خطبہ میں ایسی سخت تہدید و تنبیہ کی کہ امیر المومنین کا چہرہ شرم وندامت سے سرخ ہو گیا اس کے بعد سے پھر نماز جمعہ سلطان نے کبھی ترک نہ کی۔

نماز استسقا مدینۃ الزہرا کے میدان میں نماز استسقا کے لئے خلیفہ عبدالرحمٰن گئے اہل قرطبہ بھی لاکھوں پہنچے۔ امساک باراں سے ملک بے حال تھا۔ قاضی المنذر ایک ملبند مقام پر مجمع کو دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں کسی نے کہا۔ جلالت مآب تشریف لا رہے ہیں۔ قاضی نے بے رخی سے کہا یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے وہ مدینۃ الزہرا میں آرام کریں کسی ندیم نے یہ فقرہ الناصر سے جا لگایا وہ سن کر بے اختیار رونے لگا۔ عمامہ اتار کر زمین پر ڈال دیا۔ برہنہ سر برہنہ پا باحال تباہ بارگاہ غفور الرحیم میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ الٰہی میرے گناہوں کی پاداش میں میری رعایا کو کیوں ستاتا ہے مجھ کو سزا ملے لیکن میری رعایا کی تکالیف دور کر دے الناصر کا حال روتے روتے بے حال ہو گیا ڈاڑھی جو آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی اب سرخ بجری سے لت پت ہو گئی۔ المنذر نے اس کی الحاح وزاری سن کر کہا کہ مسلمانوں ذرا اور خضوع وخشوع سے دعا مانگو باب رحمت کھلنے والا ہے کیونکہ جب جبار دنیا سے عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے تو جبار آسمان کو رحم آتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ لوگ ابھی میدان میں جمع تھے کہ نزول باران رحمت ہوا اور لوگ بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے"۔

ملکہ مرجانہ

ملکہ مرجانہ والدہ ولی عہد الحکم مستنصر باللہ بڑی فاضلہ عورت تھی اور بڑی شاعر
ایک روز عبدالرحمن الناصر نے فصد لینے کے لئے طبیب کو طلب کیا طبیب چاہتا
تھا کہ نشتر لگائے دفعتاً ایک مینا اڑتی ہوئی مکان کے اندر آئی اور سونے کے گلدستہ
پر جو قریب رکھا تھا بیٹھ گئی اور یہ شعر پڑھا۔

أَيُّهَا الفَاصِدُ رِفْقًا بِأَمِيْرِ المُؤْمِنِيْنَا
إِنَّمَا تُفْصِدُ عِرْقًا فِيْهِ مُحْيِي العَالَمِيْنَا

(ترجمہ) اے فصد کھولنے والے نرمی سے امیر المومنین کی فصد کھولنا
اس لئے کہ جس رگ پر تو نشتر لگانا چاہتا ہے یہ رگ اس کی ہے جو
زندہ کرنے والا عالموں کا ہے۔"

سلطان پھڑک گیا۔ پوچھا یہ کس کی مینا ہے کوئی جواب دے کہ مینا نے کہا میں
ملکہ مرجانہ کی مینا ہوں۔ الناصر بہت خوش ہوا اور بطور تحفہ اپنی بی بی مرجانہ کو تیس ہزار
دینار سرخ دئے[1]

---

[1] خلافت اندلس ص ۱۲۷

خلیفہ الحکم ثانی المستنصر باللہ

سلطان عبدالرحمن الناصر نے الحکم کی تعلیم و تربیت علامہ عثمان ساکن بلنسیہ سے دلائی۔ علامہ عثمان ساکن بلنسیہ درباری علماء سے تھا یہ مصحفی کا باپ تھا۔ دیگر علماء دربار کی صحبت میں عالم شہزادگی میں عموماً الحکم وقت گذارا کرتے تھے ان کو زیادہ شوق کتب بینی کا تھا۔ لڑائی جھگڑے سے ان کو نفرت تھی ذہین طبع خوش مذاق متواضع علماء کا احترام کرنے والا اور طبیعت میں انصاف اور رواداری کوٹ کوٹ کر قدرت نے اس کے طبائع میں بھر دی تھی۔ غیر متعصب بادشاہ تھا جو مسلمانوں کے ساتھ کرتا وہی نصاریٰ و یہود کے ساتھ حسن سلوک روا رکھتا۔

تخت نشینی | ۳۵۰ھ ۹۶۱ء میں باپ کی جگہ تخت نشین ہوا اس نے عقلی علوم و فنون کی طرف غیر معمولی توجہ کی۔ مصر و بغداد سے ان علوم کی کتابیں منگوا منگوا کر اس کثرت سے جمع کیں کہ خلفائے عباسیہ کا دور حکومت اپنے علمی ساز و سامان کے ساتھ لوگوں کی نگاہ کے سامنے آگیا۔ علامہ ابن صاعد اندلسی لکھتا ہے :۔

"اس نے بغداد مصر اور ان کے علاوہ دیار مشرق سے علوم قدیم و جدید کی نہایت عمدہ کتابیں منگوائیں اور ان کو اپنے باپ کی بقیہ زندگی کے زمانہ میں پھر اس کے بعد اپنے دور حکومت میں اس طرح جمع کیا جو خلفائے عباسیہ کے اس علمی سرمایہ کی ہمسری کرنے لگا جو انہوں نے ایک طویل زمانہ میں جمع کیا تھا اور اس کی یہ سرگرمی صرف اس

رائے تھی کہ اس کو علم سے محبت تھی کسب کمالات میں نہایت بلند ہمت تھا اور ان سلاطین کے مشابہ بننا چاہتا تھا جو بادشاہ ہونے کے ساتھ حکیم بھی تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اس کے زمانہ میں متقدمین کی کتابوں کے پڑھنے کی طرف نہایت شدت سے توجہ کی اور ان کے مذاہب کی تعلیم حاصل کی[۱]۔"

ڈوزی لکھتا ہے :۔

"گو خلیفہ الحکم کے بزرگ بھی عالم و علم دوست اور کتابیں جمع کرنے کے شائق تھے لیکن الحکم کے برابر عالم و فاضل بادشاہ اسپین میں نہیں گذرا نہ علوم و معارف میں کسی کو اتنی قدرت ہوئی اور نہ کسی نے اتنی کتابیں جمع کیں۔ خلیفہ کے گماشتے قاہرہ۔ بغداد۔ دمشق اور اسکندریہ میں موجود رہتے یہ لوگ کتابیں نقل کرتے یا ان کو مول لیتے تھے قطع نظر اس کے کہ کتاب پرانی ہے یا نئی جس قیمت پر ملتی خرید لی جاتی۔ ان نادر خزانوں سے الحکم کا قصر معمور تھا ہر طرف کاتب خطاط اور جلد ساز بیٹھے کام کرتے تھے۔

المستنصر باللہ کے کتب خانہ کی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اور ہر جلد میں پچاس ورق تھے۔ ان جلدوں میں صرف کتابوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ بعض مصنفوں نے لکھا ہے کہ کتابوں کی تعداد چار لاکھ بقول بعض کے چھ لاکھ تھی اور تمام کتابوں کو الحکم نے خود پڑھا تھا ان میں سے اکثر پر حواشی الحکم نے نہایت محنت سے لکھے تھے[۲]۔

[۱] طبقات الامم ابن صاعد اندلسی [۲] عبرت نامہ اندلس ص ۸۸

ادبیات عرب یعنی فن رجال اخبار و انساب میں خلیفہ الحکم اپنا مثل نہ رکھتا تھا
ایران اور شام میں جو کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ مشرق میں ابھی کوئی ان کو پڑھنے
بھی نہ پاتا تھا کہ خلیفہ کو ان کی خبر لگ جاتی تھی۔ چنانچہ مورخ ابوالفرج اصفہانی عراق
میں کتاب الاغانی جس میں عرب کے شعرا اور مغنیوں کے حالات لکھ رہا تھا اس کو الحکم نے
ایک ہزار دینار سرخ اس درخواست کے ساتھ بھیجے کہ کتاب ختم ہوتے ہی اس کی نقل
فوراً قرطبہ روانہ کی جائے۔

علما کے حق میں خواہ اسپین کے ہوں یا باہر کے مستنصر باللہ نہایت سخی تھا اور یہی
وجہ تھی کہ اس کے دربار میں اہل علم کا مجمع رہتا تھا خلافت پناہی نہ صرف علماء کو بلکہ فلسفیوں
کو بھی اپنی پناہ میں لے لیتے تھے تاکہ وہ متعصب لوگوں سے بے خوف ہو کر تحصیل علوم
میں مصروف رہیں۔"

ایسے معارف پرست اور علم دوست بادشاہ کے سایۂ عاطفت میں تمام علوم فنون
کو ترقی رہی ابتدائی مدارس اچھے تھے اور بہت تھے۔ اسپین اسلامیہ میں ہر متنفس لکھنا
پڑھنا جانتا تھا لیکن مسیحی یورپ میں سوائے بڑے درجہ کے لوگوں یا پادریوں کے
سب ناخواندہ ہوتے تھے۔ نحو اور معنی کی تعلیم بھی مدارس میں عام تھی۔ غریبوں کے خیال
سے ستائیس مدرسے ایسے کھول دئے کہ غریبوں کے بچے مفت تعلیم پائیں۔ معلموں کی
تنخواہ بادشاہ کے صرف خاص سے ملتی تھی۔ جامع مسجد قرطبہ میں جہاں درس و تدریس
کا سلسلہ جاری تھا ابوبکر بن معاویہ قرشی حدیث کا سبق دیتے تھے۔

ابو علی القالی بغدادی نے ایک بہت بڑی مستند کتاب زبانی لکھوا ڈالی نحو کی
تعلیم ابن القوطیہ دیتے تھے۔

اس دارالعلوم میں طلبا کی تعداد جوان علمار کے درس میں حاضر ہوتے تھے نامحدود تھی۔ اکثر طلبا فقہ پڑھتے تھے۔ کیونکہ اس علم کو پڑھ کر ان کو سلطنت میں عہدے ملتے تھے[1]

جنگیں

خلیفہ مستنصر کی طبیعت کو جنگ سے لگاؤ نہیں تھا۔ گو تھا بڑا بہادر۔ فن سپہ گری کا ماہر۔ سرحدی بادشاہوں غرسیہ۔ فرڈ یننڈ وغیرہ نے سر اٹھایا تو ۹۶۲ء میں الحکم نے والیان صوبجات کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

اسی اثنا میں اردون چہارم لیون کے مسیحی امراء کو جو اس کے غم گسار تھے ساتھ لے کر مدینہ سالم آیا اور غالب" مولائے الحکم سے جو مدینہ سالم کا حاکم تھا التجا کی کہ خلیفہ کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں اس نے سلطان کو لکھا وہاں سے حکم آیا اس کو یہیں بھیجدو چنانچہ غالب نصرانی بادشاہ کو لے کر اپریل ۹۶۲ء ۳۵۱ھ میں قرطبہ آیا۔ راہ میں دربار خلافت کے افسران سوار مہمان کی پیشوائی کے لئے موجود تھے اردون نے افسران سوار کی بڑی خوشامد کی کہ وہ بھی سفارش کریں قرطبہ کے داخلہ کے وقت روضۂ ناصر پر گیا اور سر سے ٹوپی اتار لی پھر قصر ناطور میں ٹھیرا دو دن پر تکلف و آراستہ قصر میں قیام کرنے کے بعد اطلاع ملی کہ خلافت مآب قصر زہرہ میں اس کو شرف حضوری بخشیں گے۔

اردون نے دیبائے سپید کا لباس پہنا اور ایک رومی ٹوپی سر پر رکھی جس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر اندلس اسلامیہ کے چند مسیحی امراء مثلاً قرطبہ کے عیسائیوں کا قاضی ولید بن خیزران اور طلیطلہ کا مطران عبیداللہ بن قاسم اس غرض سے اردون کے پاس آئے کہ دربار مستنصر میں حاضری سے پہلے وہاں کے قواعد اور آداب سے جن کی پابندی لازمی ہے اردون کو آگاہ کر دیں۔

---

[1] مقری جلد اول ص ۱۳۶

قصر ناظورہ سے قصر زہرا تک تمام راستے میں فوجوں کی صفیں دو طرفہ کھڑی تھیں جس کا اثر ان لوگوں پر یہ پڑا کہ خوف زدہ ہو کر نظر نیچی کر کے نشان صلیب ہاتھ کے اشارہ سے بنانے لگے۔

قصر زہرا کے پہلے دروازے پر جب پہنچے تو سوائے اردون اور اس کے لیونی سرداروں کے سب لوگ گھوڑوں پر سے اتر پڑے باب السدہ پر لیونی سردار بھی پیدل ہو گئے صرف اردون اور ابن طملس جس کی خدمت خلیفہ کے سامنے اردون کو پیش کرنے کی تھی گھوڑوں پر سوار رہے۔ صحن میں اس نشست کے پاس آ گئے جو ان کے لئے مقرر تھی یہی وہ مقام ہے جہاں شانجہ کو طلب امداد کے لئے خلیفہ کے سامنے حاضر ہونے کا انتظار کرنا پڑا تھا۔

کسی قدر توقف کے بعد لیونی مہمانوں کو دربار خلافت میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ایوان کے دروازے سے اردون نے ادب سے ٹوپی اور پھر ردا اتار دی اس کے بعد اسے تخت کے قریب آنے کا اذن ہوا۔

خلیفہ اس وقت مجلس شرقی میں سریر آرائے سلطنت تھے ان کے بھائی بھتیجے وزراء اور امراء اپنے اپنے مرتبہ پر چپ و راست بیٹھے تھے۔ انھیں میں قاضی القضاۃ منذر بن سعید اور دیگر حکام اعلیٰ قدر اور فقہا بھی تھے۔

اردون تخت خلافت کی طرف آہستہ آہستہ گھٹنے زمین پر ٹیک کر تعظیم دیتا ہوا تخت کے نزدیک پہنچا خلافت پناہی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے بوسہ دیا اور پیچھے قدموں ہٹا اور دیبا کی مطلا و مذہب مسند پر بیٹھ گیا یہی طریقہ ہمراہیوں کا تھا اردون کا ترجمان، قاضی ولید بن خیزران پہلے سے دربار میں حاضر تھا خلیفہ نے

بجندہ پیشانی اردون سے خطاب کیا کہ تمہارا ہمارے حضور آنا باعث کامیابی ہوا ہمارے جود وسخا سے تمہاری امیدیں بر آئیں گی تم دیکھو گے کہ ہم تمہارے اچھے مشیر ہیں اور جتنا تم مانگو گے اس سے زیادہ پاؤ گے"۔

اردون سن کر بے حد خوش ہوا اور اٹھ کر تخت کی سیڑھیوں کے غالیچہ کو چوکر کہنے لگا۔

"میں امیر المومنین کا غلام ہوں اپنا آقا اور مالک سمجھتا ہوں۔ حضور کے مراحم خسروانہ پر بھروسہ ہے"۔

اس کے بعد اس کا ملک بخش دینے کا حکم خلیفہ نے دیدیا اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا

یہاں کے واقعات اس کے ابن عم شانجہ کو پہنچے وہ پریشان ہوگیا اور دربار میں اپنے نمائندے بھیجکر عرض داشت پیش کی کہ جو حکم خلافت پناہی سے ملا ہے اس کو بسر وچشم منظور ہے۔

اسی طرح جلیقیہ کے رئیس اکبر کونٹ روڈریگو ولاسیکز نے اپنی ماں کو خلیفہ مستنصر کے دربار میں بھیجا۔

نفح الطیب میں ہے:۔

الحکم نے اس ملکہ کے استقبال کے لئے اپنے اہل دولت کو بھیجا اور اس سے ملاقات کے لئے ایک دن دربار کیا۔

یہ دن بھی یادگار تھا کونٹ روڈریگو (ارزیق) کی ماں کو کامیابی ہوئی اور اس کے بیٹے سے عہد نامہ صلح ہوگیا۔ ملکہ کو بہت سامال عطا ہوا اور وہ اس قدر تھا کہ اس نے اپنے ہمراہیوں میں اسے تقسیم کیا خود اس کو بھی بہت سے تحائف دئے گئے اور سواری

کے لئے ایک بہت قیمتی خچر زرین زین ولگام کا جس پہ دیبا کا زین پوش پڑا تھا دیا گیا"۔

سرحد کے جن عیسائی حکمرانوں نے سر اٹھایا اس کا سر کچل دیا گیا اردون مرگیا تو شانجہ نے فرولند۔ تومس نشتالیہ اور بادشاہ بزہ اور لوابان قیطلونیہ بوریل اور میردن کو گانٹھ لیا اور نقض عہد کیا۔ الحکم نے توجہ کر کے ان کی سرکوبی کر دی۔ غالب سپہ سالار نے فرولند کو شکست دی۔ اس کے بعد عرسیہ کو بھی کچلا اور شہر قلہرہ کو فتح کر لیا غرض کہ شانجہ بادشاہ لیون سنہ ۹۶۶ء ۳۵۶ھ میں خلیفہ مستنصر باللہ سے امان کا خواستگار ہوا۔ قیطلونیہ وغیرہ بھی خلیفہ کے قدموں پہ آگرے ان کے سرحدی قلعے مسمار کر دیئے گئے۔

اب امن وامان اندلس میں تھا علمی چہل پہل تھی۔ پندرہ سال حکمرانی کر کے اکتوبر سنہ ۹۷۶ء ۳۶۶ھ میں الحکم نے انتقال کیا۔

مذہب الحکم نہایت پابند مذہب اور متشرع تھا نماز جمعہ ہمیشہ مسجد قرطبہ میں اپنی رعایا کے ساتھ پڑھتا تھا۔

علماء اور حکام کو تاکید تھی کہ قلمرو میں کسی فرد سے کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے پائے شراب فروشوں اور مینوشوں کو سخت سزا دیتا کہ وہ ہار روپیہ مدارس اور مساجد پر خرچ کرتا تھا۔

آثار حمام سرائیں اور آب دار خانے اور تجارت گاہیں تمام ممالک محروسہ میں بخرچ سرکاری قائم ہوئیں۔

اخلاق الحکم بڑے اونچے اخلاق کا انسان تھا رحم دل بے حد تھا۔ اکثر عدول حکمی سے چشم پوشی کرتا۔ علماء کا بڑا احترام کرتا ایک روز کا واقعہ ہے کہ ابو ابراہیم فقیہہ مسجد ابو عثمان میں وعظ کہہ رہے تھے ہزار ہا علما وطلبا فقیہہ کے وعظ میں تھے کہ

سلطانی خواجہ سرا مسجد میں آیا اور فقیہہ سے کہا خلافت پناہ یاد فرماتے ہیں اور منتظر ہیں فقیہہ نے کہا کہ میں امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کرتا لیکن تم دیکھ رہے ہو میں خانۂ خدا میں اپنے معبود برحق کے کام میں مشغول ہوں۔ یہاں سے فارغ ہو کر مل سکتا ہوں یہ کہہ کے فقیہہ وعظ کہتے رہے۔

خواجہ سرا ڈرتے ڈرتے خلیفہ کے پاس حاضر ہوا اور جواب پہنچایا اور پھر مسجد میں آکر ابراہیم سے کہا۔ امیر المومنین نے بعد سلام کے کہا ہے کہ میں یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ تم خدا کے کام میں بدل مصروف ہو۔ بعد ختم وعظ فقیہہ کو دربار میں آنے کے لئے خواجہ سرا نے کہا۔ فقیہہ بولا خلیفہ سے کہنا میں کمزور بہت ہوں باب الصنع جو مسجد سے قریب ہے کھلوا دیجئے تو آؤں" وہ دروازہ کھلا تو ابو ابراہیم گئے خلیفہ بجید اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔

الحکم کا دربار علمی

الحکم علم وکمال کا والہ وشیدا اور علم وفن کا فریفتہ تھا۔ اہل کمال دور دور سے اسکی بیدار مغزی اور قدردانی کی خبریں سن کر اندلس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے قلیل عرصہ میں اس کا دربار مشہور علمائے وقت اور کملائے عصر سے معمور ہوگیا ابو علی القالی بغدادی صاحب الامالی کی یہ قدر تھی کہ الحکم اپنے پاس سے ایک دم جدا نہ کرتا تھا۔

ابو بکر الازرق اپنے عہد کا نامور عالم تھا ۳۴۲ھ ۹۵۳ء میں قاہرہ آیا۔ وہاں سے ۳۴۹ھ ۹۶۰ء میں قرطبہ پہنچا الحکم کے دربار کا رکن بنا ۵۶ سال کی عمر میں ۳۸۵ھ ۹۹۵ء میں انتقال کیا۔

نصر البغدادی اپنے زمانہ کا نامور خوشنویس تھا وطن سے قرطبہ آرہا الحکم کے دربار کا خوشنویس ہوگیا العباس ابن عمر الصقلی۔ یوسف البلوطی مقابلی خوشنویس تھے یہ بھی دربار الحکم سے وابستہ تھے۔

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن ابن علی القرشی قاہرہ سے اندلس آیا الحکم کے دربار سے متعلق ہوگیا۔

فاصح بن اصبغ۔ احمد ابن ہاشم محمد بن عبدالسلام۔ زکریا ابن حظاب ثابت ابن قاسم بھی دربار سے وابستہ تھے ان کے اہتمام میں کتب خانہ الحکم تھا۔ الحکم کا سرکاری طبیب ابو عبداللہ محمد ابن عبدون العذری تھا۔

فقیہہ | ابو عبداللہ محمد ابن مفرج جنھوں نے علم وفقہ اور حدیث میں نام پایا۔

شعرا ابن مغیث اور احمد ابن عبدالملک اور ابن ہشام القوی یوسف ابن ہارون ابوالولید یونس۔ احمد ابن سعید ابن ابراہیم الہمدانی شعرائے دربار سے تھے۔

مورخین محمد بن یوسف التاریخی جو الورق کے لقب سے مشہور رہا ہے درباری مورخ تھا اس نے خلیفہ الحکم کے حکم سے ایک صحیح تاریخ ملک افریقہ کی معہ جغرافیہ کے لکھی۔

عیسیٰ بن محمد ابوالاصبغ اور ابو عمر ابن فرج اور عیش ابن سعید ابن محمد ابن ابو عثمان اندلس کے نامی مورخ تھے ان کی تصانیف الحکم کے کتب خانہ میں تھیں

سلطان ہشام ثانی المؤید باللہ

الحکم نے مرنے سے پہلے ہشام کو ولی عہد قرار دیا اس کی عمر گیارہ سال کی تھی اور اپنے معتبر حاجب ابو الحسن جعفر بن عثمان الملقب بہ مصحفی[1] کے سپرد کیا کہ تم اس کم عمر بادشاہ کے نگراں رہنا۔

ہشام کی والدہ ملکہ عورہ (صبیح) نے حکم کے زمانہ میں انتظام مملکت میں دخل دینا شروع کر دیا تھا جس وقت ہشام ثانی تخت نشین ہوا تو وہی ملکہ صاحب اقتدار بنی رہی آخر شخ ابن ابی عامر مشہور المنصور نے ملکہ کی قوت کو توڑا اور ہشام کو گوشہ نشینی پہ مجبور کر دیا۔ المنصور مصحفی کو ہٹا کر خود حاجب بن گیا۔ خلیفہ ہشام محل سرا کے ہو کے رہ گئے۔

---

[1] ابو الحسن جعفر بن عثمان الملقب بہ مصحفی علامہ عثمان علاقہ بلنسیہ کے بربری عالم تھے۔ ابو الحسن نے باپ سے اور دیگر علماء قرطبہ سے تحصیل علم کی الحکم استاد زادہ سے انس رکھتے تھے اپنا معتمد خاص بنایا پھر شہر کی فوج محافظ کی خبر رسانی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ بعد کو جزیرہ میورقہ کے حاکم ہوئے آخر میں درجہ اول کی وزارت پہ ممتاز کئے گئے۔ مگر وہ سیاست اور تدبر مملکت میں اعلیٰ قابلیت نہ رکھتا تھا وزیر ہوتے ہی تمام اعلیٰ مناصب کو اپنے کنبہ کے افراد پہ تقسیم کر دیا اور فضول خرچ زیادہ تھا یہی سبب اس کے زوال کا ہوا۔

ابن ابی عامر المنصور وزیر ہشام ثانی

المنصور کا باپ عامر عبداللہ دارالعلوم قرطبہ کا ذی علم فقیہہ و محدث تھا جس کا سلسلہ نسب عبدالملک المعافری سے ملتا ہے جو طارق کے ساتھ اندلس آیا تھا المنصور نے دارالعلوم میں علمی منازل طے کیے۔ طالب علمی کے زمانہ میں، وہ حاجب بننے کے خواب دیکھا کرتا تھا بلکہ اپنے ہم سبقوں سے ذکر کرتا تو وہ مذاق اڑاتے اور ان دوستوں سے کہتا کہ تم کو کون کون سے عہدے دوں۔ وہ ازراہ تفریح قاضی کوتوال وغیرہ عہدوں کے طلب گار ہوتے المنصور نے وعدہ کر لیا۔

المنصور فارغ التحصیل ہو چکا تو اس نے پہلے پہل دربار کے ملازموں کے خطوط نویسی کی خدمات انجام دیں تھوڑے عرصہ بعد مصحفی جو اعلیٰ حاجب تھا اس تک رسائی ہو گئی اس نے اس ہونہار طالب علم کی بڑی قدر کی اور دربار سلطان میں اس کو خطوط نویسی کی خدمت سپرد کر دی اس تعلق سے محلات سلطانی تک پہنچ ہو گئی ملکہ عورہ صبیح بھی اس کی حسن لیاقت کی قدر کرنے لگی۔ اس نے سلطانہ صبیح کو ..... ایک مکان کا نقشہ چاندی کا نذر کیا۔ ملکہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھی مگر بڑی تجربہ کار عورت تھی اس نے نظام سلطنت کی حالت بگڑتے دیکھ کر المنصور کو نوازا تاکہ اس لائق ..... نوجوان سے حکومت سنبھلی رہے۔

المنصور ایک عرصہ تک ولی عہد ہشام کا اتالیق بھی رہا تھا المنصور کی اکتیس سال کی عمر تھی کہ اس نے اپنے اخلاق سخاوت اور مصیبت زدوں کی دستگیری سے

تمام قرطبہ کی رعایا کو گرویدہ بنا لیا اور ہشام کی تخت نشینی میں معاون ہوا۔ اس نے قضاۃ کا عہدہ خود ...... سنبھالا اور مصحفی کی حکمت عملی میں شریک رہا۔

شمالی سرحدوں میں عیسائیوں نے شورش بپا کر دی۔ مصحفی حاجب سپاہی نہ تھا وہ گھبرا گیا۔ المنصور باوجودیکہ قاضی اور محتسب کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اس کے علمی مشاغل تھے مگر وہ ان عربوں کی اولاد سے تھا جو طارق کی فوج کے افسر ہو کے آئے تھے اس نے ارادہ کر لیا کہ خود امیر المجاہدین بن کر اس شورش کو دبائے گا۔ چنانچہ وہ فوج گراں لے کر لیون پر حملہ آور ہوا اور کامیاب ہو کر باجگذار بنا کر لوٹا[۵۱]...

مال غنیمت سے جو کچھ ہاتھ لگا وہ ساتھی سپاہیوں میں تقسیم کر دیا۔ قرطبہ واپس آیا تو فتحمند سپہ سالار کی حیثیت میں تھا۔ اس فوج میں سپہ سالار غالب تھا جو سرحدی فوج کی کمان لئے ہوئے تھا اس کو اس قدر نوازا کہ وہ المنصور کا غلام بن گیا۔ دوبارہ شمال کے عیسائیوں نے پھر ہاتھ پیر مارے تو غالب نے ان کی اچھی طرح سے سرکوبی کر دی۔

اب منصور کا اثر تمام قرطبہ پر تھا مصحفی کا لڑکا کوتوال شہر تھا وہ انتظام میں ہیٹا نکلا اس کو علیحدہ کر کے المنصور کوتوال شہر ہو گیا چند عرصہ میں شہر امن وامان کا مرکز بن گیا تھا اور اہل قرطبہ منصور کے انتظام شہر سے اس کے متوالے بن گئے تھے غالب اور مصحفی میں کچھ چپقلش رونما ہوئی تو اس نے غالب کی دختر سے خود شادی کر لی اور مصحفی پر بیت المال کی خیانت کا الزام لگا کر المنصور نے اس کو گرفتار کر لیا مقدمہ چلا ثبوت کافی تھا مصحفی سزایاب ہوا۔ اس نے پانچ برس حاجب رہ کر محبس میں وفات پائی۔

مصحفی کے علیحدہ ہوتے ہی جس ہم سبق سے کوتوال بنانے کا وعدہ کیا تھا

---

[۵۱] عبرت نامہ اندلس ص ۱۵۶۔

اس کو اس عہدے پر سرفراز کیا اور خود حاجب بن گیا اب عملاً سارے اسلامی اسپین کا المنصور حکمران تھا۔ اندلس کا انتظام خلیفہ کونسل کے مشورہ سے کیا کرتا تھا۔

المنصور نے ہشام کو محل نشین بنا دیا تھا۔ دیگر جس قدر امرا تھے وہ المنصور کے اطاعت گذار تھے تھوڑے عرصہ میں حکومت کے سیاہ وسپید کا خود مالک بن گیا فرمان و اعلان اس کے نام کے جاری ہوتے منبروں پر ہشام کے ساتھ المنصور کے لئے بھی دعائیں کی جاتی تھیں۔

محل کے غلاموں نے سازش کی کہ المنصور کو قتل کر دیا جائے۔ وقت پر منصور کو اطلاع مل گئی اس نے چن چن کے ان سازشیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

اس سازش میں فقہائے قرطبہ نے بھی کچھ دلچسپی کی تھی۔ المنصور چونکہ اہل علم تھا اور علماء کی جماعت کا رکن بھی تھا اس نے ان کی جلالت شان کا لحاظ کرتے ہوئے بڑے بڑے مستند فقہا کو بلوا کر ایک مجلس منعقد کی اور ان سے کہا آپ جن فلسفہ کی کتب کو زندقہ پھیلانے والی سمجھتے ہیں ان کی فہرست تیار کر کے مجھ کو دیں کیونکہ... مسلمانان اندلس کا ایک بہت بڑا طبقہ فلسفہ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا" چنانچہ فقہا نے فہرست بنا کر پیش کر دی۔ منصور نے علیٰ رؤس الاشہاد ان کو جلا دیا۔ اس تدبیر سے تمام علماء منصور کے حامی ہو گئے اور ان کی غلط فہمیاں جاتی رہیں۔

المنصور اب قرطبہ میں سب سے بالادست بن چکا تھا اس نے پوری توجہ فوج کی درستی پر مبذول کر دی۔ ہر فوجی سے مثل اولاد کے برتاؤ رکھنا۔

ایک مرتبہ منصور چھاؤنی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سپاہی حواس باختہ چلے آرہے ہیں اور ان کے عقب میں عیسائی آرہے ہیں۔ فوراً منصور نے تخت سے

اتر کر خود سر سے اتار پھینکا اور خاک پر بیٹھ گیا۔ سپاہی اپنے سالار کے مایوسانہ طرز و انداز کو سمجھ گئے اور فوراً الٹ پڑے اور ایسا دشمنوں پر حملہ کیا کہ ان کے کشتوں پر پشتے لگا دیئے اور لیون کی گلیوں میں گھس کر مارا۔

منصور نے پچاس جہاد کئے اور ہر ایک میں کامیاب فاتح رہا۔ غالب بھی ایک جنگ میں وفات پا گیا۔

المنصور نے نصرانی بادشاہوں کو اپنے اخلاق اور انعام و اکرام سے ایسا رام کر لیا تھا کہ وہ فوج میں داخل ہو کر سرحدی عیسائیوں سے مقابلہ کرتے تھے ایک سرحدی جنگ میں المنصور اس فوج کو لے کر لیون تک جا گھسا اور اس کے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ آگے بڑھ کر برشلونہ پر قبضہ جمایا اور جلیقیہ کے دروں میں گھس کر سنٹیاگو ڈی کمپوسٹیلا کے شوکت دار گرجے کو جہاں تین پادریوں کی ہوس رانی کا شکار ہوتی رہتی تھیں۔ نصرانیوں کے ہاتھوں خاک میں ملوا دیا یہ زیارتوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ سینٹ جمیس کو جہاں نماز ہوتی تھی اس کو باقی رکھا جو راہب عبادت گزار تھے ان کو امان دی آخرش المنصور نے سرحدی ریاستوں کو باجگذار بنا لیا۔ قشتالیہ۔ برشلونہ۔ النوار کو بھی اپنے قدموں سے پائمال کر دیا۔ النوار کے بادشاہ نے المنصور کے سامنے ہاتھ جوڑے یہاں سے فارغ ہو کر قرطبہ کی طرف واپس ہوا راہ میں ایک مورچہ پر نصرانی قابض ہو گئے منصور ٹھہر گیا اور سپاہیوں سے کہا اپنے لئے جھونپڑیاں ڈال لو اور قرب و جوار سے کاشتکاری کا سامان لا کر زراعت کا کاروبار پھیلاؤ۔ ایک عیسائی نے پوچھا تو نہایت اطمینان سے فوجی نے جواب دیا کہ :۔

"ہم آج کل گھر جانا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ دوسری جنگ کے

ہے ہم کو جلد آنا تھا اس لئے اپنی دل بستگی کا سامان کر لیا ہے[۵]

عیسائیوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے دائمی قبضہ کا سامان ہو رہا ہے تو سخت گھبرائے اور ہتھیار منصور کے سامنے ڈال دئے اور مال غنیمت کی بار برداری کے لئے خچر بھی فراہم کر دئے۔

المنصور کے زمانہ میں علمی ترقی بھی ہوئی۔ لطف یہ کہ جنگ پر منصور جاتا تو شعرا اس کے جلو میں ہوتے۔ فتوحات کے موقعہ پر وہ قصائد کہتے اور وہیں صلہ و انعام پاتے۔

مذہبیت المنصور عالم فاضل فقیہہ ہونے کے ساتھ خدا پرست تھا نصرانی حکمرانوں کی طرف سے عورتیں اس کے سامنے پیش کی جاتیں تو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔ المقری کہتا ہے کلام پاک اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا۔

اس نے اپنی ۲۶ سالہ عہد حجابت میں تقریباً ۵۰ جہاد کئے ہر جنگ سے واپس آ کر اپنے کپڑوں کی خاک جھڑوا کر جمع کرتا جاتا تھا کہ بوقت تجہیز و تکفین یہ مٹی اس کے چہرہ پر چھڑک دی جائے تاکہ شاید اس کی شرم میں خدا اس کی شفاعت کر دے۔ اس نے اپنے خاص آبائی کھیت کی روئی سے اپنی لڑکیوں سے سوت کتوا کر کفن تیار کرایا تھا جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا۔"

سنہ ۳۹۳ھ ۱۰۰۲ء میں اس کا انتقال ہوا۔ تمام اندلس میں صف ماتم بچھی مدینہ سالم میں دفن ہوا۔ اس کے مزار پر کتبہ جو لگایا اس میں یہ عبارت کندہ تھی۔

آثَارُہٗ تُنبِیکَ عَنْ اَخْبَارِہٖ حَتّٰی کَاَنَّکَ بِالْعَیَانِ تَرَاہُ

---

[۵] مورس ان اسپین ص ۱۲۳

تَاللهِ لَا یَاتِی الزَّمَانُ بِمِثْلِہٖ　　اَبَدًا وَلَا یَحْمِی الثُّغُورَ سِوَاہُ

(ترجمہ) اس کی نشانیاں تمہیں اس کی خبر بتائیں گی۔ اس جیسا زمانہ
کبھی نہ رکھے گا۔ گویا تم اسے اپنے سامنے دیکھ رہے ہو۔ اور نہ
بچائیں گے رخنہ سوائے اس کے "

منصور کی زندگی کے چند واقعے

المنصور ۳۷۵ھ مئی ۹۸۵ء میں قیطلونیہ کی فتوحات کو جا رہا تھا چالیس شاعر ساتھ تھے کہ فتح کے موقعہ پر قصیدے لکھ کر پڑھیں[۱]۔

قرطبہ سے کوچ کر کے البیرہ۔ بیاسہ اور موزفہ کے شہروں سے گذرتے ہوئے صوبہ قرسیہ میں آئے۔ یہاں المنصور ابن خطاب کے مہمان ہوئے ابن خطاب کوئی سرکاری عہدہ نہ رکھتے تھے لیکن وہ بہت بڑے زمیندار اور وسیع علاقوں کے مالک تھے اور ان علاقوں کی آمدنی کثیر تھی۔ یہ بنی امیہ کے مولی بھی تھے اور غالباً نسل قسیقوط سے بادشاہ تدمیر قوطی کی اولاد میں سے تھے تدمیر صوبہ مرسیہ کا بادشاہ تھا جس نے فتوحات اسلامیہ کی شروع میں مسلمانوں سے اپنے حق میں عمدہ شرائط پر صلح کی تھی اور ایک مدت تک خود اور اس کے بیٹے اتفانا جلد نے مرسیہ پر خودمختارانہ حیثیت سے حکومت کی تھی۔

بہرکیف یہ جو کچھ بھی ہو ابن خطاب جس قدر دولت مند تھے اسی قدر حوصلہ سے المنصور کی خاطر و مدارات میں مصروف ہوئے۔ تیرہ دن تک المنصور اور درجہ امراء ان کے ہمرکاب تھے اور تمام اہل فوج وزیر سے لے کر معمولی سوار تک ان کے مہمان رہے۔ منصور کے سامنے جو دسترخوان بچھتا تھا اس پر دنیا بھر کی نعمتیں ہوتی تھیں۔ انھوں نے اپنے باورچیوں کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ ہر وقت نئی نئی قسم کے کھانے

---

[۱] ابن الخطیب۔

دسترخوان پر ہوں۔ انھوں نے خاطر تواضع میں یہاں تک اہتمام کیا کہ منصور کے لئے ایک روز غسل کے پانی کی جگہ عرق گلاب رکھا گیا۔ المنصور خود نہایت تکلف سے رہتے تھے مگر میزبان کی تواضع نے انھیں متحیر کردیا۔ انھوں نے ابن خطاب کی بہت تعریف کی اور اظہار خوشنودی میں زمین کے محصول کا ایک حصہ ان کو معاف کردیا۔ اور صوبہ مرسیہ کے عمال کو جو خلافت کی طرف سے علاقہ کا انتظام کرتے تھے ہدایت کردی کہ ابن خطاب کے ساتھ ہمیشہ بہت ادب اور تعظیم سے پیش آیا کریں اور ہر معاملہ میں ان کی خوشی اور مرضی دریافت کرلیا کریں۔

پروفیسر رائس ہارٹ ڈوزی لکھتا ہے کہ :-

"منصور نے سلطنت کو وہ شان و عظمت بخشی تھی جو پہلے کبھی خواب وخیال میں بھی نہ آسکتی تھی [۱]۔ المنصور بڑے دل گردہ کا شخص تھا اور وہ قوم وملک کا بہی خواہ تھا مگر پھر بھی اس کے خلاف ریشہ دوانیاں ہوتی رہتی تھیں۔ حتیٰ کہ بعض امرائے عرب نے سلطانہ صبیح کو اس کے خلاف بھڑکا دیا۔ سلطانہ صبیح والدہ ہشام بڑی لائق اور عصمت مآب خاتون تھی۔ یہی المنصور کو اس کی لیاقت اور مذہبیت و پاک بازی کو دیکھ کر اس درجہ پر پہنچانے کا سبب بنی تھی مگر بہکانے میں آگئی۔ ہشام کو سلطانہ نے چاہا کہ زمام حکومت ہاتھ میں لے مگر وہ تو کنیزوں کے جھرمٹ میں زندگی بسر کرنا خود بہتر سمجھتے تھے مگر ماں کے سمجھانے سے کچھ رضامند ہوئے۔

---

[۱] عبرت نامہ اندلس ص ۱۲۵

سلطانہ نے مغرب اقصیٰ کے ایک حاکم زبیری بن عطیہ کو بلا بھیجا وہ آیا تو سلطانہ نے بڑی خاطر کی سلطانہ نے خفیہ اس سے مدد طلب کی اور حاجب کا عہدہ پیش کیا وہ واپس گیا اس کے پیچھے سلطانہ نے خزانہ میں اسے ۶۰ لاکھ اشرفیوں میں سے ۸۰ ہزار نکال کر کسی ترکیب سے اس کے پاس روانہ کیں مگر منصور کا انتظام معقول تھا اس کو پتہ لگ گیا اس نے ہشام سے مل کر خزانہ کو ہٹا دیا۔ سلطانہ کو ناکامی ہوئی تو انھوں نے قسمت پر صبر کیا اور بقیہ عمر کا حصہ عبادت گزاری میں صرف کر دیا[۱]
ملکہ صبیح کا انتقال ہوا تو ابن دراج قسطلی نے مرثیہ لکھا جس میں ملکہ کے محامد اور فضائل بیان کئے ہیں۔ منصور نے کبھی خلاف شان ملکہ کے کوئی بات نہیں کی۔

واقعہ (۱) منصور سرحدی علاقہ کے نصاریٰ کی شورش کو دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا جب سرحد کے قریب فروکش ہوا تو ایک معتبر سوار کو درہ طلبارش کی طرف روانہ کیا کہ وہاں پہرہ دے اور جو پہلا آدمی درے سے گذرے اس کو میرے سامنے لایا جائے۔

تمام رات برفباری اور بارش میں گذری۔ صبح لشکرگاہ سے ایک بڈھا آدمی گدھے پر سوار درے کی سمت آرہا تھا۔ صورت لکڑہارے کی سی تھی۔ سوار نے اس سے کہا کہاں جاتے ہو" اس نے کہا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے۔ مگر سوار نے کہا تم منصور کے پاس تک چلو۔ چنانچہ اس کو زبردستی لے آئے ادھر منصور رات بھر سویا نہ تھا جب لکڑہارا سامنے لایا گیا تو منصور نے صقلبی غلاموں سے کہا اس بڈھے کی تلاشی لو۔ مگر لباس میں کچھ نہ نکلا تو منصور نے حکم دیا کہ گدھے کا پالان دیکھو۔ اس کی

---

[۱] عبرت نامہ اندلس ص ۱۰۰

تلاشی لی تو ایک خط نصرانیوں کی طرف سے بادشاہ لیون کے نام تھا جس میں لکھا تھا کہ اسلامی لشکرگاہ کا ایک رخ کمزور ہے اس پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔

اس خط سے منصور کو سازش کا پتہ چل گیا۔ اس نے ان عیسائیوں اور اس بڈھے کو کیفر کردار کو پہنچایا یہ تدبیر بہت موثر ہوئی پھر کسی عیسائی کو سازش کی جرأت نہ ہوئی

واقعہ (۲) منصور کا ایک سفیر نبرہ کے عیسائی بادشاہ غرسیہ کے پاس گیا اس نے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔ وہ سفیر دورہ کرتا ہوا اتفاق سے ایک گرجا میں گیا۔ وہاں ایک مسلمان ضعیفہ ملی جو بچپن سے عیسائیوں کی قید میں لونڈی کی حیثیت سے تھی اور گرجا میں رہتی تھی۔ سفیر سے کل حال بڑھیا نے کہا۔ جب وہ قرطبہ آیا منصور سے عام حالات بیان کئے جب منصور سن چکا تو پوچھا کوئی ناگوار واقعہ تو نہیں گذرا سفیر کو بڑھیا کا خیال آیا اور اس نے پورا واقعہ سنا دیا۔ منصور نے کہا یہ واقعہ پہلے کہنا تھا" چنانچہ جنگ کے لئے تیار ہو گیا غرسیہ بادشاہ کانپ اٹھا اور اس نے خط لکھا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو عتاب نازل ہو رہا ہے"۔

جو پیامبر شاہ غرسیہ کا خط لائے تھے ان سے کہا۔ مجھ سے قسمیہ کہا گیا تھا کہ اب کوئی مسلمان مرد عورت میری قید میں نہیں ہے اور نہ رکھوں گا مگر گرجا میں مسلمان عورت قید ہے"۔

وہ پیامبر لوٹ گیا شاہ غرسیہ نے اس بڑھیا کو اور دو عورتیں مزید تلاش کرا کر منصور کی خدمت میں بھیج دیں اور بقسم کہا کہ ان عورتوں کا مجھ کو مطلق علم نہ تھا اور ملیا نے اس گرجا کو مسمار کرا دیا جس میں بڑھیا کو قید رکھا تھا[1]

---

[1] عبرت نامہ اندلس ص ۱۹۴

ڈوزی لکھتا ہے کہ :-

"دشمن اس کے نام سے تھراتے تھے فوج اس پر جان دیتی تھی۔ یہ المنصور ہی کی تربیت دی ہوئی قواعد داں فوج تھی جس نے اسپین کی سطوت واقبال کو اس بلندی پر پہونچایا جو کبھی پہلے اس کو نصیب نہ ہوئی تھی، یہاں تک کہ یہ عروج اس کو خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کے زمانہ میں بھی نہیں ہوا تھا۔

منصور کا صرف یہی ایک کارنامہ نہ تھا یہ وہ شخص تھا جس نے صرف ملک ہی کو نہیں بلکہ تہذیب وتمدن کو بھی اپنا ممنون احسان کیا تھا۔ اہل ملک کی علمی وذہنی قابلیتوں کی قدر کرکے ہمیشہ انکی عزت افزائی کی"۔

ابوالعلا صاعد بن الحسن ربعی بغدادی ادب وتاریخ کے بڑے عالم تھے ان کی منصور بڑی قدر کرتا تھا۔ صاعد اندلسی کا حافظہ غضب کا تھا۔ کوئی کتاب سرسری دیکھ لیتے اس کے مضمون پر حاوی ہو جاتے۔ ابوعلی قالی بغدادی کی کتاب الامالی منصور نے صاعد کو دیکھنے کو دی انھوں نے کہا ایسی تو میں بھی لکھ سکتا ہوں۔ چنانچہ مدینۃ الزہرا کی جامع مسجد میں بیٹھکر منصور کے کاتبوں سے چند ضخیم جلدوں میں لکھوادی جس کو علمائے معاصرین نے ذوق وشوق سے پڑھا۔ منصور نے بہت انعام دیا۔

ایک مرتبہ صاعد ان تھیلیوں سے جن میں منصور نے اکثر موقعوں پر صاعد کو انعام دیا تھا اس کا جبہ سلوا کر اور غلام کو پہنا کر منصور کے سامنے لائے۔ منصور نے کہا صاعد یہ کیا ڈھونگ رچالائے" صاعد بولا اس طرح آپ کے انعامات کی یاد تازہ

رہتی ہے۔ اس لئے آپ کو بھی دکھانے لایا۔
منصور سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ صاعد واقعی خوب صورتی سے کسی کا شکریہ ادا کرنا تم کو خوب آتا ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور بہت سے تحائف سے صاعد کو نوازا اور کافور غلام کو بھی لباس عطا کیا۔
قاضی ابن التسری صدر مجلس تھے۔ فقیہہ ابن المقواسی قاضی تھے ان کا طوطی بول رہا تھا۔
منصور کے متعلق مورخین کا فیصلہ ہے کہ وہ صادق العمل، فیاض، عادل تھا ذوزی لکھتا ہے :۔

"منصور کا انصاف ضرب المثل ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ عوام الناس میں سے ایک شخص منصور کے سامنے آیا اور کہا اے مظلوموں کے دادرس اس آدمی نے جو حضور کے پیچھے کھڑا ہے مجھ پر ظلم کیا عدالت سے طلب کیا تو گیا نہیں"۔

منصور کے پیچھے صقلبی سپر بردار تھا جس پر منصور بہت مہربان تھا۔ مگر فریادی سے تفصیل سننے کے بعد منصور نے حکم دیا کہ قاضی عبدالرحمٰن ابن فوطس سے جا کر کہو کہ اس معاملہ کا فیصلہ کریں اور حق و انصاف ملحوظ رہے"۔
قاضی نے مدعی کے حق میں فیصلہ دیا۔ مدعی منصور کے پاس آکر شکریہ ادا کرنے لگا۔ منصور نے کہا شکریہ کی ضرورت نہیں تمہارا انصاف ہو گیا اور تم کو اطمینان ہو گیا مگر مجھے ابھی اطمینان نہیں ہوا، کیونکہ

مجھے اس نالائق صقعلبی کو سزا دینا ہے جس نے باوجود اس کے کہ میرا
ملازم تھا ایک ذلیل کام کرنے میں شرم نہ کی۔[1]"

علماء کی قدردانی

المنصور خود عالم اور فقیہہ اور محدث کا بیٹا اہل علم کی قدر و منزلت و جلالت شان سے واقف تھا اس کی صحبت میں عبادۃ ابن ہمیا صاحب تذکرۃ الشعراء اور حبیب الصقلبی صاحب الاستظہار والمغالبہ علی من انکر فضائل الصقالبہ۔ المغیرہ ابن خرم۔ ابوالولید۔ ابن الدباغ۔ یوسف ابن عبدالبار یہ لوگ بڑے صاحب وفضل کمال اور مؤرخ صاحب تصنیف تھے۔

المنصور نے ابوعلی سعید ابن الحسن ابن علی اللغوی کو بغداد سے بلایا اس کے بہت سے حاسد ہوگئے۔

ایک دن المنصور کے پاس ابوعلی سعید بیٹھا ہوا تھا۔ غیر موسمی گلاب کا پھول ایک شخص نے منصور کے سامنے پیش کیا۔ سعید نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

أَتَتْكَ بُو عَامِرٍ وَرْدَةٌ   يُذَكِّرُكَ الْمِسْكُ أَنْفَاسَهَا

كَعَذْرَاءَ أَبْصَرَهَا مُبْصِرٌ   فَغَطَّتْ بِأَكْمَامِهَا رَأْسَهَا

(ترجمہ) جب کہ باغ میں ہوا آئی تو اس نے ہم پر عطا کے ریزہائے مشک کو چھڑکا۔ ہمارا جام شراب اس پرندکی مثل ہے کہ جس کی منقار میں دانہ یاقوت ہو۔

منصور ایسے نادر کلام کو سن کر بے حد مسرور ہوا۔

تعمیرات المنصور کو مکانات تعمیر کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اس نے وادی الکبیر کے پل کی

ایک لاکھ چالیس ہزار دینار سرخ صرف کئے اس کے علاوہ اس نے افریقہ اور اندلس میں بھی پل بنوائے ۔

عبد الملک ملقب بہ المظفر حاجب

منصور کے مرتے ہی اندلس میں تہلکہ مچ گیا بربری امرا نے اور غلاموں خواجہ سراؤں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ سلطان ہاشم کو محل سے باہر لانا چاہا مگر وہ رضا مند نہ ہوا۔ آرام طلب ہو چکا تھا منصور کے لڑکے کو حاجب مقرر کیا یہ بھی لائق تھا اس نے چھ برس تک باپ کے قدم بقدم چلکر سلطنت کی ہیئت اجتماعیہ کو سنبھالے رکھا۔ حریص قسمت آزماؤں معاند فرماں رواؤں نے طوفان شروع کر دیا اور ہشام کو حرم کی خلوت سے جہاں بتیس برس تک فرخناک نظر بند رہا۔ کھینچ لائے اور اس سے زبردستی حکومت کرائی مگر وہ مجبور ولاچار نظر آیا تو اس کو معزول کر دیا۔

محمد ثانی مہدی کو ۳۹۹ھ ۱۰۰۸ء میں تخت نشین کیا ایک سال بعد مستعین کو لا بٹھایا۔ کچھ دن بعد محمد ثانی کو پھر تخت پر لے آئے۔ پھر ہشام ثانی کو لا بٹھایا۔ پھر اس سے چند دن بعد بگڑ بیٹھے سلیمان کو لے آئے۔ علی بن حمود نے ۴۰۶ھ میں علم حریت بلند کیا سلیمان مقابل آیا معرکہ میں کام آیا تو علی بن حمود نے قرطبہ پر قبضہ کیا مگر شہریوں نے کچھ عرصہ بعد مار ڈالا۔ اس کے بعد اس کا بھائی قاسم بن حمود تخت نشین ہوا ایک سال بعد قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کا برادرزادہ یحییٰ ۴۰۹ھ ۱۰۱۸ء میں تخت پر بیٹھا تین سال بعد قتل ہوا تو اس کے بعد ۴۱۲ھ میں ہشام سوم بن سلیمان تخت قرطبہ پر بیٹھا۔

یہ زمانہ بتیس سال کا اندلس کے لئے بیحد تباہ کاری کا تھا ہشام ثانی محل

سے نکل کر مکہ معظمہ پہنچا اور وہیں عبادت گذاری میں زندگی ختم کی۔

المنصور کے دشمنوں نے اس کے بیٹے منظفر سے انتقام لیا۔ اس کے محلات کو لوٹا اور تباہ کر دیا یہ سب کارگزاری اہل قرطبہ کی تھی۔ اس کے بعد قصر الزہرا پر بربریوں نے ہاتھ صاف کیا۔ جامع مسجد میں جو پناہ گیر تھے وہاں بھی وہ بربریوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے یہ زمانہ ۱۰۱۰؁ھ ۱۰۱۰ء کا تھا۔

اہل قرطبہ کی اس سرکشی اور بدحالی کا اثر یہ پڑا کہ گیارہویں صدی عیسوی کے نصف اول میں کوئی بیس خودسر خاندان اتنے ہی شہروں یا اضلاع میں صاحب اقتدار بن گئے جن میں اشبیلیہ میں عبادئین۔ ملاغہ والجزہ میں حمود کا خاندان غرناطہ میں زہیر کا سرقسطہ میں بنی ہود کا طلیطلہ میں ذوالنون کا اور بلنسیہ مرسیہ والمریہ کے حکمراں اوروں سے زیادہ سربرآوردہ تھے اس طوائف الملوکی کا اثر سرحد کے عیسائیوں پر بھی پڑا اور وہ بھی خودسر ہو گئے۔

الفانسو ششم نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اس نے الجور یا۔ لیون اور قشتالیہ کی سلطنتوں کو باہمی ملا کر اپنے ماتحت کر لیا تو ان امراء سے دست بگریبان ہو گیا

نوٹ:۔ علی بن حمود سادات حسینیہ اور ادریسیہ سے تھا ادریس ابن عبد اللہ ابن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی کرم اللہ وجہ ادریس ۱۷۲؁ھ میں خلفائے بنی عباس کے ظلم و جور سے مغرب چلے آئے اور ملک کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے بعد عمر بن ادریس حکمراں رہے۔ عبد اللہ بن عمر پھر علی بن عبد اللہ اس کے بعد احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود بن یعقوب اور اس کے بعد علی بن حمود ایک دوسرے کے بعد حکمراں رہے پھر علی بن حمود نے قرطبہ پر قبضہ جما یا

پہلے تو یہ امراء الفانسو سے اپنے رقیبوں کو کچلواتے رہے۔ جب اس کا اقتدار بڑھ گیا تو گھبرائے تو اشبیلیہ کے بادشاہ معتمد نے شمالی افریقہ کے حاکم بربری جو مردانی کہلاتے تھے امداد کے لئے طلب کیا وہ الجریا سینگل تک چھائے ہوئے تھے اور اندلس پر نگاہیں پڑ رہی تھیں فوراً سمندر کو عبور کر کے آ گئے۔ مردانی بادشاہ یوسف بن تاشقین تھا پہلے الجبرہ پر قبضہ کیا پھر زلاقہ پہنچا اور ۴۷۹ھ اور ۱۰۸۶ء کو الفانسو سے جا کر مقابل ہوا۔ اس نے بہت فوج یکجا کر لی تھی مگر یوسف نے گھیر کر ہزارہا عیسائیوں کا خاتمہ کر دیا۔ الفانسو بمشکل پانسو سواروں کو لے کر بھاگا۔ تشتالیہ کے کئی ہزار عمدہ ترین اہل سیف اس خونخوار موت کے بازار میں کھیت رہے۔[۱] یوسف ابن تاشقین بانی خاندان المرابطہ حکمران مراکش ۱۰۸۶ء ۴۷۹ھ میں حسب وعدہ مراکش لوٹ گیا

نوٹ:۔ سلطنت مرابطین کی تاریخ یہ ہے کہ گیارہویں صدی عیسوی کے وسط میں دو آدمی یحییٰ بن ابراہیم اور عبداللہ بن یسین مکہ معظمہ میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کر کے افریقہ تبلیغ اسلام کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ کوہ اطلس کی اقوام ان کی خدا پرستی کی گرویدہ ہو گئیں۔ یہاں ایک حکومت کی بنیاد قائم کی یہ لوگ المرابطین کہلائے رباہم دوستی رکھنے والے) عبداللہ کا لقب امیر مشہور ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد ابوبکر نامی قائم مقام ہوا۔ افریقہ کے فتح کرنے کے ارادے سے جنگل (کوہ اطلس) سے کوچ کیا ان کے بنی عم یوسف بن تاشقین شہر فاس اور مراکو کے بڑے حصۂ ملک پر قابض ہو گئے ۱۰۷۳ء میں مرابطین کا اقتدار شمالی اور وسط افریقہ میں بھی تسلیم کر لیا گیا اب یہ گروہ ایک شاہی حیثیت کا ہو گیا۔ مرابطین کا بادشاہ یا سپہ سالار یوسف بن تاشقین تھا۔

---

[۱] مورس ان اسپین۔ ص ۱۳۴

اور تین ہزار مرابطی آدمی اسپین میں حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ صرف الجیراس پر اپنا قبضہ رکھا۔

۴۸۳ھ ۱۰۹۰ء میں پھر عیسائیوں نے شورش مچائی۔ قلعہ آلیڈو کو چھوڑ کر گیڈروں کی طرف نکل کر حملہ کیا۔ اہل سوائل نے یوسف سے مدد طلب کی وہ اندلس آیا اہل کسٹائل کو رگیدا اور اندلس کا آئے دن کا قصہ اس طرح طے کیا کہ خود ۴۸۳ھ ۱۰۹۰ء میں غرناطہ میں داخل ہوا مال دولت پر قبضہ کیا اسی طرح طاریفا پر تسلط کیا۔ الفنسو نے اس قوت کے روکنے کے لئے الوارفینر کو بھیجا وہ شکست یاب ہوا۔ تمام جنوبی اندلس پر یوسف کا قبضہ ہو گیا۔ البتہ صوبہ ویلنشیا سرکشی پر جمار ہا اب اندلس افریقیہ کا باجگذار بن گیا۔

۵۰۱ھ ۱۱۰۶ء میں مراکش میں یوسف نے انتقال کیا۔ اس کا بیٹا علی جانشین ہوا۔ اس نے ۵۰۲ھ ۱۱۰۸ء میں قسطلانی فوج کو جس کا بادشاہ الفنسو تھا اکلس کے قریب بڑی شکست دی اور الفنسو کے نابالغ بیٹے ڈون سانچو کو بذریعہ عہد نامہ اپنی اطاعت میں کر لیا۔ مگر ۵۱۲ھ ۱۱۱۸ء میں شہر ساراگوزا مسلمان کے قبضے سے نکل گیا۔

۵۳۸ھ ۱۱۴۳ء میں علی بن یوسف نے بھی قضا کی اس جگہ اس کے بیٹے تشفین بن علی نے لی۔ مگر اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ۵۴۰ھ ۱۱۴۵ء میں نصرانیوں نے الجیراس پر قبضہ کیا ۵۴۱ھ ۱۱۴۶ء میں سوائل اور اسکا پر عیسائی متصرف ہو گئے۔

تشفین نے ۵۴۰ھ ۱۱۴۵ء میں انتقال کیا اس کا بیٹا ابو اسحاق جانشین ہوا

جو آخری بادشاہ تھا۔ عبد المومن مہدی نے مراکش اور فاس پر قبضہ کیا اسحاق مرابطی قتل ہوا۔ عبد المومن نے لشکر جرار لیکر اندلس پر حملہ کرنا چاہا مگر موت نے اسکی تمنا پوری نہ ہونے دی سنہ ۱۱۶۳ء میں الفانسو ہشتم شاہ قسطلان پر ایک بڑی فوج لے کر ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن حملہ آور ہوا۔ سارا ملک تاخت وتاراج کر ڈالا چند قلعوں پر قبضہ کر لیا اور چند محافظ چھوڑ کر افریقہ واپس آ گیا پھر شورش کی خبر سنکر دریائے شور سے عبور کر کے اسپین میں داخل ہوا۔ پرتگال میں سانتارم کے مقام پر معرکہ میں زخمی ہوا اور سنہ ۵۸۰ھ ۱۱۸۴ء میں انتقال کیا۔ اس کا جانشین ابو یوسف یعقوب الملقب منصور ہوا۔

منصور الجزائر پر دریا کی راہ سے اترا اور الارکوس پر الفانسو سے سنہ ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء میں مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی اور بعد فتح کے تو لیدو کا محاصرہ کیا گر وہ مسخر نہ ہوسکا مگر میڈرد اور گوادالاگزار پر قبضہ کر لیا سنہ ۵۹۶ھ ۱۱۹۹ء میں اس شجاع لائق نامور بادشاہ نے انتقال کیا۔

اس کے بعد محمد بن عبد اللہ جس کا لقب ناصر الدین اللہ تھا تخت نشین ہوا کئی لاکھ کی فوج لے کر سنہ ۶۰۸ھ ۱۲۱۱ء میں افریقہ سے روانہ ہوا۔ اور آبنائے ہسپانیہ کو عبور کر کے لاس ناداس کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ اس خبر سے نصرانیوں میں وحشت پھیل گئی۔ پوپ اعظم انوسنٹ نے تمام سلطنتوں کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ ناصر الدین اللہ سے مقابلہ کریں چنانچہ کئی لاکھ فوج آ جمع ہوئی مسلمانوں کا کشت و خون بہت ہوا چند نفوس جان بچا سکے۔ سلطنت مہدویہ کو زوال ہوا۔ سنہ ۶۱۰ھ ۱۲۱۳ء میں ناصر الدین مر گیا۔ یوسف دوم تخت پر بیٹھا گیارہ برس کی عمر تھی۔ اس سے انتظام سلطنت نہ ہوسکا

سلطنت میں فتور آ گیا ۱۴ برس حکمراں رہ کر ۱۲۲۴ء کو قضا کر گیا اور اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا۔

۶۲۱ھ ۱۲۲۴ء میں ابوالملک عبدالواحد قائم مقام ہوا مگر چند ماہ بعد ابو محمد ملقب بہ عادل اس سلطنت کا دعوے دار پیدا ہوا۔ ابوالملک سے معرکہ آرائی ہوئی اس میں یہ کام آیا۔ اب ابو محمد حاکم ہو گیا ۱۲۲۷ء ۶۲۵ھ میں یہ بھی قتل ہوا اس کی جگہ ابو علی المامون تخت نشین ہوا تو اس کے مقابل یحییٰ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس زمانہ میں ابن ہود پیدا ہو گیا اس کے ساتھ ایک جماعت ہو گئی۔ اس نے اندلس کا بادشاہ اپنے کو قرار دے لیا۔ المامون ۱۲۳۲ء ۶۳۰ھ میں مر گیا تو ابن ہود کے لئے میدان صاف تھا۔ ابو ان حکومت کو خالی دیکھ کر اس پر قبضہ کیا اور اندلس کے بیشتر جنوبی حصہ پر حکومت کرنے لگا۔ المامون کے قائم مقام محمد نے اپنا اقتدار اسپین پر جمانا چاہا مگر تمام مساعی بے سود رہیں۔ اسپین کی حکومت چند حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

ابن ہود ایک حصہ پر اور ارکان کچھ حصہ اندلس پر حاکم ہوا۔ محمد بن الاحمر صوبہ جئین اور غرناطہ کا بادشاہ تھا۔ جمعیت بن زید وانلشیا کے اضلاع پر قابض ہوا۔

یہ تینوں بادشاہ ایک دوسرے سے دست گریباں ہو کر ضعیف ہوتے چلے گئے۔ اب ان مسلمان بادشاہوں کا یہ عالم ہوا کہ عیسائیوں نے حملہ کیا تو ان میں قوت باقی نہ تھی کہ ان کا حملہ روکتے۔ آخرکار یہ تینوں حکمراں عیسائی بادشاہ سے مغلوب ہو گئے۔

قرطبہ کو جو دارالسلطنت اسپین کا تھا ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء ...... میں عیسائی حکمراں نے لے لیا۔ وانلشیا پر ۱۲۳۸ء میں عیسائی قابض ہو گئے۔ ویننیا

سنہ ۶۴۲ھ ۱۲۴۴ء میں مسلمانوں کے قبضہ سے نکلا۔ سنہ ۶۴۴ھ سنہ ۱۲۴۶ء میں تمام قلعے جو دریائے گوڈل کو پر واقع تھے جن کا سلسلہ جئین سے سویلی تک تھا عیسائی مملکت سے جا ملے سویلی میں برائے نام اسلامی حکمرانی رہ گئی تھی۔

غرضکہ اب عام مسلمان سردار اور خود مختار صوبہ تباہ و برباد ہو چکے تھے صرف ایک نصر بن عمر بچ رہا تھا۔ اس کے قبضہ میں اندلس کا جنوبی حصہ یعنی صوبہ غرناطہ رہ گیا تھا جس کا رقبہ اس زمانہ میں پچاس ساٹھ ہزار میل مربع ہوگا"۔

امرائے اندلس :۔

عبدالرحمٰن الداخل سنہ ۱۳۸ء لغایتہ	سنہ ۱۷۲ھ
ہشام	سنہ ۱۸۰ھ
الحکم	سنہ ۲۰۶ھ
عبدالرحمٰن ثانی	سنہ ۲۳۸ھ
محمد	سنہ ۲۷۳ھ
المنذر	سنہ ۳۰۰ھ
عبداللہ	

خلفائے اندلس

عبدالرحمٰن الناصر	سنہ ۳۵۰ھ
الحکم ثانی	سنہ ۳۶۶ھ
ہشام	سنہ ۳۹۹ھ

محمد ثانی	ربیع الاول سنہ ۴۰۰ھ
سلیمان	شوال سنہ ۴۰۰ھ
محمد ثانی مکرر	ذی الحجہ سنہ ۴۰۰ھ
ہشام مکرر	سنہ ۴۰۳ھ
سلیمان مکرر	سنہ ۴۰۷ھ
عبدالرحمٰن المرتضیٰ	سنہ ۴۰۹ھ
القاسم بن حمود	سنہ ۴۱۰ھ
یحییٰ بن حمود	سنہ ۴۱۳ھ
القاسم بن حمود	سنہ ۴۱۴ھ
عبدالرحمٰن المستظہر	سنہ ۴۱۴ھ
محمد المستکفی	سنہ ۴۱۶ھ
ہشام ثالث	سنہ ۴۲۲ھ

(قرطبہ)

علی بن حمود سنہ ۴۰۷ھ تا ۴۰۸ھ	حسن (المستنصر باللہ) سنہ ۴۳۴ھ
القاسم المامون سنہ ۴۱۰ھ	نجا صقلبی
یحییٰ المعتلی سنہ ۴۱۰ھ	ادریس (العلی باللہ) سنہ ۴۳۴ تا ۴۳۸ھ
القاسم مکرر سنہ ۴۱۱ھ	محمد (المہدی) سنہ ۴۴۴ھ
عبدالرحمٰن خامس (بنی امیہ)	ادریس ثالث (الموافق) سنہ ۴۴۶ھ
محمد ثالث (بنی امیہ)	ادریس ثانی مکرر سنہ ۴۴۶ھ
یحییٰ مکرر سنہ ۴۱۷ھ	محمد ثانی سنہ ۴۴۹ھ
مالقہ	اس کے بعد مالقہ سلطنت غرناطہ میں ختم ہوگئی
ادریس از ۴۲۷ھ سنہ ۴۳۱ھ المناد باللہ	**الجزیرہ** محمد بن القاسم بن حمود سنہ ۴۳۱ھ تا
یحییٰ ایک ماہ سنہ ۴۳۱ھ	سنہ ۴۴۰ھ القاسم بن محمد

موحّدین

مغرب کے قبائل میں سے ایک فرد محمد بن عبداللہ بن تومرت تھا۔ جامع قرطبہ میں اس نے معمولی ملازمت کر کے علوم دینی کی تحصیل شروع کر دی۔ پھر بغداد کا سفر کیا اور مدرسہ نظامیہ کے متبحر صدر مدرس امام وقت حضرت محمد بن غزالی کے درس میں شریک ہوا۔ بعد فراغت مغرب میں واپس آیا اور امام غزالی کے خیالات کی اشاعت شروع کی۔ پھر کوہ اطلس کے قریب صحرا میں قیام کیا اس کے مذہبی تشغف سے بہت سے لوگ معتقد ہو گئے تومرت نے مہدیت کا دعویٰ کر دیا معتقدین میں ایک نوجوان عبدالمومن بھی تھا۔ اس نے تومرت کی بڑی خدمت کی اور اس کے خیالات کی اشاعت میں بڑی سرگرمی دکھائی۔

اس زمانہ میں مرابطین کا اقتدار بڑھا ہوا تھا۔ جب تومرت اور عبدالمومن کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہو گئی تو انھوں نے حکومت مرابطین کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ بادشاہ مرابطین علی بن تشفین تھا۔

تومرت نے تمام مسلمانوں کو دعوت دی کہ یہی زمانہ آداب دینیہ کے پھر زندہ کرنے کا ہے اور میں مہدی ہوں اور فضائل اسلام اور عدل کو از سر نو پھیلانے کے لئے آیا ہوں۔ کثرت سے لوگ اس کی طرف کھنچنے لگے تو ترک مکانی کر کے سوس کے شہر شال کو جائے اقامت ٹھہرایا اور قلعہ تعمیر کیا۔ مجلس شوریٰ خواص کی قائم کی جس میں النفوس جیسے دانش مند شاگرد شامل کئے دوسری مجلس عام ستر آدمیوں کی قائم

کی مجلس خواص کا رکن رکیں عبدالمومن تومرت کا شاگرد رشید تھا۔

بعض قبائل مرابطین سے عناد رکھتے تھے جن میں خطوط ہرجہ حدمیہ قبائل پیش پیش تھے وہ سب تومرت کے جھنڈے تلے آجمع ہوئے جب فدائی کثرت سے جمع ہو گئے تو ۵۰۶ھ سنہ ۱۱۱۲ء میں مرابطین سے لڑائی شروع کردی اور تین لڑائیوں میں ان پر فتح حاصل کی۔ ۵۱۷ھ سنہ ۱۱۲۳ء میں شہر مراکش کا محاصرہ کرلیا جو مرابطین کا دارالسلطنت تھا مگر ناکامی سے تومرت کو ہٹنا پڑا اگر عبدالمومن نے پھر ہمت سے کام لیا اور تمام نقصانات کی تلافی کرلی۔ تومرت نے عبدالمومن کو اپنا جانشین قرار دیا ۵۲۵ھ سنہ ۱۱۳۰ء میں تومرت انتقال کرگیا۔

عبدالمومن نے بار خلافت کو سنبھالا یہ عالم بھی تھا اور سپہ سالار بھی۔ اس کی جبلت میں استقلال کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اپنے ساتھیوں جن کو موحدین کہا جاتا تھا ان کی دلجوئی اور خاطر و مدارات اس طرح کرتا تھا کہ ہر ایک اس کا گرویدہ ہوگیا۔

اب اس کی توجہ ملک گیری کی طرف منعطف ہوئی۔ تھوڑے عرصہ میں ایک ایسی مملکت پیدا کرلی جو مملکت مرابطین سے بدرجہا بڑھ کر تھی۔ جس قدر قبائل شمال سے لے کر شہر صنالہ تک تھے وہ سب عبدالمومن کے تابع فرمان ہو گئے سنہ ۵۳۲ھ سنہ ۱۱۳۷ء میں بلاد فاس اور بلاد ظالہ کو بھی لے لیا۔ پھر تلمسان اور شہر وہران پر بھی قبضہ جمایا اور اب اس کی نگاہ مراکش پر تھی۔ اس وقت تشفین بن علی سردار مرابطین تھا اس سے تلمسان پر جنگ کی وہ شکست کھاگیا اور سنہ ۵۴۰ھ سنہ ۱۱۴۵ء میں مرگیا۔

عبدالمومن قلعے جو سامنے آتے گئے فتح کرتا ہوا ساحلی قلعہ تک پہنچا اس قلعہ کے لوگ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرنے کو تیار تھے۔ عبدالمومن نے اس دریا میں نہایت

معنبوط بند باندھا جس کی وجہ سے اس کا پانی بڑھنے اور چڑھنے لگا پھر اس نے دفعتہ اس بند کو کھول دیا۔ اس ناگہانی سیلاب سے شہر پناہ گر پڑی اور شہر غارت ہو گیا ان حوادث کے بعد ۵۴۱ھ ۱۱۴۶ء میں مراکش پر بھی قبضہ کر لیا اور ۵۵۳ھ ۱۱۵۹ء تک شہر سلجلماسہ اور ان تمام کو اپنے زیر حکومت کر لیا جو عمان تلمان کے مابین بلاد واقع تھے۔

عبدالمومن نے نارمنڈی کے نصرانیوں کی طرف توجہ کی۔ شہر صالہ سے کوچ کا حکم دیا ایک طبل بجوایا جس کا عمق پندرہ گز کا تھا اور اس کی آواز نصف میل کے فاصلہ سے سنائی دیتی تھی تونس کی طرف روانہ ہوا۔

سفر میں اسے چاروں طرف سے معزز سردارانِ فوج اور اکابر و مشائخ اپنے درمیان گھیرے ہوئے تھے وہ سب عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے جن پر طلائی و نقرئی زین کسے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے جن کے نیچے ہاتھی دانت کی پوریاں تھیں اور اوپر بھالوں کے قریب بیرقیں اور مختلف رنگوں کی ڈوریاں لگی ہوئی تھیں ان کے پیچھے باجے والے تھے جن کے پاس قرنائیں اور جھانجھ وغیرہ آلات طرب تھے۔

یہ لشکر صبح سے دوپہر تک چلتا باقی وقت آرام کرتا۔ اس لشکر کے چار حصے تھے ہر ایک کا علم جداگانہ تھا اور ہر ایک کا زاد راہ اور جملہ لوازمات ساتھ رہتے۔

آخر ش نارمنڈیوں سے مقابلہ کیا۔ پھر تونس۔ طرابلس۔ نکلس۔ مہدیہ قابس قیروان فتح کر لئے اور ۵۷۶ھ ۱۱۸۰ء میں جزیرہ سسلیا کے بادشاہ کو بھی زک دی۔ پھر جزائر بلیارہ تک ۵۸۱ھ ۱۱۸۵ء میں موحدین نے اپنی حکومت کے

دائرہ کو وسیع کرلیا۔ پھر اندلس کی طرف متوجہ ہوا۔ الجرف پر پہلے سے جو گورنر تھا وہ تومرت کا معتقد تھا اس نے اپنے ہم عقیدہ برادران کو اندلس کے ممالک پر حملہ کی دعوت دی۔ عبدالمومن نے اس دعوت کو قبول کیا اور زبردست حملہ کیا الجرف پر قبضہ کیا۔ سنہ ۵۴۲ھ ۱۱۴۷ء میں شاہ پرتگال جو اندلس پر بڑھ رہا تھا اس کو روک دیا

موحدین نے سنہ ۵۰۹ھ ۱۱۱۵ء سے سنہ ۵۵۱ھ ۱۱۵۶ء میں المریہ تسخیر کیا جو الفنس ہفتم کے قبضہ میں چلا گیا تھا موحدین کا تیسرا حملہ ۵۵۱ھ ۱۱۵۶ء سے ۵۵۵ھ ۱۱۶۰ء تک رہا۔ غرناطہ فتح ہو گیا پھر شہر ولنسیہ پر قبضہ جمایا مگر اندلسی عربوں نے ان سے چھین لیا۔

عبدالمومن کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا اس کا نام یوسف تھا۔ ان موحدین نے اندلس کے سرحدی نصرانیوں کو بڑی بڑی شکستیں دیں۔ الفنس ثالث کے مقابلہ میں کامیابی پر بیس ہزار عیسائی گرفتار کئے۔ بقیہ حالات بیان کئے جا چکے ہیں۔ موحدین نے اندلس میں اس کی وہی قدیم رونق و عظمت از سر نو زندہ کردی تھی جو اس ملک کو خلفائے بنی امیہ کے عہد میں حاصل رہ چکی تھی۔ عبدالمومن۔ یوسف۔ یعقوب تینوں حکمراں تمام قومی عیدوں اور ایام مسرت میں جوش مسرت اور قومی شان و شکوہ اور زیب و زینت دکھانے کے بے حد شائق رہے ان کے عہد میں ہر تہوار کمال رونق اور دھوم دھام سے ادا کیا جاتا تھا۔

یہ حکمراں علوم فنون اور صنعت و حرفت کے بھی بڑے حامی تھے ان کا عمل درآمد بالکل احکام شریعت اسلامیہ کے مطابق تھا۔ انھوں نے ترویج و توسیع علوم کے لئے عام مدارس قائم کئے اور نو عمروں کے واسطے جداگانہ مدرسہ بنائے تھے

یہ موحدین علمائے اسلام سے نہایت فیاضی کے ساتھ پیش آتے تھے [۱]

امیر یوسف نے اشبیلہ میں قصر اور مساجد تعمیر کرائیں اور دریا پر ایک بہت عمدہ پل کشتیوں کا بنایا اور شہر فصیل بھی درست کرائی دریائے وادی الکبیر میں بند باندھ کر ایک نہر نکالی جس سے تمام شہر میں بہت کثرت سے پانی جاری رہتا تھا۔

امیر یعقوب نے عمر قوص کی فتح پر وہاں شاندار مسجد تعمیر کی جس کا ارتفاع ۲۱۷ قدم تھا اور اس کی چوٹی پر ایک آہنی کرہ (گنبد یا گولا) بنایا تھا جس پر سونا چڑھا ہوا تھا۔ سونے کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی یہ کرہ ایک ستون پر رکھا ہوا تھا اور فقط اس ستون کا وزن دس قنطار تھا۔

امیر یعقوب نے اپنی سلطنت کے ہر حصہ میں فقرا کے لئے تکئے عام مریضوں کے واسطے شفا خانے اور نیز خاص لوگوں کے واسطے جو لڑائی میں زخمی ہوں علیحدہ شفا خانے تیار کئے تھے۔ اس نے بیابانوں میں کنوئیں کھدوائے اور مسافروں کے لئے مسافر خانے بنوائے تھے۔ قاضیوں اور دینی عالموں کو آسودہ حال بنایا

امیر یعقوب ۶۱۹ھ ۱۲۲۳ء میں انتقال کر گیا۔ اس کے خاندان سے محمد بن ہود نے حکومت اندلس چھین لی۔

موحدین کا فرمانروا مامون نے تومرت کے مقرر کردہ قوانین سب باطل کر دئے اس سے سلطنت موحدین کو بڑا ضرر پہنچا ۶۴۰ھ ۱۲۴۲ء میں والی تونس نے بغاوت کر دی۔ ۶۴۶ھ ۱۲۴۸ء میں بنو زیان نے تلمسان اور الجزائر کے شہروں

[۱] تاریخ عرب موسیو ص ۳۱۶

میں ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جس کا دائرہ کچھ عرصہ میں فاس تک پھیل گیا۔

ابو یوسف بنی مرین سے بلاد مغرب میں اٹھ کھڑا ہوا اس نے علم بغاوت بلند کر کے فاس طارہ اور مراکش موحدین سے چھین لئے اور سنہ ۶۴۸ھ سن ۱۲۵۰ء سے سنہ ۶۶۹ھ سن ۱۲۷۰ء تک ان سے لڑ کر غالب ہو گیا۔ مغرب کے بربری عرب اس کے مطیع ہو گئے۔

پھر ان لوگوں کے خاندان میں حکومت متوارث ہو گئی اور تونس میں بنو حفص تلمسان میں ربانیہ اور مراکش میں مرینیہ خاندان والے تیرھویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک حکومت کرتے رہے۔

علمائے قرطبہ

ابو عمر احمد بن محمد بن زید بن حلبیب بن قدیر بن سالم قرطبی سلطان ہشام ابن الحکم کے آزاد کردہ غلام کا بیٹا تھا۔ علم حدیث و تاریخ کا مستند عالم تھا ۲۳۲ھ ۸۴۶ء میں پیدا ہوا اور ۳۲۹ھ ۹۴۰ء میں انتقال ہوا۔ اس کی تصنیف عقد الفرید ہے قرطبہ میں دفن ہوا۔[۱]

یحییٰ بن یحییٰ ابن کثیر اللیثی بربری الاصل تھا۔ زیاد بن عبد الرحمٰن عرف شیطون قرطبی سے موطا امام مالک سنی اور یحییٰ بن نصر العقیسی سے سند لی۔ ۲۰ سال کی عمر میں مدینہ پہونچکر امام مالک کے درس میں شریک ہوئے مکہ گئے سفیان ابن اوعلینہ سے اور مصر میں لیث بن عبد اللہ اور عبد الرحمٰن بن القسم سے احادیث کی سند لی[۲] تلامذہ امام مالک سے سند فقہ لی۔ اندلس واپس آئے۔ بقول ابو الولید ابن الفرضی یحییٰ تحصیل علم سے فارغ ہو کر آئے تو وہ علم و فضل اور عقل و دانش میں یگانۂ روزگار اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔

سلطان عبد الرحمٰن ثانی نے عہدۂ قاضی القضاۃ پیش کیا تقویٰ کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔ مالکی مذہب اندلس میں یحییٰ کی بدولت شائع ہوا۔[۳]
۸ رجب ۲۳۴ھ ۸۴۸ء میں انتقال کیا مقبرہ بنی عامر میں دفن ہوئے

ابن الفرضی ابو الولید عبد اللہ بن محمد یوسف بن نصر الفرضی فقیہ و محدث تھا

۱۔ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۰ ۲۔ تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۹۶ ۳۔ الاعلام ج ۳ ص ۱۱۵۷

المختلف والموتلف مشتبتہ النسبتہ تصنیف سے ہے ۳۸۲ھ میں حج کیا اور ۴۰۳ھ ۱۰۱۳ء میں قرطبہ میں قتل ہوا[1]۔ اس کا ذکر تفصیل سے علمائے اندلس میں آ گئے ہے۔

ابن زیدون ابو الولید احمد بن عبداللہ بن احمد بن زیدون المخزومی الاندلسی ۳۹۴ھ ۱۰۰۳ء میں پیدا ہوئے وطن قرطبہ تھا۔ نثر و نظم میں امام فن تھا المعتضد رئیس اشبیلیہ کا وزیر تھا۔ حکمرانی کی اعلیٰ قابلیت تھی۔ شاعر "بعدیل" تھا صاحب دیوان ہے ۴۶۳ھ ۱۰۷۰ء میں انتقال ہوا[2]۔

ابو عمر یوسف ابن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عاصم الغری القرطبی ۳۶۸ھ میں پیدا ہوا۔ حافظ خلف ابن قاسم۔ عبدالوارث بن سفیان اور ابو سعید بن سفر محمد بن عبدالمومن۔ ابو عمرو باجی۔ ابو عمر الطلمنکی اور ابو الولید بن الفرضی وغیرہ سے قرطبہ میں روایت حدیث کی۔ ابو القاسم السقطی المکی حافظ عبدالغنی بن سعید ابو ذر ہروی ابو محمد بن نحاس مصری سے احادیث تحریری لی۔ ابو عمر فقہ میں بھی متبحر عالم تھے موطا امام مالک پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۷۰ جلدیں الاستذکار لمذہب ائمۃ الامصار فی ما تضمنہ الموطا من معانی الرائے والآثار (شرح موطا)، کتاب الاستیعاب (اسماء صحابہ) الدّرا فی اختصار المغازی والسیر۔ غرضکہ بہت سی تصانیف ہیں۔

۲۹ ربیع الآخر ۴۶۳ھ ۱۰۷۰ء شہر شاطبہ میں بروز جمعہ انتقال کیا امام ابن حزم ظاہری قرطبہ میں ۲۰ رمضان ۳۸۴ھ ۹۹۴ء میں پیدا ہوئے حدیث

---

[1] نفح الطیب ج ۱ ص ۳۸۹ [2] ابن خلکان ج ۱ ص ۵۳

وفقہ کے مستند عالم تھے۔

ان کا مفصل ذکر راقم سطور نے علمائے حق میں لکھا ہے کچھ ذکر آگے آتا ہے کتاب الفصل فی الملل والاہوا۔ والنحل۔ الاجماع مراتب العلوم۔ تقریب نقط العروس وغیرہ یادگار سے ہیں، ۲۷ شعبان ۴۵۶ھ سنہ ۱۰۶۳ء کو انتقال ہوا

ابن جلجل ابو داؤد سلمان بن حسان جلیل القدر طبیب اندلس تھا شرح اسمائے مفردات ایک کتاب خلیفہ ہشام کے نام سے معنون کی تھی جو ۳۷۳ھ سنہ ۹۸۲ء میں لکھی گئی۔

ابو غالب التیانی کا ۴۳۶ھ میں اور ابو الولید الباجی کا جو کتاب المنتقی اور احکام الفصول فی احکام الاصول اور بہت سی کتابوں کا مصنف ہے ۴۷۴ھ میں انتقال ہوا۔

ابن بشکول ابو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود الخزرجی انصاری قرطبی مصنف صلہ (تذکرہ علمائے اندلس) ۵۷۸ھ میں انتقال کیا[1]۔

فیلسوف اندلس ابو الولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد ۵۱۴ھ سنہ ۱۱۲۰ء میں قرطبہ میں پیدا ہوا۔ متبحر فقیہہ حافظ بن محمد بن رزاق سے تحصیل علم کی اور بیرون بن زہر سے طب حاصل کی۔ دنیائے اسلام میں یگانہ روزگار ہستی تھی۔ تفصیلی حالات راقم کی تصنیف فلاسفہ اسلام میں دیکھئے[2]

المنصور سلطان قرطبہ اور خلیفہ الناصر ابن رشد کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک قرطبہ اور اشبیلیہ کا قاضی القضات رہا ۵۹۵ھ سنہ ۱۱۹۸ء میں انتقال ہوا۔

---

[1] وفیات الاعیان ج اص ۲۱۸ [2] فلاسفہ اسلام از انتظام اللہ شہابی ص ۱۲۵

قرطبہ میں ہزار علماء تھے جن کے حالات عربی تصانیف میں محفوظ ہیں ابو علی الغسانی۔ ابو علی الحسین بن محمد بن احمد الغسانی۔ الجیانی محدث و فقیہ تھے۔ مدت العمر مسجد قرطبہ میں درس حدیث میں لگے رہے، سنہ ۴۹۷ھ سنہ ۱۱۰۳ء میں انتقال ہوا

تباہی کے اسباب

مرکزی حکومت قرطبہ کی تفصیل سامنے آچکی۔ مگر اس جگہ مختصراً وہ اسباب
بیان کرتے ہیں جو اس حکومت کے تباہی کے باعث ہوئے۔

بنی امیہ نے اندلس میں کئی سو برس حکومت کی اور جو کارہائے نمایاں انجام
دیے اس کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے۔

خلفائے بنی امیہ میں پہلی خانہ جنگی ہشام کے زمانہ میں اس کے بھائی سلیمان
اور عبداللہ نے سنہ ۱۸۱ھ سنہ ۷۹۰ء میں کی مگر ہشام کی قوت کے مقابلہ میں زیر ہوا لیکن
وہ پھر ہشام کے بیٹے الحکم کے مقابلہ میں آیا۔ سلیمان مرگیا۔ عبداللہ کا عفو تقصیر ہوا۔ مگر
الحکم کا بیٹا عبدالرحمن ثانی خلیفہ ہوا تو عبداللہ نے والنسیہ پر افریقہ کے بربر قوم کے
افراد سے حملہ کردیا مگر کچھ سوچ کر عبدالرحمن سے صلح کرلی۔ تاہم یہ آگ خاندانی سلگتی
رہی پھر نمایاں صورت سنہ ۴۹۴ھ سنہ ۱۱۰۰ء تک جھگڑے کی نہ پیدا ہوئی۔

البتہ خلفائے اندلس نے عرب امرا اور دوسرے سرگروہوں کو سرایا اور انکو
ترقی کرنے کے مواقع دئے انھوں نے جب خلفا کو کمزور دیکھا اٹھ کھڑے ہوئے
ان میں سب سے بڑھ کر کارمونہ اور بائسطہ کے والی تھے۔

سنہ ۲۵۹ سنہ ۸۶۱ء میں علی بن مغیث نے حکومت اندلس کے خلاف
چڑھائی کی تو یہ اس کے مددگار رہے۔

والی طرطوس وہ تھا جس نے مذکورالذکر اور سلیمان اس کے بھائی عبداللہ

کی بغاوت میں حصہ لیا۔ سرقسطہ مریدہ۔ طلیطلہ کے والیوں نے بھی موقعہ بہ موقعہ کشت و خون و ہنگامے میں حکومت کے خلاف کمی نہ کی۔ عمرو بن حسن اور کالب کی کارفرمائی کو زیادہ دخل رہا۔

عمرو بن حسن نے دستور رہزنی کا اختیار کر لیا تھا۔ مسلمان اور عیسائیوں کی سلطنت کے درمیان اپنی حکمرانی قائم کی تھی ۲۴۹ھ ۸۶۳ء سے ۲۵۲ھ ۸۶۶ء تک صوبہ ارغون کے اکثر حصہ پر علمبردار بن گیا تھا اور اس نے بہت سے والیوں اور سرداروں سے ساز باز کر رکھا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے سلطان محمد اٹھا تو اندلس اور فرانس کے درمیان کوہستان برنیہ میں جا کر پناہ گیر ہوا اور شاہ نوارہ سے مل گیا اور پھر فوج لے کر صوبہ ارغون پر قابض ہو گیا۔ ابرہ ندی تک اس کا تسلط تھا۔ ایبر کی جنگ میں کام آیا۔ مگر اس کا بیٹا کالب سلطان منذر کے مقابل آیا۔ طلیطلہ اور فونسہ نے اسکی معاونت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ۲۷۳ھ ۸۸۶ء میں ان پر قابض ہو گیا اور خلفائے بنی امیہ کے جس قدر مخالف تھے ان کو ایک محاذ پر لے آیا۔ شہر طالوت سے لے کر منبع دریائے تاج تک تمام ملک کا مالک بن بیٹھا اور اس پر بس نہیں کیا ایالت اور المونیا اور قطالونیہ کے ایک حصہ اور طرطوس سے شہر مرسیہ تک کے سواحل پر بھی قبضہ جما

یہ اندرونی خانہ جنگی خلفائے اندلس کی قوت کو کمزور کر رہی تھی۔ کالب کا دل مسلمانوں پر حملہ کرنے سے بھر گیا تو نصاریٰ جن کو حکومت کے خلاف ابھارا تھا اب ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ ۲۷۸ھ ۸۹۱ء میں جنگ زامورہ میں اسے شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ ادھر مجبوری درجہ اس فتنہ کے دفعیہ کے لئے خلفائے امویہ اور بادشاہان مملکت لیون متفق ہو گئے۔ ۳۰۱ھ ۹۱۳ء میں سلطان عبدالرحمٰن ثالث نے

اس پر فتح پائی اور شرقی اندلس کا تمام ملک اس کے قبضہ سے چھڑا لیا کالب کے ہاتھ میں بجز طلیطلہ اور ایالت الرامون کے سوا کچھ نہ رہا۔ آخر سن ۳۱۰ھ ۹۲۲ء میں وہ مر گیا مریدہ والوں نے بھی کچھ فتنے سن ۲۱۲ھ ۸۲۷ء اور سن ۳۱۴ھ ۹۲۶ء میں اٹھائے مگر جلد دب گئے ان عرب امرا سے زیادہ بربریوں نے حکومت کے قصر کو ڈھانے کی سعی کی۔

عبدالرحمن اول نے بربریوں کو نوازا انھوں نے مغربی زناتھ قبائل کے لوگ بلا کر اپنے خفیہ (باڈی گارڈ) مقرر کئے پھر عبداللہ اور سن ۲۸۸ھ ۹۰۰ء تک دیگر خلفا ان کو نوازتے رہے۔ اس پر ان خلفا نے یہ اڈ کیا کہ قسطنطنیہ سے سلاروبیہ قوم کے غلام منگوائے اور ان کو ہتھیار باندھنے اور ان کو استعمال میں لانے کے قواعد سکھائے اور اپنا باڈی گارڈ بنایا جس سے یہ ضرور ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے خود سر عرب اور بربر دب گئے سن ۱۳۸ھ ۷۵۵ء سے لیکر سن ۳۹۹ھ ۱۰۰۸ء تک بالکل کوئی جھگڑا ان سے سرزد نہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ غلام سیاسی کاموں میں بھی دخل ہونے لگے۔ حکومت کے انحطاط پر انھوں نے بھی نمک حرامی کی جس سے حکومت امویہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا

اقتدار نصاریٰ

بعض کوتاہ اندیش خلفائے اندلس اور امرائے عرب کی خانہ جنگی نے سرحدی نصرانی حکومتوں کو اپنی پائمال شدہ حالت سدھارنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سرحدی ریاستوں نے یورپ میں اپنے نمائندے بھیجکر مسلمانوں کے فرضی ظلم کی داستانیں سنائیں جس سے تمام یورپ میں مسلمانوں سے لڑنے کا عام جوش پھیل گیا۔ اور جوق در جوق روسائے سرحد کی معاونت کے لیے نصرانی آنے لگے ان فدائیوں میں رمنیڈ بوگونی اور ہنری ہیزنونی دو سرداروں نے ایسی جنگی خدمتیں اور کارہائے نمایاں کئے کہ شاہ الفنس نے اپنی بیٹی پرنسس اوراقہ رمنیڈ کو بیاہ دی اور دوسری لڑکی پرنسس طیرنیزہ ہنری کے حبالہ عقد میں دیدی۔ ہنری نے ریاست پرتگال بنایا جس قدر ملک فتح کیا تھا وہ بھی شہزادی طیرنیزہ کے جہیز میں ہنری ہی کے حوالہ کیا۔ رمنیڈ کو کوئی ملک نہیں ملا مگر اسے یہ توقع تھی کہ قسطیلہ کی سلطنت اس کے حصہ میں آئے گی چنانچہ شاہ الفنس کے بعد وہ قسطیلہ اور لیون کا بادشاہ ہوگیا۔ ۵۱۴ھ ۱۱۲۰ء میں نصاریٰ اسپین کی حکومت اندلس کے اس تمام حصہ ملک پر قائم تھی۔ جو طلیطلہ سے دریائے ریرہ تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔

اس کے بعد ریاست اراگون کے فرمانروا الفنس نے شہر دانقہ پر چڑھائی کی اور افریقہ کے سلطان مرابطین کی طرف سے اس ملک میں جتنے گورنر تھے وہ سب متفق و متحد ہوکر الفنس کی مقاومت کے لئے اٹھے مگر الفنس نے ان سب کو شکست

دمی اور اندلس کے میدانی علاقوں کو فتح کر لیا۔ اس حملہ میں نواح غرناطہ کے بارہ ہزار مسلمان عرب بھی الفنس کے زیر علم سرفروشی کر رہے تھے۔ جس کی وجہ ان کا مرابطین سے برسر عناد ہونا تھا۔ پھر ۵۱۹ھ ۱۱۲۵ء میں الفنس نے مملکت مرسینہ پر حملہ کیا اور غرناطہ کے حوالی کو دل کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ وہ اس لڑائی میں مملکت غرناطہ وغیرہ کے بہت سے عربوں کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لے گیا تھا جنھوں نے شہر سراغوسہ میں سکونت اختیار کر لی۔

الفنس کی یہ حرکت دیکھکر مرابطین کے فرمانروا نے اپنی سپاہ کو شدید حکم دے دیا کہ ممالک اسلامیہ کی حدود میں جس قدر نصرانی آباد ہیں انھیں گرفتار کر لیا جائے اور ان کے مجمعے متفرق کر دئے جائیں۔

اس حکم کی پورے طور پر تعمیل کی گئی۔ بلکہ اس پر اتنا اور اضافہ بھی ہوا کہ جن نصرانیوں پر دشمن سے مراسلت کرنے کا شبہ ہوا تھا ان کو مجبور کیا گیا کہ اپنی جائدادیں اور گھر بار فروخت کر کے بلاد مغرب یعنی افریقہ میں منتقل ہو جائیں۔

یہ کارروائی الفنس ریمنڈ شاہ قسطیلہ ولیون کے جواب میں اختیار کی گئی تھی۔ مگر وہ اس سے کچھ بھی متاثر نہ ہوا۔ بلکہ ۵۲۸ھ ۱۱۳۳ء میں پھر ایک سپاہ جرار کے ساتھ اندلس کے اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں اس نے اشبیلہ اور قادس کے اطراف کو خوب تباہ و برباد کیا۔

الفنس ریمنڈ کچھ تو ان مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے اور کچھ اس سبب سے کہ نوارہ اور اراغون کے نصرانی بادشاہوں کے مابین ثالث بنایا گیا اور مناسب وموثر فیصلہ کیا تھا۔ امپر یعنی شہنشاہ کے لقب کا مستحق ہو گیا اور اب وہ امپراطور کہلانے

لگا۔ اسی طرح اس کے ہمزلف ہنری نے بھی الجرف کی سمت بلاد اسلامیہ پر حملہ
کیا جادا چوزہ۔ بجا۔ اقورہ اور الواتنہ کے والیان تک متفق و متحد ہو کر ہنری کی مقاومت
کے لیے آئے اور اس متفقہ لشکر نے دشمن کا مقابلہ کیا لیکن اور لیقہ کی سنگستانی سر
زمین کے نزدیک مسلمانوں کے اس متحدہ لشکر کو شکست ملی۔

اب ہنری کی قوت و شوکت بھی خوب مستحکم ہو گئی کیونکہ وہ ان منتظم والیان
ملک کے علاقہ کا حکمران ہو گیا تھا اور مسلمان اب کچھ حصہ ملک پر حکمران رہ گئے تھے

اشبیلیہ

خلیج بسکی سے ۶۲ میل کے فاصلہ پر ساحل وادی الکبیر پر جبل اشرف کے دامن میں اشبیلیہ آباد ہے۔ یہ شہر موسیٰ بن نصیر کے بعد اولین عامل عیسیٰ بن عبداللہ الطویل کی ماتحتی میں تھا۔ لیکن بعد میں عبدالعزیز بن موسیٰ گورنر مقرر ہوا جس نے لذریق کی نوعمر بیوہ استانہ سے عقد کر لیا تھا بغاوت کے الزام میں خلیفہ سلیمان اموی کے حکم سے گرجا ئے رونینیہ میں قتل کیا گیا۔

۵½ سال تک مسلمانوں کے زیرنگیں رہا اولین فرمانروائے اشبیلیہ قاضی ابوالقاسم محمد بن اسمٰعیل بینی لخمی عبادی ساکن شام تھا اس کے بعد المعتضد بیٹھا جس نے اپنے ولی عہد اسمٰعیل کو خود قتل کیا۔

۴۱۴ھ ۱۰۲۳ء میں قاضی ابوالقاسم تھا ۴۳۳ھ ۱۰۴۲ء میں المعتضد حکمراں رہا ۴۶۱ھ ۱۰۶۸ء لغایتہ ۴۸۴ھ ۱۰۹۱ء المعتمد تھا یہ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ یورش نصاریٰ پر اس نے ہی یوسف بن تاشفین کو دعوت اندلس دی تھی وہی اس پر قابض ہو گئے۔

مسلمانوں کے عہد میں بہت بارونق شہر تھا روئی کی منڈی تھی پانچ ہزار کارخانے پانی کی طاقت سے چلتے تھے۔

ابن خلدون جیسے مورخ ابن عربی جیسے محدث ابن ہشیم اور ابن زیدون سے شاعر۔ زہری خطیب ابن زہر ابوبکر جیسے فلسفی یہاں پیدا ہوئے۔

یہاں بھی چند عمارتیں حکمرانوں نے بنوائیں مگر وہ جلد مسمار ہو گئیں۔
اشبیلیہ کے حمام میں المعتضد نے ۶۰ سرداران بربر کو بلوا کر ابلوا ڈالا تھا۔
یہاں ایک قصر یوسف ابو یعقوب نے تعمیر کرایا تھا اس نے ایک مسجد بھی تعمیر ۵۶۸ھ
۱۱۷۲ء میں کی تھی۔ برج الذہب ۶۱۷ھ ۱۲۲۰ء میں سید ابو العلا گورنر الموحدی
نے ساحل وادی الکبیر پر قائم کیا تھا۔ نصرانیوں کے غلبہ پر دار الخیرات شفاخانے
مساجد وغیرہ ڈھا دیئے گئے اور مساجد کو گرجے کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔

علمائے اشبیلہ

ابو علی عمر بن عبداللہ الملقب بہ الشاوبینی بھی از دوسے تھا صرف ونحو کا عالم تھا، التوطیہ (صرف نحو) تصنیف سے ہے ۶۴۵ھ میں اشبیلہ میں وفات پائی[۱]

قاضی ابو مروان محمد بن احمد بن عبد الملک الباجی متوطن اشبیلہ ابو العباس احمد بن محمد بن احمد متوطن اشبیلہ۔ ابوبکر ابن زہر الحفید طبیب و وزیر وقت تھا امیر یوسف یعقوب المنصور اور عبداللہ محمد الناصر کے پاس رہا آخر میں مراکش جا کر ۵۹۶ھ میں انتقال کیا

محمد بن علی ابن عبداللہ ابن الحاج اشبیلہ میں ۶۷۰ھ میں پیدا ہوا۔ علمائے عصر سے اکتساب علوم وفنون کیا۔ امیر نصیر نے اپنا وزیر ۷۰۹ھ میں بنایا۔ ابن الحاج کو کمسنی میں مختلف قسم کی چکیں بنانے کا شوق تھا اس نے بزمانہ ابو یوسف یعقوب المنصور ایک بہت بڑا کارخانہ افریقیہ میں قائم کیا تھا۔ آلات حرب توپ وغیرہ ڈھلتی تھیں یہی توپ کا موجد ہے پہلے محمد ثانی امیر غرناطہ کا ملازم رہا پھر نصیر کا وزیر رہا۔ ۷۳۰ھ میں انتقال کیا[۲]

عبداللہ السلیمانی لسان الدین ابن خطیب فاضل جلیل تھا۔ امیر یوسف غرناطی کا وزیر رہا۔ اللفۃ البدریہ فی تاریخ دولت النصریہ لکھی ۷۶۰ھ تک بقید حیات تھا۔

---

[۱] ابن خلکان [۲] المقری و ابن الخطیب

طلیطلہ

یہ قدیم قوطی سلاطین کا دار الحکومت اور خاندان ذوالنون کا مستقر رہا ہے دریائے تاجو کے کنارے ایک بلند و دشوار گذار پہاڑ پر واقع ہے دریائے تاجو پر ایک محراب کا پل مسلمانوں نے تعمیر کیا تھا۔

طلیطلہ کے داخلہ کے لئے باب الشمس اور باب المسکرہ جیسے پندرہ دروازے تعمیر کئے گئے۔ مسجد باب المردان بنائی گئی۔ طلیطلہ بغاوت کا گھر ہر زمانہ میں رہا جیسا کہ پچھلے اوراق میں جس کی تفصیل آچکی ہے یہاں کے حکمرانوں میں المامون ابن ذوالنون نامور ہے۔ اس نے ایک عالی شان محل تعمیر کرایا تھا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے فلسفی اور علماء تھے۔

ابو القاسم الزرقال مہندس و صناع نے ایک ایسا گھڑیال بنایا تھا جو پندرہ روز بڑھتا اور پندرہ روز گھٹتا تھا اور جس کے خطوط سے تاریخ و وقت دریافت کیا جاتا تھا۔

خاندان ذوالنون طلیطلہ

اسمٰعیل	۴۲۷ھ م ۱۰۳۵ء
یحییٰ مامون	۴۲۹ھ م ۱۰۳۷ء
یحییٰ قادر	۴۳۹ھ م ۱۰۴۷ء

ممالکِ قُربہ اندلس

جزیرۃ الخضرا جبل طارق کے پاس یہ چھوٹا سا شہر ہے جہاں سے طنجہ اور رباط کے لئے جہازی راستہ ہے مسلمانان مراکش نے ۹۰ھ میں تسخیر کیا تھا یہاں کی نارنگیاں مشہور ہیں۔

طریفہ ساحل اندلس کا قصبہ ہے۔ طریف ابن زرعہ پہلے پہل یہاں آئے تھے۔ یہاں قلعہ تعمیر کیا تھا۔

قادس یہ شہر جزیرۃ القادس کہلاتا ہے۔ یہاں ایک مینار بنا ہے میوہ کثرت سے ہوتا ہے ایسا ہی سرسبز ہے۔ یہی وادی بکہ کا میدان ہے جہاں طارق کی فوج مقیم ہوئی تھی۔ اس شہر میں ابو العباس پیدا ہوا تھا جس نے مقامات حریری کا حاشیہ لکھا یہیں قاضی جمال الدین قاضی القضات دمشق پیدا ہوئے

طنطو اشبیلہ سے شمال رخ ۵۰ میل پر ہے یہاں تانبہ کی کان ہے معدن طلاء بھی ہے۔

اطالف۔ طاشہ۔ قرمونہ۔ استیجہ۔ ولبہ۔ یہ سب اشبیلہ کے توابعات سے ہیں شقندہ قرطبہ کے پل وادی الکبیر کے قریب ہے المدور یہاں جامع مسجد ہے ماردہ یہاں غلہ زیادہ پیدا ہوتا ہے اس سے ۹ میل پر میدان زلاقہ ہے لبطلیوس کا یہاں دار العلوم تھا۔ علماء و فضلا یہاں پیدا ہوئے۔ بلش۔ مجراط۔ البہ۔ مدینہ سالم۔ الحامہ یہیں قلعہ ایوب ہے شقوبیہ۔ طلبیرہ میدہ سے ۱۲ میل پر القلعۃ

الانہار ہے قرطبہ سے قریب قلعۃ الریاح ہے یہیں واقعہ یوم عقاب پیش آیا محمد الناصر موحدی کی فوج ۱۲۱۲ء میں نصرانیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔

قلاہورہ دلگربو قریہ سراقسطہ (مدینۃ البیضا) اس کی سنگ بنیاد حضرت غلش بن عبد الصناعی تابعی نے رکھی۔ سلیمان عربی اسلامی پل۔ قصر الجعفریہ مشہور ہیں۔ یہیں بنی تجیب حکمراں رہے۔

منذر بن یحییٰ التجیبی سنہ ۴۱۰ھ م سنہ ۱۰۱۹ء

یحییٰ منظفر سنہ ۴۱۴ھ م سنہ ۱۰۲۳ء

منذر بن یحییٰ سنہ ۴۲۰ھ م سنہ ۱۰۲۹ء

سراقسطہ سے ۱۳ میل پر ونشقہ کی آبادی ہے۔ یہاں دار العلوم تھا بدروہ طرکونہ۔ طرطوشہ۔ مربطر۔ برشلونہ۔ بدلونہ۔ الجبیرہ۔ القنت اریولہ۔ شاطبہ مرسیہ۔ سالقہ۔ طروش۔ مربہ لسبطہ۔ المیرہ۔ ادرقہ۔ البشرات۔ لوشہ۔ رندہ جبل مولائے حسن۔ الجام بشوریانہ۔ پادل۔ قربہ۔ زویلہ یہ تمام شہر و قریہ اندلس کے مشہور تھے۔

زبدہ لسطہ سے ۹ میل ہے المعاون شلنکہ۔ شہر موسیٰ نے فتح کیا تھا مولدین کا آخری قافلہ سنہ ۱۰۱۹ھ سنہ ۱۶۱۰ء میں یہیں سے خارج البلد کیا گیا سمورہ مدینۃ الولید سے چھوٹا ہے عبد الرحمٰن ناصر سے معرکہ یہیں نصرانیوں سے ہوا۔ اسے دافعۃ الخندق کہتے ہیں۔

استرقہ۔ مدینۃ الولید سینقس۔ رندے ابرون۔ سنت سبش۔ صوبہ البہ سنبلہونہ۔

یہاں خلیفہ ہشام کے زمانہ میں عثمانؔ ابن ابی ٹرنع گورنر تھا یہ حبشی تھا
تم طلعت دختر شہزادہ لودس نصرانی والی کوطالیہ کی عثمان سے بیاہی گئی
جب وہ قوم سے غداری کرکے شرمندہ ہوا تو خودکشی کرلی۔ یہ شہزادی دمشق
جاکر سلیمان کی حرم بنی۔

غرناطہ

اندلس کے دار الخلافہ قرطبہ کی امرائے عرب بربر مولدین کی آپس کے فتنہ وفساد سے اینٹ سے اینٹ بج گئی اور اکثر اسلامی ممالک اندلس پر نصاریٰ کا قبضہ ہو گیا غرناطہ بے یار و مددگار رہ گیا۔ سلاطین قرطبہ کی طرف سے گورنر رہا کرتے تھے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں ارجونہ کا ایک یمنی الاصل چابک سوار توسن صبا رفتار پر جنوب اندلس میں نمودار ہوا۔ اس کی بہادری کو دیکھ کر اشبیلہ وغیرہ کے سپاہی اس کے ہمراہی میں ہو گئے اس نے جس طرف کا رخ کیا زیر و زبر کرتا ہوا جبل اسا لقہ پر بنو نصر کا پرچم نصب کر دیا۔

اس بانی حکومت غرناطہ کا نام محمد الاحمر تھا اور یہ حضرت سعد ابن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھا۔ نسب نامہ یہ ہے:-

"محمد بن یوسف ابن محمد احمد خمیس ابن احمر ابن قیس الخزرجی الضا ئی" جس سال نصاریٰ کو میدان ارکہ میں شکست فاش ہوئی اس سال یہ بانی حکومت غرناطہ پیدا ہوا تھا۔

غریب گھرانہ کا فرد تھا ایک کھیت کی کاشت باپ کرتے تھے۔ مگر بچپن سے اس کو شہ سواری اور نیزہ بازی کا شوق تھا۔ محمد ابن احمر نے قرطبہ اور اشبیلہ ارجونہ وجیان کو زیر و زبر کرتا ہوا ۶۳۶ھ ۱۲۳۸ء میں غرناطہ کو فتح کیا اور بڑا ہزاراں جاہ و جلال شہر میں داخل ہوا۔

ابھی باب المنیطہ میں داخل ہوا ہی تھا کہ شارع منشا کی مسجد سے آوازِ اذان بلند ہوئی محمد ابن احمد فوراً گھوڑے سے اترا اور نماز مغرب باجماعت ادا کی پھر القصر دبابِ الروح میں پہنچکر نزول اجلال فرمایا"۔

محمد الاحمر نے تھوڑے عرصہ میں غرناطہ کو عروس البلاد بنا دیا دارالمشورہ باب الشریعتہ قائم کیا۔

اس عرب نژاد بادشاہ نے قصر الزہرا کے مانند مدینتہ الحمرہ کی بنا ڈالی۔ ۱۲۴۸ء میں بیرون شہر غرناطہ جبل سابقہ الحمرا کی ایک مختصر سی سطح و مرتفع مقام پر ۶۰ بیگھہ زمین پر مدینتہ الحمرہ کی سنگ سرخ سے تعمیر شروع کی۔ دن رات مسلمان مہندسین کی ہفت صد سالہ محنت و کاوش کا خلاصہ یہ عمارت تعمیر ہوئی۔ ابھی تکمیل کو نہ پہنچی تھی کہ محمد ابن احمد الغالب باللہ نے بعمر ۷۹ سال انتقال کیا۔ مسجد القلعہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور الحمرہ کے گوشہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ دارالمشورہ مسجد سے ملحق تھا جہاں سلطان وقت علمائے دین متین کی صحبت میں بیٹھ کر فقہ و حدیث سنتا اور پیچیدہ مسائل شرعی پر مشورہ کرتا تھا"۔

شہر غرناطہ دامن جبل السابقہ میں سواحل حدرہ و شنیل پر آباد ہے فصیل میں ۱۰۳۰ برج اور ۷ پھاٹک تھے۔ باب النبوت۔ باب البیرہ باب المنیطہ باب الرملہ۔ باب السلطان۔ باب الجدید۔ باب الحارہ۔

محمد ابن احمد کے بعد محمد ثانی المعروف بہ فقیہہ تخت پر بیٹھا۔ اس نے بھی شاندار حکمرانی کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے محمد ثالث مخلوع ابو الجیوش نصر۔ ابو الولید اسمٰعیل۔ محمد رابع۔ ابو الحجاج یوسف اول۔ محمد خامس الغنی باللہ

انھیں سعید یوسف ثانی نے غرناطہ پر حکمرانی کی۔

الحمرا کی عمارت کئی بادشاہوں کے عہد میں تکمیل کو پہنچی یہ تیرھویں صدی میں بنا شروع ہوئی اور چودھویں صدی میں اتمام کو پہونچی۔

اس محل سرا کو مجلا سنہری پھول پتیوں اور عربی جالی دار محرابوں سے جو اس وقت تک سب ملکوں کے صناعوں کو متحیر کرنے والی ہیں آراستہ کیا۔

صنعت کاری کا تناسب عمارت اور کمالات فن انجنیری نے اس کو سرتاج اندلس بنا دیا۔

اس عمارت کے قریب خیابان الحمرہ اور نہر ہے یہیں مقام بنی احمر ہیں۔

بروج | برج البارود۔ برج الغفر ارتفاع ۸۵ فٹ۔ برج الشرفا۔ برج الاکحہ۔ برج قلب رضا۔ برج التعظیم ۸۵ فٹ ملنبار۔ برج الکنتکوت (مرغی خانہ) تھا برج السیف۔ برج القمارش ۸۴ فٹ ملنبد۔ برج المحراب۔ برج الثبات۔ برج الدمہ برج القندیل۔ برج الجن۔ برج الاطفال۔ برج الابلیس اور برج الماء (الحمرا کے لیئے آب رسانی کا یہاں ذخیرہ تھا)، برج ہفت منزل برج القائد۔ برج طلسم۔ برج الفرق

الحمرا میں داخلہ کے لئے ڈیوڑھی (دار البرکہ) ہے صحن میں حوض ہے۔ طول صحن ۱۲۰ فٹ۔ عرض ۷۵ فٹ صدر محراب پر خوب صورت جالیدار کارنس ہے

مسجد الحمرا ۱۳۰۸ء میں محمد ثالث نے تعمیر کی تھی اپنی خوبصورتی میں لاجواب ہے اس مسجد میں یوسف حجاج جس نے الحمرا میں متعدد عمارات باب الشریعۃ باب الخمر بیت الاخمتن۔ دیوان خاص۔ حوض حمام وغیرہ تعمیر کرائے تھے وہ ۱۳۵۴ء میں شہید ہوا۔

دیوان خاص خوشنمائی و نزاکت نقش ونگار اور فن تعمیر سے تاج الحمرہ کا گوہر شب چراغ ہے۔

منقش و مشبک نیم قوسی محراب سڈول ستون جن پر سونا چڑھایا گیا تھا یہ عمارت یوسف اول کی تعمیر ہے۔

دارالاساد ۹۲×۵۲ فٹ ہے صحن میں خوب صورت و شاندار فوارہ ہے جس کا پانی اچھل کر طشت میں گرتا تھا اور طشت سے پھر شیروں کے منہ کے ذریعہ خارج ہوتا تھا یہ طشت شیروں کی پشت پر قائم کیا گیا ہے۔ صحن کے ہر چہار طرف نازک بارہ دری ہے ستون خوب صورت اور لاجواب ہیں چھت چوبی محراب و کارنس پر پلاسٹر ہے۔ اس کے بعد ایوان بنی سراج کا ہے۔ دارالاسادہ سے ملی ہوئی شاہی بارہ دری ہے۔

مدینۃ الحمرا میں حرم سرا خوب صورت و مشبک ہے اس عمارت کو اہل مغرب دارالاختین کہتے ہیں جس میں ہبر دکہ عائشہ ہے۔

الحمرا سے ایک فرلانگ پر قلعہ العارف باغ اور بنگلہ ہے شہر غرناطہ کی آبادی ۳ لاکھ تھی۔ البازین۔ انتقیرہ۔ شہر خاص۔ باب السلطان باب الرملہ۔ بازار القاریہ یہ مشہور محلے و بازار غرناطہ کے تھے دوسری مشہور چیزیں یہ دارالعلوم۔ حمام الجوزہ۔ باب التوابین مسجد المنظور مسجد تابعین مسجد وداع جس کے زیر سایہ ابو عبداللہ نے نصرانی تاجدار کو کلید الحمرا سپرد کرکے سلطنت سے خلع کیا۔

تاریخ غرناطہ

محمد بن احمر نے غرناطہ پر شایان شان حکمرانی کی۔ اس نے دستکاروں اور موجد پیشہ وروں کو نئی چیزیں بنانے اور دربار شاہی میں پیش کرنے پر صلے اور انعامات عطا کیے۔

مملکت غرناطہ میں حریر (ریشم) کے کپڑے بننے کا بہت رواج ہوا۔ نئی نئی وضع ایجاد ہوئیں۔

علوم کی ترقی میں وہ خلفائے اندلس سے پیچھے نہیں رہا۔ فلکیات۔ طب ریاضی۔ کیمیا نحو اور منطق میں جو ائمہ فن تھے ان کی سرپرستی کی۔

غرناطہ میں حکومت کی طرف سے آئے دن مصنوعی جنگ تیر اندازی نیزہ بازی بلبلوں کی لڑائی گھوڑ دوڑ وغیرہ ہوتی اور ان تماشوں میں اعیان مملکت اور عام رعایا شریک ہوتی[1]

اس کے زمانہ میں غرناطہ عروس البلاد بن گیا تھا۔

محمد بن احمر نے غرناطہ کی بہت مضبوط بنا ڈالی سنہ ۶۳۶ھ ۱۲۳۸ء سے سنہ ۷۵۳ھ سنہ ۱۳۵۲ء تک اس کا خاندان حکمراں رہا۔ جس نے سنہ ۶۳۶ھ سنہ ۱۲۳۸ء سے سنہ ۶۷۲ھ سنہ ۱۲۷۳ء تک بڑے رعب و جلال اور خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ حکمرانی کی۔ اس کے بعد محمد ثانی اورنگ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جس نے سنہ ۶۷۲ھ سنہ ۱۲۷۳ء سے سنہ ۷۰۲ھ سنہ ۱۳۰۲ء تک حکمرانی کی۔ پھر سلطان ثالث تخت نشین ہوا جو سنہ ۷۰۳ھ سنہ ۱۳۰۳ء

[1] تاریخ عرب از موسیو سیدیلو فرانسیسی ص ۳۴۳

سے ۷۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ء تک فرماں روا رہا۔

ان تینوں بادشاہوں میں سے دو نے بڑی خوبی کے ساتھ انتظام سلطنت قائم رکھا۔ تیسرے کے زمانہ میں نصاریٰ ابو اعبوش نے اہل غرناطہ کو ملا کر محمد شاہ کو معزول کیا اور خود سنہ ۱۳۰۹ء سے سنہ ۱۳۱۳ء تک سریر آرائے سلطنت رہا اس لئے اس کے بھائی اسمٰعیل بن فرج نے اس کو تاج و تخت سے بیدخل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد رابع ۷۲۶ھ سنہ ۱۳۲۵ء سے ۷۳۴ھ سنہ ۱۳۳۳ء تک حکمراں رہا پھر اس کا بھائی یوسف اول سنہ ۱۳۳۳ء سے ۷۵۵ھ سنہ ۱۳۵۴ء تک حکمرانی کرتا رہا یہ ایک ذی حوصلہ اور صاحب عزم بادشاہ تھا اس نے انتظام سلطنت کے گذشتہ اصول اور بہترین عادلانہ قوانین کی تجدید کی نصاریٰ سے معرکہ رہا جس میں ناکامی ہوئی اس کے بعد محمد پنجم ابن یوسف ملقب بہ جانشین منصب سلطنت پر فائز ہوا۔ مگر اس کے خلاف اسمٰعیل ابن یوسف اور ابوسعید نے سازش کر کے اس کو معزول کر دیا اور آپس میں حکومت کے لئے جھگڑے پڑے شاہ قسطیلہ نے ابوسعید کا خاتمہ کرا دیا اور محمد کو کمک دے کر کامیاب بنایا ۷۶۵ھ سنہ ۱۳۶۳ء سے ۷۹۳ھ سنہ ۱۳۹۰ء تک محمد پنجم حکمراں رہا اس کے بعد یوسف ثانی بادشاہ ہوا۔ پھر محمد ششم اورنگ نشین سلطنت ہوا جس نے اپنے بھائی یوسف کو دائم الحبس کر دیا جب محمد ششم مرض الموت میں گرفتار ہو کر مرگیا تو یوسف ثالث حکمراں ہوا۔ پھر محمد ہفتم الملقب بہ المیسر ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ء سے ۸۴۲ھ سنہ ۱۴۳۸ء تک بادشاہ رہا۔ یہ

ظالم تھا رعایا ناخوش تھی اس کو معزول کر کے اس کے رشتہ دار محمد الصغیر کو بادشاہ بنا لیا گیا
جو ایک سال حکمران رہا اس کو بھی معزول کر کے پھر محمد ہفتم کو بادشاہ کر دیا گیا۔

غرناطہ کی اندرونی بدنظمی سے فائدہ اٹھا کر قسطیلہ کے بادشاہ نے حملہ کر دیا اور
یوسف رابع کو سلطنت پر بٹھایا۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد محمد ہفتم نے امرائے غرناطہ
سے ساز باز کر کے یوسف کو معزول کیا اور خود حکمران ہو گیا۔ ۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء تک اچھی
طرح حکومت کرتا رہا۔ عثمان اسمٰعیل ثالث نے اس کے خلاف سازش کی جس میں عثمان
کامیاب ہوا اور محمد نہم کے نام سے ۸۵۸ھ ۱۴۵۴ء میں تخت پر قابض ہو گیا۔ پھر
اسمٰعیل اس کو زیر کر کے تخت حکومت کو قبضہ میں لایا اور کچھ دنوں میں مر گیا تو اس کا بیٹا
حسن تخت غرناطہ پر متمکن ہوا۔

اس نے اپنا نام محمد دہم اسمٰعیل رکھا اس کے معاون نصرانی تھے اکیس برس بادشا
کی ۸۶۵ھ ۱۴۶۰ء میں عیسائیوں نے جبرالٹر جبل طارق اور ارکیڈونا پر قبضہ
کر لیا اور تمام ممالک متوسط کو مغلوب کر لیا۔ غرناطہ کے اضلاع بھی نکل گئے تو عیسائی
بادشاہ نے ایک عہدنامہ لکھوایا کہ مسلمان دس ہزار اشرفی سالانہ خراج دیں اور تابعدار
رہیں۔ اس عہدنامہ کے تین برس بعد ۸۷۱ھ ۱۴۶۶ء میں محمد دہم انتقال کر گیا۔

ابوالحسن شاہ غرناطہ

ابوالحسن ملقب بہ علی اپنے باپ محمد دہم کے بجائے تخت غرناطہ پر بیٹھا یہ جاہ وجلال کا بادشاہ تھا۔ اس کے زمانہ میں بڑا واقعہ فتح زاہرہ اور محاصرہ مالگا کا تھا اس زمانہ میں ملکہ قسطیلہ۔ ایزبلہ کی شادی فرڈیننڈ بادشاہ نوارے سے ہوئی اب ہر دو زن وشوہر قسطیلہ نوار۔ ارعون تینوں مملکت کے بادشاہ تھے۔ ایزبلہ اور فرڈیننڈ نے دربار غرناطہ کو سفارت بھیجی اور سلطان حسن کو پیام دیا گیا کہ تمہارا باپ شاہ قسطیلہ کو خراج دیتا تھا تم بھی بدستور خراج ادا کرو اور جو واجب الادا ہے وہ بھی جلد ارسال کرو سلطان ابوالحسن نے سفیروں سے کہا کہ تم لوگ واپس جاکر ہر دو فرمانرواؤں سے کہہ دو کہ غرناطہ کی ٹکسال میں اب سونا نہیں ڈھلتا بلکہ آبدار تلوار ڈھلتی ہے" سلطان ابوالحسن کا یہ جواب صرف زبانی نہ تھا بلکہ اس نے ۸۸۶ھ میں شاہ قسطیلہ کے قلعہ صخرہ پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ یہ مستحکم اور بلند و بالا قلعہ تھا مگر سلطان نے ایک ہی شب میں اسے تسخیر کر لیا۔ اس کے بعد جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ۸۸۷ھ میں قلعہ الحمر اکو مسلمان فوجوں سے خالی پاکر شاہ کیٹیل فرڈیننڈ نے اس پر حملہ کرکے قبضہ کر لیا۔ ہزاروں مسلمان مرد و عورت اور بچے اس کے دندان آز کا شکار ہوئے سلطان حسن کو اس کے مظالم اور درندگی کی اطلاع پہنچی اور یہ کہ شاہ کیٹیل بذات خود ایک فوج گراں کو لے کر غرناطہ پر بڑھ رہا ہے جس نے اپنی عنان توجہ لوشہ کی طرف کر دی۔ شاہ کیٹیل نے سلطان حسن سے شکست کھائی پھر تو مسلما

اس کی فوج کے مال و اسباب پر قابض ہو گئے۔

ادھر عیسائیوں کے ساتھ جنگ جاری تھی ادھر مسلمان خطرناک خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ سلطان حسن کی ایک عیسائی کنیز تھی جس سے اس کو بے حد انس تھا۔ اس جاریہ کے علاوہ سلطان کی ملکہ سلطان عبداللہ کی بیٹی تھی۔ بیوی اور جاریہ ہر دو سے اولاد تھی بیوی کے بطن سے ابو عبداللہ اور یوسف تھے لیکن سلطان کی توجہ جاریہ پر زیادہ تھی اس بنا پر ابو عبداللہ اور یوسف دونوں کو خوف تھا کہ کہیں سلطان حسن تاج و تخت سے ہم کو محروم نہ کر دے اور اپنی جاریہ کی اولاد کو اپنا جانشین نہ بنا دے اس اندیشہ سے اس وقت جب کہ سلطان مقام رونڈہ میں شاہ کیسٹل سے نبرد آزما تھا ابو عبداللہ اور یوسف باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر بیٹھے اور غرناطہ کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے۔

سلطان کو خبر لگی وہ مالقہ میں مقیم ہو کر اس بغاوت کے فرو کرنے کی تدبیر سوچنے لگ گیا کہ عیسائیوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر مالقہ پر حملہ کر دیا۔ مگر ان کو ناکامی ہوئی اور شاہ کیسٹل کے تجربہ کار سپہ سالار اور دس ہزار سپاہی سلطان کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔

ابو عبداللہ نے باپ کو پریشان کرنے کے لئے مالقہ پر حملہ کر دیا باپ بیٹے ہر دو صف آرا ہوئے ابو عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ غرناطہ بھاگ آیا اس کے بعد اس نے ۸۸۸ھ میں شہر لوشیہ پر چڑھائی کر دی لوٹ مار میں لگ گیا عیسائیوں نے گھیر ڈال کر ابو عبداللہ کو گرفتار کر لیا اور شاہ قسطیلہ فرڈیننڈ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ سلطان حسن کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ مالقہ سے غرناطہ آ گیا لیکن اب بیٹے

بیٹوں کی باغیانہ سرگرمیوں کے باعث امور سلطنت سے دل اچاٹ ہوگیا اور اس درجہ حکومت سے بیزار ہوا کہ اپنے بھائی عبداللہ الزاغل کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو گیا۔ ابھی الزاغل نے حکومت کو سنبھالا نہ تھا کہ ۸۹۰ھ میں عیسائیوں نے صوبہ مالقہ پر یورش کر دی اور سرحد کے چند قلعوں پر قابض ہو گئے۔

سلطان عبداللہ الزاغل نے ان عیسائیوں کی قوت کے ساتھ سرکوبی کر دی فرڈیننڈ نے ابوعبداللہ کو جو نظربند تھا آزاد کیا اور الزاغل کے مقابلہ پر بھیجا یہ شاہ کیٹسل کی امداد کے بھروسہ پر اور وعدہ وعید کرکے اپنے چچا سے لڑ بیٹھا۔

اس جنگ میں ابوعبداللہ کو جو علاقہ ہاتھ لگتا وہ معاہدہ کے مطابق فرڈیننڈ کے حوالہ کرتا رہا۔ سلطان الزاغل اس صورت حال کو دیکھ کر غرناطہ سے مالقہ پر حملہ آور ہوا۔ یہاں فرڈیننڈ مسلمانوں کو ذبح کر رہا تھا۔ ابوعبداللہ غرناطہ خالی دیکھکر خود قابض ہو گیا۔

الزاغل اب غرناطہ لوٹا نہیں بلکہ وادی آش جاکر مقیم ہو گیا۔ شاہ کیٹسل قسطیلہ نے مالقہ کے بقیہ مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ ۸۹۲ھ اتارا اور جو بچے لونڈی غلام بنا لئے گئے۔

فرڈیننڈ دو برس بعد ۸۹۴ھ میں معاہدے کو بالائے طاق رکھ کر ابوعبداللہ پر حملہ آور ہوا یہ تاب مقابلہ نہ لا سکا صوبہ بسطہ فرڈیننڈ کے حوالہ کرکے صلح نامہ کر لیا شرط یہ تھی کہ مسلمانوں کے جان و مال سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا مگر فرڈیننڈ نے صلح نامہ کی پابندی نہ کی مسلمانوں کے مال و اسباب پر قبضہ بھی کر لیا۔

اب شاہ کیٹسل نے سلطان الزاغل کو سبز باغ دکھائے صوبہ ایلبیریہ اور

وادی آش اس سے لیکر اشبیلہ کے علاقہ میں کچھ آراضی دے دی اور اب فرڈنینڈ نے ابو عبداللہ کو یہ پیغام بھیجا۔

"جس طرح الزاغل نے ایلیریہ اور وادی آش خود اپنی رضامندی سے ہمارے سپرد کر دئے تم بھی غرناطہ کا قلعہ الحمرا ہمارے حوالہ کر دو اس کے بدلے جتنی دولت طلب کروگے وہ دی جائے گی اور اس کے علاوہ اندلس کا جو صوبہ کہو گے اس پر تمہاری حکومت قائم کر دی جائے گی"۔

ابو عبداللہ نے کہا میں تعمیل کو تیار ہوں مگر میری رعایا کسی طرح آمادہ نہیں ہے اور ابو عبداللہ نے کچھ عرصہ بعد اکثر عیسائیوں کے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا شاہ کیٹیل نے غرناطہ پر فوج کشی کر دی لیکن عین غرناطہ کی دیواروں کے سایہ میں مسلمانوں نے بڑی داد شجاعت دی کہ شاہ کیٹیل نے محاصرہ اٹھا لیا تو ابو عبداللہ نے آگے بڑھ کر البشرات کی پہاڑی پر قبضہ کر کے نصرانیوں کو تہ تیغ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی سلطنت تمام جزیرہ نمائے اندلس میں صرف غرناطہ کے چھوٹے سے رقبہ میں محدود ہو کر رہ گئی۔

یہ سب کچھ خانہ جنگی کی بدولت ہوا۔ الزاغل نے البشرات پر حملہ کر دیا عقب سے شاہ کیٹیل آ کودا اور مسلمان قتل کئے گئے جلاوطن ہوئے اور الزاغل سے کہا تم افریقہ جانا چاہو تو چلے جاؤ ہم انتظام کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ افریقہ روانہ ہو گیا اور تلمسان جا کر رہا اور وہیں انتقال کیا۔ اب صرف ابو عبداللہ کل اندلس میں ایک مسلم حکمراں کی صورت میں رہ گیا تھا۔

۸۹۶ھ میں ازبلا کی ترغیب سے فرڈیننڈ نے غرناطہ پر بڑے سازو سامان سے حملہ کا ارادہ کیا اور غرناطہ کے سامنے خیمہ فگن ہو کر ایک شہر کی بنیاد بھی رکھ دی۔ یہ محاصرہ سات آٹھ ماہ تک جاری رہا۔ موسم سرما کے آنے سے رسد اہل شہر کے لئے بند ہو گئی۔ سلطان کے پاس صرف بیس ہزار فوج اور شاہ کیٹیل کے پاس ایک لاکھ عیسائی تھے۔

محاصرہ کی سختی سے تنگ آ کر مسلمان گھبرا گئے اور مشورہ سے افریقہ کے مسلمان بادشاہوں کو اور قسطنطنیہ کے بادشاہ بایزید ثانی کو اپنی معاونت کے لئے خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ :۔

"صدیوں سے عیسائی ہم کو دباتے چلے آ رہے ہیں اب ہم ان کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے ہم کو ہر طرح کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے باوجودیکہ ہم نے بڑی سے بڑی قربانیاں دیں۔ اب مسلمان غلام بنا لئے گئے جن مشکلات اور مصائب میں ہم آج گرفتار ہیں ان کا آخری نتیجہ یہ ہونے والا ہے کہ مذہب اسلام کی ہستی اس ملک میں ختم ہو جائے اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے"

مسٹر اسکاٹ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔

"سلطان بایزید ثانی اپنے ہم مذہبوں کی یہ دردناک تحریر دیکھ کر ایسا متاثر ہوا کہ اس نے دو فرانسسکن راہبوں کو روم بھیجا اور پوپ کو یہ دھمکی دی کہ سلطنت ترکی میں تمام عیسائی آزادی خیال و افعال رکھتے ہیں اگر مسلمانان اندلس پر یہی ظلم جاری رہا تو اس کا بدلہ دہ

اپنی عیسائی رعایا سے لیں گے ورنہ فوراً اپنے رعب و اقتدار کو کام میں لاکر اپنے کیتھولک غلاموں کو ان حرکتوں سے باز رکھیں جو وہ کر رہے ہیں[ل]"

پوپ نے سلطان کے ایلچیوں کو اپنا خط دے کر فرڈیننڈ کے پاس بھیج دیا مگر اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔ بایزید ثانی امیرِ مصر سے برسرپیکار تھا۔ فرڈیننڈ نے اس سے مدد کا وعدہ کیا جس کی بنا پر اسے مسلمانانِ اندلس سے ہمدردی جاتی رہی۔ اسکاٹ لکھتا ہے :۔

"اسلام کے نام لیواؤں کو اپنے حال اور اپنی قسمت پر چھوڑ دیا گیا[ل]"

ابوعبداللہ نے قصر الحمرا میں مجلس مشاورت منعقد کی تمام اکابر غرناطہ شریک ہوئے غیرت مند چاہتے تھے بہادری سے مرا جائے مگر زیادہ وہ بزدل تھے جو یہ چاہتے تھے کہ حکومت اسلامی رہے یا نہ رہے اپنا مال اور جان محفوظ ہو جائے چنانچہ وزیر ابوالقاسم عبدالملک کی معرفت شاہ کیٹیل سے صلح کی باتیں ہونے لگیں جو شرائط کی گئیں وہ مسلمانوں کے تحفظ جان و مال کے لئے دکھاوے کے لئے اچھی تھیں۔ اس پر فرڈیننڈ اور ازبلا نے دستخط کئے اس کے ساتھ ابوعبداللہ نے ایک عہدنامہ اور کیا کہ شاہ کیٹیل غرناطہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ پانسو کی رقم اس وقت دے گا جب پہلے قلعہ الحمرا پر قبضہ ہو جائے اور یہ چاہے اندلس رہے یا افریقہ رخصت ہو جائے بحری سفر کے اخراجات بھی عطا کئے جائیں گے" اس کے

ل اخبار الاندلس ج ۲ ص ۶۹۱

لئے صرف دو ماہ کی مہلت دی گئی تھی۔

دو ماہ گذرنے کو ہوئے تو ابو عبداللہ نے پھر ایک دن عمائدین شہر کو جمع کیا کہ اب کیا کیا جائے سب کا مشورہ ہوا کہ فرڈ ننینڈ کو حکومت سپرد کر دی جائے موسیٰ غسانی افسر فوج نے کہا کہ اس ذلت سے بہتر ہے لڑ کر جان دے دی جائے مگر کوئی رضا مند نہ ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور نصرانیوں سے بھڑ گیا زخمی ہو کر دریائے شنبل میں کود پڑا۔

شاہ ابو عبداللہ الزغیبہ نے ۲ جنوری ۱۴۹۳ء مطابق ۴ ربیع الاول ۸۹۰ھ بعد نماز فجر اپنے اہل و عیال کو الحمرا سے روانہ کر دیا اور خود مع پچاس رفقا اور ندماتین بجے سہ پہر کو باب الجدور سے نکل کر جہاں فرڈ ننینڈ اور ازبیلیہ مع حشم و خدم کھڑے تھے ابو عبداللہ نے تعظیماً گھوڑے سے اترنا چاہا لیکن فرڈ ننینڈ نے منع کیا صرف مصافحہ کر کے کنجی لے لی اور ملکہ ازابیلا کو دیدی ملکہ نے اپنے فرزند کو دی اس نے اپنے سپہ سالار تو طیلہ کو تفویض کی۔

ولی عہد ابو عبداللہ یرغمال میں تھا آزاد ہوا اس کو ساتھ لے کر جبل الشہرات پر شاہ عبداللہ گیا اور سر زمین اندلس سے رخصت ہو گیا۔ ہلال غروب ہوا اور صلیب بلند ہوئی۔

ایک لاکھ عربی کتب جلا کر نصرانیوں نے شہر میں چراغاں کیا۔ تمام دنیائے مسیحی میں جشن ہائے مسرت منائے گئے۔

کچھ دن بعد اسی نصرانی حکمراں نے اہل غرناطہ کو حکم دیا "عیسائی بنو یا نکل جاؤ" اور زبردستی بپتسمہ دیا گیا۔ مسلمان عورتوں کو مسجد میں بند کر کے بارود سے اڑا دیا لاکھوں

مسلمان جلادئے گئے بہت سے افریقہ چلے گئے۔ ابو عبداللہ نے کچھ عرصہ فاس (افریقہ) میں قیام کیا۔

المقری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:۔

"جس وقت میں فاس میں اپنی تاریخ لکھ رہا تھا سنہ ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء ابو عبداللہ کے پسماندگان کی گذر اوقات خیرات پر تھی سنہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ء میں ابو عبداللہ فاس میں مر گیا۔"

مسلمانانِ غرناطہ پر مظالم

سقوطِ غرناطہ کے بعد اندلس کی حکومت جو تقریباً آٹھ سو برس سے قائم تھی باہمی خانہ جنگیوں سے ختم ہو گئی جس کے بعد سے مسلمانوں پر شاہ کیتبس نے ظلم وسفاکی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا سنہ ۹۰۵ھ ۱۴۹۹ء میں فرمان شاہی صادر ہوا کہ جو لوگ مذہب عیسوی قبول نہیں کرتے وہ اسپین سے نکل جائیں" اس کا اثر یہ ہوا کہ کمزور طبیعت کے مسلمان گرجوں میں آنے جانے لگے ان کے برخلاف جو مسلمان کٹر تھے کسی عنوان مذہب اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتے تھے ان پر طرح طرح کی سختیاں کی گئیں مسلمان بچوں کو جبراً بپتسمہ دیا گیا۔

سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں دربار شاہی میں ان مظالم کی شکایت کی تو ان کا معاملہ محکمہ تفتیش مذہبی کے سپرد کر دیا گیا اس محکمہ کے فیصلہ کے مطابق ہزاروں مسلمان نذر آتش کر دئے گئے۔

پھر اس محکمہ کے صدر لارڈ بشپ نے یہ تجویز کی کہ مسلمان مذہبی مراسم ادا نہیں کر سکتے نہ اپنا لباس پہن سکتے ہیں نہ عربی بول سکتے ہیں اور نہ غسل کر سکتے ہیں اور

مغربی رقص میں شریک ہونا لازمی ہے۔ عورتیں برقعہ استعمال نہیں کر سکتیں۔

موسیو لیبان تمدن عرب میں لکھتا ہے :۔

"اندلس کے غریب مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حالانکہ یہی وہ مسلمان تھے جنہوں نے اپنے اقتدار اور حکومت کے زمانہ میں عیسائیوں پر کبھی اس قسم کے ظلم نہیں کئے اگر وہ ایسا کرنے پر آجاتے تو آج پورا جزیرہ نمائے اسپین عیسائیوں کے نام و نشان اور ان کے وجود سے یکسر خالی ہو جاتا"

پندرھویں صدی کے آخر میں اندلس کا لارڈ بشپ سینیڈ ڈرا کے مرنے کے بعد فرانسکو شمینس ڈی سینرو اس اس عہدہ پر متقرر ہوا یہ بدکار انسان تھا تمام نصرانی عمائد شہر کے گھرانوں کی لڑکیاں اس کے اردگرد رہتیں مگر مسلمانوں کا جانی دشمن تھا ایک طرف مساجد کو گرجا بناتا دوسری طرف مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات پر تلوار کے گھاٹ اتارتا تھا۔

اس کے بعد مسلمانوں کے علمی ذخائر کو تباہ کرنا شروع کیا دس لاکھ کتابیں اندلس میں تھیں جو جگہ جگہ جلائی گئیں۔ علوم و فنون کے یہ بے بہا خزانے باب لرملہ کے چوک میں ڈھیر کئے گئے اور ان کو آگ لگا کر راکھ کر دیا گیا۔

مسٹر ای بی اسکاٹ اس واقعہ کا یوں ذکر کرتا ہے۔

"اس وحشیانہ مذہبی جوش سے جو نقصان دنیا کو پہنچا اس کا ادنیٰ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غالباً دنیا بھر میں ایسا قیمتی ذخیرہ علوم و فنون کا کہیں نہ ہوگا جس کو شمینس نے اس تاریخی چوک میں خاک و

سیاہ کر دیا[4]

اس بشپ نے کتابوں ہی پر بس نہیں کیا بلکہ وہیں مسلمانوں کو مجرم بنا کر زندہ آگ میں جلا دیا[5]

اور شاہ کٹیل کی حکومت نے حکم دیا کہ دو سال کی مدت میں مسلمان اندلس سے بالکل چلے جائیں۔ چنانچہ مرکھپ کر تیس لاکھ بچے تھے جو افریقہ روانہ ہوئے توراہ میں نصرانی درندوں نے ⅔ کو قتل کر دیا آخر سترھویں صدی عیسوی کے شروع میں مسلمانوں کو اسپین سے بالکل نکال دیا گیا اور کوئی متنفس باقی نہ رہا۔

---

[5] اخبار الاندلس ج ۳ ص ۲۷۵

اندلسی عربوں کا زمانہ و علوم و فنون و سائنس

سنہ ۱۴۳ھ سنہ ۷۶۰ء سے سنہ ۸۵۴ھ سنہ ۱۴۵۰ء

شاہان اندلس انواع علوم عقلیہ و نقلیہ سائنس و فلسفہ میں اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔

مسلمانوں کی تشنگی ملک گیری جس کو جوش مذہبی کی سرگرمی نے بھڑکا رکھا تھا انھیں ان ممالک پر قابض کرا کر رہی جو حدود مملکت و دولت و ثروت و زرخیزی میں قیاصرہ روم کے ممالک سے کم نہ تھے۔

عام روحانی و جسمانی میں جو ترقیات اہل عرب نے کیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

جس زمانہ میں کہ اندلس میں اسلامی سلطنت اپنے شباب پر تھی ان دلوں جہالت عیب سمجھی جاتی تھی۔

بادشاہان اندلس نے مکاتب و مدارس اپنے قلمرو میں اس قدر کھول دیے تھے جس کی مثال دوسری جگہ نہیں ملتی۔ قرطبہ اور اشبیلیہ کی یونیورسٹیوں میں یورپ کے طالب علم تحصیل علم کے لئے آتے۔

قرطبہ کے دار العلوم نے بڑے بڑے فاضل پیدا کئے ابن خطیب قرطبی جو یہیں کا تعلیم یافتہ تھا اس نے علم مابعد الطبیعۃ تاریخ۔ طب وغیرہ پر گیارہ سو تصانیف

یادگار چھوڑیں۔ ابن حسن نے فلسفہ اور فقہ پر چار سو پچاس کتابیں لکھیں۔[۱]

ایسے ایسے کثرت سے علما اس دارالعلوم سے نکلے خلفائے اندلس بڑے بڑے انعامات اہل علم حضرات کو دیتے بلکہ خود صاحب فضل وکمال بنتے۔

عبدالرحمٰن الداخل نحوی اور بلند پایہ شاعر تھا۔ ہشام اور الحکم بڑے عالم اور نقاد تھے۔ عبدالرحمٰن ثانی کے جوہر اور علم نے ان کی زندگی اور فضیلتوں کو مشہور عالم کر رکھا تھا علوم فقہ فلسفہ طبیعہ کی قابلیت اور علم کی قدردانی اور قدر افزائی کی وجہ سے وہ مشہور خلیفہ بغداد المامون کے مماثل سمجھے جاتے تھے الحکم ثانی کی فضیلت واکتساب علمی اپنے زمانہ کا ایک عجوبہ تھا قرطبہ کا کتب خانہ جس کی بیشتر کتابوں پر حاشیے اور شرحیں اس کی تحریر کردہ تھیں۔

امیر عبداللہ کی شہرت اس مرثیہ کی وجہ سے ہوئی جو انھوں نے اپنے خاندان کے مصائب پر لکھا۔

سلطان کا خوف اس کی ہجوگوئی کی وجہ سے رعایا کو بھی رہتا تھا۔ المقتدر شاہ سرقسطہ اپنے علم وفضل کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ فلسفہ ہندسہ اور ہیئت میں اس کا علم اس کے دربار کے تمام علما سے زیادہ تھا۔

المظفر بادشاہ بطلیوس ایک انسائیکلوپیڈیا کا مصنف تھا۔ المربلیہ بلنسیہ اور اشبیلیہ کے بادشاہ اپنے علم وفضل اور قدردانی علم میں کچھ کم درجہ نہ رکھتے تھے شاہان بنو عماد خصوصاً امیر معتمد اپنے اشعار کی خوبی ولطافت کی وجہ سے بہت مشہور تھا

---

[۱] اخبار الاندلس ج سوم ص ۲۷۴

خاندان موحدین کے بادشاہوں میں عبدالمومن وہ تھا جس کے دربار میں ابن طفیل ابن زہر اور ابن رشد جیسے حکماء تھے [1]

مذکورالذکر سلاطین کے زمانہ میں ریاضی و ہیئت میں بے نظیر ترقی ہوئی۔ تاریخ و نقہ کی ضخیم و حجم کتابیں لکھی گئیں عظیم الشان کتب خانے امرا نے قائم کیے اندلسی عربوں کی ادبی تصانیف عالمانہ اور ضخیم ہوتی تھیں"

سلاطین اندلس کے عہد میں علوم وفنون کی بڑی ترقی ہوئی۔ اشبیلیہ۔ قرطبہ غرناطہ۔ مرسیہ۔ طلیطلہ میں عظیم الشان کتب خانے و مدارس تھے ان میں علوم دینی کے ساتھ فنون ریاضیہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ سبتہ طنجہ میں بھی مدرسے موجود تھے ان مدارس میں یہود اور نصرانی عالم بھی ملازم تھے۔ انھیں مدارس کا کامیاب طالب علم مدرس ابوالحسن تھا۔

اس فاضل ریاضی داں نے تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں جزیرہ نمائے اندلس اور شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے حصہ کا سفر کیا اور قطب شمالی کی بلندی کو اکتالیس شہروں میں تکمیل کے ساتھ جانچا۔ ان اکتالیس شہروں میں پہلا شہر افرانہ تھا جو بلاد مغرب کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ آخری شہر قاہرہ تھا۔ اس تحقیق کے بعد اس نے اپنی کتاب البدایات والنہایات تالیف کی [2]

۴۹۳ھ ۱۰۹۹ء میں شہر سبتہ میں ادریسی پیدا ہوا۔ قرطبہ میں تعلیم پائی۔ جزیرہ صقلی کے علم دوست بادشاہ اوجیر کا ملازم ہوا اور اس کے لیے چاندی کی گول

---

[1] اخبار الاندلس حصہ سوم ص ۹۰ [2] تاریخ عرب موسیو سدیو ۱۰۸ ایضاً ص ۲۱۸

تختی تیار کی۔ اس پر عربی زبان میں تمام دنیا کا نقشہ کھودا اور ایک رسالہ فن جغرافیہ پر تالیف کیا [1]

علم نباتات علمائے اندلس نے بھی نباتات کے خواص پر توجہ کی۔ عبدالرحمٰن الداخل نے قصر خلافت کے پاس ہی نباتات کا ایک خاص باغ لگایا اور شام وغیرہ مشرقی ملکوں میں آدمی بھیجے اور نادر الوجود درختوں کے تخم منگائے اور اپنے باغ میں نصب کئے۔

موسیو سدیو تاریخ عرب میں لکھتا ہے کہ:۔

"عربوں نے علم زراعت کو انتہائے کمال تک ترقی دی۔ انھوں نے اسپین میں آبپاشی اور آب رسانی کے بالکل وہی آلات استعمال کئے تھے جیسے اس وقت یورپ میں مستعمل ہیں (ص ۴۲۱)"

علم حیوانات عربوں نے علم حیوانات میں انکشافات کئے تھے۔

فن طب اسپین کے دار العلم میں سب سے نامی طبیب ابو القاسم خلف ابن عباس فن جراحی کا موجد ہے ۱۱۰۶ء میں انتقال کیا اور مبسوط کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف لکھی۔

حکیم ابو مروان عبد الملک بن زہر امیر یوسف تاشفین کے زمانہ میں گذرا اس نے طبی مفرد دواؤں میں کئی کئی ادویات کا اضافہ کیا۔

عبد اللہ بن احمد بن علی البیطار اندلسی علم نباتات کا بہترین عالم اور زمرۂ

---

[1] تاریخ عرب موسیو سیدیو ۱۰۸ھ۔ ایضاً ص ۴۲۱

اطبا رمیں اس خاص کام کا فرد یگانہ ماہر تھا۔ اس نے مشرقی ممالک کی سیاحت کی اور جڑی بوٹیوں کا حال خود تحقیق کیا اور ایک جامع کتاب ادویات مفردہ پر لکھی اس کا نام ادویہ مفردہ ہے"۔

ایجادات اندلس کے حکماء نے رقاص سے چلنے والی گھڑی اور میزان کا اختراع کیا۔ دھوپ گھڑیاں۔ اصطرلاب۔ مقیاس انحسار الاشعہ مدارکی اور استدلال لیل و نہار کے دوائر مسجد کے میناروں پر رکھے گئے۔ ہیئت میں بڑی ایجادیں کیں۔ ارضی و سماوی کرہ تانبے کے بنائے الذاغل ابن عبدالرحمٰن الزرقال باشندہ طلیطلہ نے مزولہ ایجاد کیا علم الحیوانات پر کتابیں لکھیں

اندلس میں کثرت سے ریاضی داں اور فلکی عالم ہوئے مسلمہ مجریطی مشہور منجم الذاغل کا ہم عصر تھا اس نے التبانی اور ابن ابی طلحہ کی زیجوں کو مختصر کیا اس فلکی عالم نے تیس سال کے عرصہ میں کئی مشہور اور صحیح ارصاد کئے اور اس بارے میں (الذاغل) الزرقال فلکی نے اس کا تتبع کیا اور اس نے بلندی آفتاب کی حد مقرر کرنے کے لئے چارسو درصدیں لکھیں اور حقیقی تقویم میں مبادرت اعتدالین کی حرکت معلوم کرنے کے واسطے کئی ارصاد کئے۔ اہل طلیطلہ کو اس شخص کی ایجاد کردہ گھڑیاں بہت پسند تھیں۔

اس شخص نے کتب ازباج الطلیطلہ اور الاقوال الفرضیہ فی تباعد الشمس مرکز افلاک الکواکب السیارہ تالیف کیں۔ جابر بن افلح الشبلی اشبیلہ کا باشندہ اور فلکیات کا معتبر عالم تھا۔ ایک رسالہ تالیف سے ہے"۔

حکیم ابو الولید محمد بن رشد اندلسی اس نے مثلثات کرویہ کی مساحت
کے بارے میں ایک فلکی موخبر تالیف کیا ہے۔ اس کی ایک شرح مجسطی پر ہے
اس نے جس دن فلکی حساب سے ستارہ عطارد کے مرد زکا زمانہ معلوم کیا ہے
اس دن اس کی نگاہ کو ایسا گمان ہوا کہ قرص آفتاب میں ایک خفیف سا سیاہ
نشان موجود ہے۔ ۵۴۵ھ جو ۱۱۵۷ء میں مشہور ہو چکا تھا[1]

---

[1] تاریخ عرب ص ۳۸۷۰

تعلیمِ نسواں

اندلس میں فرقہ اناث کو ہی عظمت حاصل نہیں ہوئی بلکہ خلفاء کے عہد کے درباریوں کی رشتہ دار عورتیں ترقی علم و ادب میں بھی مشہور تھیں۔ شہزادہ احمد کی بیٹی عائشہ کو نظم میں کمال حاصل تھا وہ فصیح و بلیغ خطیبہ تھی۔ خاندان موحدین کی شہزادی ولیدہ خوبی جمال شاعری اور علم بلاغت و بیان میں شہرت رکھتی تھی۔

دارالسلطنت کے مجالس ادبیہ و مذاکرہ علمیہ میں اندلس کے علماء خطیب جمع ہوتے ان میں ولیدہ بھی شریک ہوتی۔ اشبیلہ کی عفیفہ اور صنفیہ شاعری میں صاحب کمال تھی۔

ام سعد مشہور محدثہ قرطبہ کی تھی۔ خاتون لبانہ علم ہندسہ کی بڑی ماہر تھی الجبرا اور مساحت کے نہایت پیچیدہ سوالات وہ باتوں میں حل کر دیتی تھی اطلح ثانی نے ان کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا تھا۔ زینب اور حمدا منوطن دارالحمہ زیاد کتب فروش کی بیٹیاں تھیں جو علم و فضل میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔

ابن عباد اپنی تصنیف تحفۃ القدیم میں لکھتا ہے باوجود حسن عصمت و دولت کے نامی علماء کی مجلس میں یہ شریک ہوتیں حفصہ نے خوشنویسی میں کمال پیدا کیا تھا۔ العار دضیہ معنی و بیان کی فاضلہ تھی۔

مریم بنت یعقوب الانصاری اشبیلی شاعری و ادب کی ماہر تھی۔

ام اہنی قانون کا درس دیتی تھی۔

غرض کوئی فن ایسا نہ تھا جو خواتین اندلس سے بچا ہو۔

تاریخ شعبہ تاریخ وسیر میں اندلسی عربوں نے خوب خوب جوہر دکھلائے ابن القطس بادشاہ بطلیوس نے ایک بیش قیمت کتاب اندلس کی سیاسی اور ادبی حالت پر لکھی، ابن احمد الطبیسی نے ایک کتاب تمام قبائل کی مکمل تاریخ میں لکھی۔

ابو المنذر بلنسی اور ابن زید العربی القرطبی نے گھوڑوں کے نسب پر ایک کتاب لکھی۔ ابن بطوطہ مشہور سیاح یہیں کا تھا۔ عبید البکری الونبی نے ایک ردلیف دار فن جغرافیہ پر کتاب لکھی۔ ابن حسان نے اندلس کی دو تاریخیں لکھیں ایک دس جلدوں میں دوسری ساٹھ جلدوں میں صرف اندلس کی تاریخ ایک ہزار سے زیادہ مورخین نے لکھی [۱]

---

[۱] تاریخ عرب سید ص ۳۷۷

شاعری

عربی شعر گو اندلس میں کثرت سے پیدا ہوئے۔ ابن حسن عباس بن احنف غزل کی شیرینی و لطافت میں مشہور تھا۔ ابن خفاشہ باشندہ بلنسہ کا رجزیہ کلام اور ابن ہانی متوفی سنہ ۳۶۳ھ سنہ ۹۷۳ء اور سعید اشبیلوی کا رندانہ کلام بہت مقبول تھا۔ ابو عمر احمد بن محمد متوفی سنہ ۳۶۰ھ سنہ ۹۷۰ء نے اندلس کے سنہ وار حادثات تاریخیہ کو نظم کا لباس پہنایا۔ ابوبکر بن قزمان متوفی سنہ ۱۱۶۰ء نے سوقیانہ زجل کو ادب کے معیار تک بلند کیا۔ عبدالرحمٰن سوم کا درباری شاعر ابن عبدربہ متوفی سنہ ۹۴۰ھ مصنف عقد الفرید تھا۔ عربی زجل اور موشح کے زیر اثر اسپین اور فرانس میں سوقیانہ شعر گوئی اور گیتوں کی بڑی قدر ہونے لگی رزمیہ فرانسیسی گیت مسلم اسپین اور عیسائی تصادم کا نتیجہ تھا ابو سید احمد زیدون متوفی سنہ ۱۰۷۱ء اندلس کا سب سے بڑا شاعر تھا اس کو شہزادی دلادہ سے عشق تھا۔ کچھ عرصہ قید رہا۔ یہاں پر معتضد العبادی کا وزیر اعظم اور سپہ سالار فوج ذوالوزارتین کے لقب سے مقرر ہوا۔ شعر گوئی کے علاوہ نامہ نویسی شلاً خط متعلق ابن عبدوس میں بھی اس کو کمال حاصل تھا۔ ابن قزوین متوفی سنہ ۱۲۵۳ء لکھتا ہے کہ شعرائے اندلس کے اثر سے جنوبی پرتگال میں ہل چلانے والے کسان بھی شعر گوئی کیا کرتے تھے۔"

(۱) دیارِ اندلسیہ کے شاعر ادیب داریب ابوالقاسم محمد بن ہانی ازدی اندلسی ہمزیہ طویل قصیدہ میں خلیفہ معز لدین اللہ کی تعریف میں حسب ذیل اشعار لکھتا ہے۔

(۱) إِنَّ الْمَكَارِمَ كُنَّ سِرْبًا رَائِدًا — حَتَّىٰ كُنِسْنَ كَأَنَّهُنَّ ظِبَاءُ

(۲) وَطَفِقْتُ أَسْأَلُ عَنْ أَعَزِّ مُحَجَّلٍ — فَإِذَا الْأَنَامُ جِبِلَّةٌ دَهْمَاءُ

(۳) حَتَّىٰ دُفِعْتُ إِلَى الْمُعِزِّ خَلِيفَةً — فَعَلِمْتُ أَنَّ الْمَطْلَبَ الْخُلَفَاءُ

(۴) دوسری جلد علامہ ادیب وزیر ابو عبداللہ بن زمرک غرناطی لسان الدین بن الخطیب اندلسی کے شاگرد ایک قصیدہ میں حضرت سردار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت شریف کے بیان اور تعریف میں حسب ذیل اشعار لکھتا ہے۔

(۴) يَا مَلْجَأَ الْخَلْقِ الْمُشَفَّعَ فِيهِمْ — يَا رَحْمَةَ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ

(۵) يَا آسِيَ الْمَرْضَىٰ وَمُنْتَجَعَ الرِّضَىٰ — وَمُوَاسِيَ الْأَيْتَامِ وَالضُّعَفَاءِ

(۶) أَشْكُو إِلَيْكَ وَأَنْتَ خَيْرُ مُؤَمَّلٍ — دَاءَ الذُّنُوبِ وَفِي يَدَيْكَ دَوَائِي

ترجمہ:- بلاشبہ اخلاق عالیہ حسینوں کی جمگھٹوں کی طرح ہر طرف چہل پہل کرتے نظر آتے تھے مگر اب وہ اس طرح مخفی ہو گئے ہیں جس طرح خوب صورت ہرنوں کی ڈاریں ہوگئیں

(۲) گو عالم میں انسان بہتیرے ہیں جن میں برابر ایک پیکر اخلاق بزرگوار کی جستجو کرتا رہا۔

(۳) یہاں تک خلیفہ وقت معزلدین اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت حضرات خلفا ہی اخلاق حسنہ کے مجسمہ ہیں۔

(۴) اے مخلوق کی جائے پناہ اور اے ان کے مقبول سفارشی اور اے زندوں اور مردوں کے لئے باعث رحمت۔

(۵) اے مریضوں کے غم خوار اور اے رضامندی کی جائے تلاش اور اے یتیموں اور کمزوروں کے غم گسار۔

(۶) میں اپنے امراضِ گناہ کی شکایت آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ آپ بہترین امیدگاہ ہیں نیز میرا علاج آپ ہی کے دونوں مبارک ہاتھوں میں ہے۔

فنونِ لطیفہ کی ترقی

زریاب کا عبدالرحمٰن دوم کے زمانہ میں اسپین میں خیر مقدم کیا گیا تھا اس نے مشروبات کے لئے فلزی پیالے استعمال کرنے کے بجائے شیشہ کا جام ایجاد کیا موسیقی کو بھی اسکی وجہ سے عام مقبولیت ہوئی۔ اس کے بعد ابوالقاسم عباس ابن فرناس تاریخ وفات ۲۷۵ھ ۸۸۸ء نے مشرقی موسیقی کو مغربی یورپ میں مروج کیا پسند عام گردانا مسلمانوں کی تاریخ میں یہ پہلا شخص ہے جس نے اڑنے کی کوشش کی اور جیسا کہ کہا جاتا ہے پر کے پچھوٹے لگا کر اور پروں کا لباس پہنکر ہوا میں دور تک اڑ سکا لیکن اترتے وقت اس کے چوٹ آئی اس لئے کہ سنبھالنے کے لئے دم نہیں لگائی گئی تھی اس زمانہ میں جب کہ بغیر بیرونی میکانی طاقت کے ہوا کے بالائی نفوذ کی مدد سے پرواز کے مختلف طریقے رائج ہو چکے ہیں ابن فرناس کی پرواز کی تفصیل معلوم کرنا مفید ثابت ہوگا اس مواد کی تلاش کی جانی چاہیئے اس نے اپنی ذہانت طبع سے ایک پلانیٹریم بھی بنایا جس میں ستاروں کی حرکت اور رعد و برق کے کرشمے بھی بتائے جاتے تھے دور الموحدین میں ابن سبعین نے تاریخ وفات ۶۹۶ھ ۱۲۹۶ء فن موسیقی پر کتاب الادوار المنسوب تصنیف کی۔ بہت سے عربی یا عربی کے توسط سے مشرقی الفاظ یورپ کی زبانوں میں آلات موسیقی وغیرہ کے لئے مستعمل ہیں مثلاً

Guitairm پندیرو تنبورہ Randera النفیر Anafil

رباب Rebec صنوج (Samajuso) نقارہ۔ قیثارہ Hkare

(۱۲۵۰ء) فریڈرک دوم ہوہنسٹاوفن نے ابن سبعین اور مشرق میں کمال الدین بن یونس سے فلسفیانہ وحکیمانہ امور کے متعلق چند استفسارات کئے اور جواب آنے پر انعام بھی بھیجا لیکن ابن سبعین نے انعام قبول نہیں کیا۔

علمائے اندلس

مسلم اسپین کا سب سے جید عالم اور جدت پسند دماغ کا انسان علی بن حزم تھا ۳۸۴ھ سنہ ۹۹۴ء ۴۵۶ھ سنہ ۱۰۶۴ء جس کی کتابیں متعدد شعبہ جات علم وحکمت پر لکھی گئی تھیں یہ خود اپنے آپ کو ایرانی النسل سمجھتے تھے لیکن اہل یورپ کہتے ہیں کہ اس کا دادا ہسپانیہ کا عیسائی تھا جو مشرف باسلام ہوگیا وہ بنی امیہ کے آخری ہسپانوی دور کے شکستہ حال بادشاہوں عبدالرحمن المستظہر اور ہشام المعتمد کے دربار میں خدمت وزارت پر ممتاز تھا بنی امیہ کا دور ختم ہوجانے پر وہ گوشہ نشینی اختیار کرکے مطالعہ اور تصنیف میں مشغول رہا۔ ابن خلکان اور القفطی نے لکھا ہے کہ اس نے ۴۰۰ کتابیں ادب، مذہب، تاریخ اور حدیث پر لکھیں ان میں سب سے مشہور طوق الحمامہ عشقیہ مضامین کے اشعار کا مجموعہ ہے اور الفصل فی الملل والاہواء النحل مختلف مذاہب کی تفہیم وتنقید ہے۔

القالی ۲۸۹ھ سنہ ۹۰۱ء ۳۵۷ھ سنہ ۹۶۷ء جامعہ قرطبہ میں پروفیسر تھا اس کا مقام پیدائش اہنستان ہے اور اس نے تعلیم بغداد میں پائی۔ اس کا سب سے قابل شاگرد محمد ابن الحسن الزبیدی سنہ ۳۱۶ھ سنہ ۹۲۸ء ۳۷۰ھ سنہ ۹۸۰ء اشبیلیہ میں پیدا ہوا اور اس کو الحکم نے اپنے بیٹے ہشام کی تعلیم وتربیت کے لئے منتخب کیا لسانیات کے ماہرین کے سوانح حیات کے مصنف علامہ جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب کی تالیف میں اس سے بہت استفادہ کیا ہے عربی گرامر ہی کو پیش نظر رکھ کر یہودی

مصنف عبرانی گرامر ابوزکریا یحییٰ بن داؤد نے قرطبہ میں گیارہویں صدی میں عربی اصول پر عبرانی گرامر لکھی اصطلاحات اور تعریفات بالکل عربی ہی کے ترجمے ہیں۔

ابوحیان ۶۵۴ھ ۱۲۵۶ء ۷۴۵ھ ۱۳۴۴ء غرناطہ کا بربر النسل عالم متعدد زبانوں پر حادی تھا اور موشح کہتا تھا اس نے ایرانی اور ترکی گرامر لکھی اور کہا جاتا ہے کہ حبشی Ethiopic زبان پر بھی ایک نامکمل کتاب شروع کی۔

اسپین کے مورخین میں ابوبکر بن عمر بن اسقوطیہ قرطبہ میں پیدا ہوا اور وہیں ۳۶۷ھ ۹۷۷ء میں فوت ہوا۔ اس کی تصنیف تاریخ افتتاح الاندلس میں عربوں کی فتوحات سے لے کر عبدالرحمٰن ثالث کے دور تک کے حالات مذکور ہیں۔

ابومروان حیان ابن خلف ۳۷۷ھ ۹۸۷ء ۴۶۹ھ ۱۰۷۶ء نے پچاس کتابیں لکھیں جن میں سے المتین ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس کی تصانیف میں سے صرف المقتبس فی تاریخ اندلس باقی رہی ہے۔

دور الموحدین پر سب سے بہتر تاریخ عبدالواحد المراکشی کی لکھی ہوئی ہے جو ۶۲۱ھ ۱۲۲۴ء میں شائع ہوئی۔ المعجب فی تلخیص اخبار المغرب اس کا نام ہے۔

قرطبہ کا ابوالولید عبداللہ بن محمد بن الفرضی تاریخ ولادت ۳۵۱ھ ۹۶۲ء جامعہ مذکور میں معلم تھا بعد کو قیروان ہوتا ہوا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا حج کیا واپسی پر بلنسیہ کا قاضی مقرر ہوا اور قرطبہ کی لوٹ مار میں مقتول ہوا۔ اس کی نعش کئی دن بعد پہچانی گئی۔ الفرضی تاریخ علمائے اندلس کا مصنف تھا اس کے بعد ابن بشکوال ابوالقاسم خلف بن عبدالملک ۴۹۵ھ ۱۱۰۱ء ۵۷۹ھ ۱۱۸۳ء مقام ولادت قرطبہ نے اس کتاب کا ضمیمہ بلقب الاصلاح فی تاریخ ائمۃ الاندلس ۵۹ھ

۱۱۹۳ء میں شائع کیا اور بعد ازاں ابو عبداللہ محمد بن الابار ۵۹۶ھ ۱۱۹۹ء
۶۵۹ھ ۱۲۶۰ء المنبی نے اصلاح کو لکھ کر مکمل کیا اس نے الحلۃ السیبر بھی لکھی
ابو جعفر احمد بن یحییٰ المنبی تاریخ وفات ۶۰۰ھ ۱۲۰۳ء مرشیہ میں نشو و نما
پایا اور بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس تصنیف کی تاریخ سائنس پر ابو القاسم
سعید بن احمد الطلیطلی نے جو ذوالنون حضرات کے عہد میں طلیطلہ کا قاضی تھا اور
خود بھی مورخ ریاضی دان اور ماہر مشاہدات فلکی تھا ایک کتاب طبقات الامم
لکھی ۴۲۰ھ ۱۰۲۹ء ۴۶۳ھ ۱۰۷۰ء نصرانی درباروں کے سب سے
بڑے اور مشہور مورخ ابن الخطیب اور ابن خلدون ہیں۔ علامہ عبداللطیف
وہ فرد وحید ہے جس نے مصر پر جو کتاب تصنیف کی اس میں نباتات کے متعلق بھی
مفید معلومات پائے جاتے ہیں ابو العباس النباتی اشبیلی نے بارہویں صدی کے
آغاز میں اسپین اور شمالی افریقہ اور عرب کے ساحل کا دورہ کر کے نباتات فراہم کئے
بحر قلزم کے کنارے اس نے متعدد نئے نباتات دریافت کئے اور اپنی کتاب الرحلہ
میں ان کے مفصل حالات بیان کئے۔

فلسفہ اندلسی عربوں نے فلسفہ میں بڑی ترقی کی اندلس میں بڑے بڑے فلسفی
ہوئے۔ ابو بکر محمد بن یحییٰ جو عام طور سے ابن ماجہ کے لقب سے مشہور
ہیں یہ علاوہ فلسفہ کے بے مثل طبیب ریاضی داں اور ہئیت میں کامل دست گاہ
رکھتا تھا ۴۹۴ھ ۱۱۰۰ء میں انتقال ہوا ابن طفیل ابو بکر محمد بن عبدالملک
مثل ابن ماجہ کے تھا یہ وادی آش میں پیدا ہوا ۵۸۱ھ ۱۱۸۵ء میں مراکش
میں فوت ہوا۔ ابو بکر ابن زہر ساکن اشبیلیہ متوفی ۵۹۶ھ ۱۱۹۹ء اس کے

معاصر ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد فیلسوف اسلام تھا۔ اشبیلہ اور قرطبہ کا قاضی رہا ۵۹۵ھ ۱۱۹۸ء میں انتقال کیا اس کے حالات مفصل میری کتاب فلاسفہ اسلام میں دیکھئے اندلسی مشہور منجم البطروجی الزرقالی جابر بن فلاح متوفی سنہ ۵۴۵ھ ۱۱۴۵ء یوسف المتوطن فتیلہ میں ہوا ۴۷۴ھ ۱۰۸۱ء ۴۷۸ھ ۱۰۸۵ء امیر سرغو نسار ریاضی داں تھا اس کی کتاب استکمال مشہور ہی اقلیدس اور المجسطی کے مانند ہے۔

قطب نما عربوں نے قطب نما ایجاد کیا جس سے بحری و بری سفروں میں کام لیتے تھے نماز کے لئے سمت قبلہ کا اندازہ لگاتے تھے [۱]

کاغذ علاوہ ہتھیار اور دباغت کئے ہوئے چمڑے کے عربوں نے کاغذ ایجاد کیا [۲]

توپ و بارود بارود اور توپ ان دونوں چیزوں کے موجد عرب ہیں افسوس بارھویں کی تاریخ نہیں ہے :۔ شہر کے مسلمان بہت سی گرجنے والی چیزیں اور لوہے کے گولے بہت بڑے سیب کے برابر پھینکتے تھے یہ گولے اس قدر دور جاتے تھے کہ بعض فوج کے اس پار جاتے تھے اور بعض فوج میں گرتے تھے [۳]

بری و بحری قوت بحری اور بری فوج کا اعلیٰ افسر خود خلیفہ تھا سنہ ۱۳۲۴ھ میں غرناطہ کے تاجدار اسمٰعیل نے شہر بالطبہ کا محاصرہ کیا تو بارود کا استعمال کیا توپوں سے گولے پھینکے ایک عہدہ فوج میں امیر المنجقین تھا

[۱] تاریخ عرب ص ۶۰، ۲ [۲] تمدن عرب ص ۱۴۴ [۳] تمدن عرب ص ۱۴۴

بحری افسر کو قائد الاساطیل کہتے تھے قلعہ شکن آلات ایجاد کئے تھے دبابہ سے قلعہ کو تباہ
کر دیا جاتا تھا۔

ڈاک خانہ یہ بریدہ کا محکمہ دمشق کی تقلید تھی۔ مگر عبدالرحمٰن الناصر الدین اللہ نے کبوتروں سے نامہ رسائی کا کام لیا عموماً اس سے فوج میں کام لیا جاتا تھا

عہدہ قضاۃ اس عہدہ پر بڑا افاضل اور جلیل القدر عالم مقرر کیا جاتا یہ قاضی اپنے آپ کو صرف حکومت کی طرف سے منصب دار قاضی نہ سمجھتے بلکہ مخاصمین کے درمیان اپنے کو ایک حکم تصور کرتے تھے اور مخلوق کے ساتھ بجز شاذو نادر مواقع کے ہمیشہ رفق وملاطفت کے ساتھ پیش آتے تھے[1]

صناع اندلس کے عرب اور لوگوں سے صناعی میں بہت ہی فائق تھے۔ معادن مطروقہ لوہا چاندی وغیرہ، نکالیں اور دیگر معدنیات کی کانیں دریافت کیں پارہ کی کان نکالی ملقا بجا دیکا مرسیہ کے پاس کالونسی یاقوت نکالا کرتے سواحل اندلس کے سمندر سے مرجان اور طراغونہ سے موتی نکالتے دباغت کا کام اعلیٰ درجہ کا جانتے تھے۔ روئی کتان اور سن کے کپڑے خوب بنتے تھے حریر اور پشمینہ بانی میں وہ انتہا درجہ کمال کو پہونچ گئے تھے۔ طلیطلہ کے نیزے تلوار غرناطہ کا ... قرطبہ کی زین اور ... قونسیہ کی سبز باتات دلنبہ کے خوشبودار مصالحے اور شکر علاوہ ازیں روغن زیتون سرخ رنگ عنبر خام معدنی پتھر بلور گندھک زعفران اور زنجبیل کی تجارت کرتے تھے۔ ان کے یہاں ہنڈیوں اور اوراق حوالہ کا رواج تھا[2]

---

[1] تاریخ عرب ص ۲۷۳ [2] تاریخ عرب ص ۲۷۵

اصول سیاست

عربوں نے بغرض نظم ونسق جو اصول قائم کئے تھے وہ بہت ہی صاف اور آسان تھے خلیفہ وقت کل امور مذہبی مالی اور فوجی کا مالک تھا کام ریاست کا چار محکموں (فینانس) امور خارجیہ۔ عدالت فوج ہر محکمہ کا ایک وزیر تھا وزیر اعظم کو حاجب کہتے تھے وزراء کے ماتحت کو خطیب الدولہ کہتے تھے ایک عہدہ خطیب الرسائل کا تھا۔[۱]

خطیب الزمام جس کے ذمہ نصاریٰ اور یہود کی جائداد کی حفاظت تھی۔ صاحب الاشتغال اس کے سپرد اخراجات کا حساب کتاب تھا یہ سب میں ممتاز تھا۔ کوتوال کا عہدہ بڑی ذمہ داری کا ہوتا تھا عدالت کا کام قاضی القضاۃ کے سپرد تھا۔ کوتوال کو صاحب الشرط اور شہر کے منتظم صاحب المدینہ اور صاحب اللیل کہلاتے تھے۔

ترقی تجارت

اسپین اور ایشیا کے ممالک کے درمیان تجارتی سلسلہ قائم تھا اسپین کا ملکہ اپنے کارخانوں کی ساختہ اشیاء اور ارضی پیداوار نیشکر چاول روئی زعفران سونٹھ، عنبر ازرق پستہ۔ بادام توت خنا اور ثعلب اور معدنی حاصلات از قسم گندھک پارہ تانبہ اور لوہے وغیرہ سے دیگر ملکوں کی پیداوار تبادلہ میں لیا کرتا تھا اہل ایشیا پر اسپین کے بنے ہوئے خود داوزارہیں قرطبہ کے ساختہ فرش (چمڑے) کے طلیطلہ کی بنی ہوئی نیزوں کی انیان مرسیہ کی بانات غرناطہ اور المریلہ اور اشبیلیہ کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے

---

[۱] خلافت اندلس حصہ سوم ص ۱۹۷

اور شہر البصیلہ کا بنا ہوا کاغذ بڑے شوق سے خریدا جاتا۔ اندلس میں شہر اشبیلہ کے عام اطراف میں زیتون کے کثرت سے درخت تھے۔ ان مواضع میں ایک لاکھ بڑے بڑے زیتون کے مزرعے یا روغن زیتون تیار کرنے کے کارخانے تھے۔

اندلس کے صوبہ طلیطلہ کے جنوبی ملکوں سے میوہ جات یورپ بھیجے جاتے۔ اہل اسپین اپنے ملک کے شہروں ملاغہ قرطاجنہ برسلونہ اور قادس کے بنے ہوئے سامان غیر ممالک کو بغرض تجارت روانہ کیا کرتے تھے[1]

تنعم وشان اسپین کے عرب حکمران تنعم اور شان نمائی میں اپنے معاصر خلفائے بنی عباس سے آگے بڑھ گئے اس کا اثر افراد پر بھی تھا۔ غرناطہ کی خواتین پیٹیاں زرکار کپڑے اور سنہری روپہلی گنگا جمنی کام کے طوق وغیرہ پہنا کرتی تھیں یہ لباس حد درجہ حسین و خوش نما ہوتا تھا[2]

جہازرانی خلفائے اندلس نے بحری جنگوں کے لئے کافی قوت حاصل کر لی تھی۔ موسیو سیدیو لکھتا ہے کہ: "نصاریٰ ان کے سامنے کچھ نہ تھے ان کے پاس بندرگاہائے قادس جزیرہ منتقار۔ مریہ طرطوس اور طراغونہ رطاجنہ۔ اشبیلیہ میں جہازسازی ہوتی تھی امرانے علیحدہ جہاز بنا رکھے تھے جن میں تجارتی مال جاتا آتا رہتا تھا اور مشرق سے تجارتی اشیا اندلس کو جاتی تھیں۔ اور ان میں ایسے جہاز رعایا کے بھی تھے جو بحری رہزنی کے لئے بنائے جاتے تھے ان میں بیٹھ کر لوگ فرانس اٹلی کے سواحل پر چھاپے مارا کرتے تھے"۔

---

[1] تاریخ عرب سدیو ص ۱۷۸ [2] تاریخ عرب ص ۴۶۶

جنگی فنون اندلس کے عرب زرہیں بھی پہنتے تھے اور ان کے سرداروں نے نوجوانوں کو برچھیاں مارنے اور تلواریں چلانے کی تعلیم خاص طور پر دی تھی جس سے وہ نصاریٰ کے مقابلہ میں بہت کام لیتے تھے۔

مذہبیت اندلس کے عربوں کی عقلوں پر دین کی سطوت بہت غالب تھی قرآن پاک کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا صحیح شوق تھا۔ جو اکتساب فضائل اور اعمال صالحہ کی اہمیت کی ہدایت کرتا ہے

خلفاء مخلوق کو کاروبار میں مشغول رہنے کا شوق دلاتے۔ ظلم تعدی و عدوان سے باز رکھتے اور لوگوں کو ایک دوسرے کی جائداد املاک کے تحفظ کی ترغیب دیا کرتے تھے

مردم شماری اندلس کے اسلامی دور میں شہر طلیطلہ کی آبادی دو لاکھ نفوس کی تھی اور اشبیلیہ میں تین لاکھ آدمی آباد تھے شہر قرطبہ کا دور چالیس میل کا تھا۔ شہر اشبیلیہ میں پارچہ بافی کے چھ ہزار کارخانے تھے۔ سلامنقہ کے صوبہ میں اس وقت ایک سو پچیس نہایت بارونق شہر و گاؤں تھے صوبہ لیعان میں چھ سو سے زیادہ شہر اور بستیاں ایسی تھیں جہاں ریشمی کپڑوں اور ریشم کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ یہ سیاح ادریسی کا بیان ہے جس نے اسپین کا جغرافیہ لکھا ہے [۱]

اخلاق و عادات موسیو سیدیو فرانسیسی لکھتا ہے۔ اندلس کے عرب علوم و فنون صنعت و حرفت اور اخلاق میں اہل فرنگ

---

[۱] تاریخ عرب ص ۱۷۴

سے بدرجہا لائق و فائق تھے وہ ایسے کریم تھے کہ جان تک دینے سے دریغ نہ کرتے۔ مگر ان کا جان دینا وحشیانہ طور پر نہ تھا وہ اپنی جان کی قدر و عزت کو خوب پہچانتے تھے ان کی بہادری اور جنگی سرگرمی نے آپ اپنی نگاہ میں نہایت دقیع و گرانقدر بنا دیا تھا اس سے عزت نفس کا جذبہ ان میں نہایت شدت کے ساتھ تھا۔ قسطیلہ اور نوارہ کے فرنگی بادشاہوں کو اندلس کے عربوں کی صداقت کا بڑا یقین تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ اپنے مہمانوں کی بڑی خاطر تواضع اور اکرام کیا کرتے ہیں[1]۔ مراعات عدل و انصاف میں نہایت شدت برتتے تھے ان میں غریب امیر سب یکساں تھے کوئی شخص کیسا ہی معمولی کیوں نہ ہو وہ بڑے سے بڑے مناصب تک پہنچ سکتا تھا

رواداری

خلفائے اندلس کے ساتھ سرحد کے نصرانیوں نے ہر زمانہ میں بغاوت کی مسلمانوں کو لوٹا۔ عورتوں بچوں کو شبخون مار کر قتل کیا مگر ان سلاطین نے جب ان ظالموں پر فتح پائی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اندلس کے یہود و نصاریٰ کے لئے ترقی کے دروازے کھلے رکھے اور ان کو اپنے دربار میں معزز عہدے عطا کئے۔ تعلیم گاہوں میں عیسائیوں کو داخل کیا جب وہ لائق ہوئے ان کو مدرس کیا بلکہ بعض مواقع پر پرنسپل تک کے عہدہ پر سرفراز کیا ان کی معابد گاہوں کی حفاظت کی اور جاگیریں عطا کیں وہ گرجے جو سیاسی اعتبار سے خطرناک تھے اور وہاں ننوں اور راہبوں کی غلط کاری اور سیاہ کاری کے اڈے بنائے گئے تھے ان کو البتہ ڈھا دیا۔ لارڈ

---

[1] تاریخ عرب ص ۲۷۲

بشپ کا انتخاب سلاطین اندلس خود کیا کرتے تھے طلیطلہ میں اسقف اعظم رہا کرتا تھا۔ مذکورہ اوراق سے شاہان اندلس اور علمائے اندلس کی سرگرمئ علم و فضل ظاہر ہے موسیو سیدیو فرانسیسی لکھتا ہے کہ:۔

"جب تمام یورپ جہالت کی تاریکی اور ظلمت میں تھا اس وقت عربوں کی آنکھیں انوار علم کی چمک سے کھل چکی تھیں۔ ممالک اسپین۔ اشبیلیہ۔ قرطبہ غرناطہ۔ مرسیہ اور طلیطلہ میں بڑے بڑے کتب خانے اور مدرسے قائم ہوئے۔ ان مدارس میں علوم ریاضیہ پڑھائے جاتے اور ان مدرسوں سے بڑے بڑے کامل اور ماہر مدرس پیدا ہوئے جن کی شاگردی کا فخر علمائے یورپ کو ہے۔

یورپ میں اسپین سے علوم و فنون کا ذخیرہ پہنچتے ہی وہاں علم و فضل کی گرم بازاری ہو گئی اگر عربی تمدن اور علم و حکمت کے ہر شعبہ کی یورپ میں اشاعت کا ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکے گی۔